فقاتلوا أولياء الشيطان إن كيد الشيطان كان ضعيفا
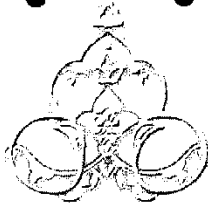
جنّاتی اور شیطانی
چالوں کا
توڑ

دارالابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب و سنّت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب .... جناتی اور شیطانی چالوں کا توڑ

تحت اشراف .... عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

مؤلفین .... عبداللہ محمد بن احمد الطیار، سامی بن سلمان المبارک

مترجم .... حافظ محمد عباس گوندلوی

نظر ثانی .... حافظ صلاح الدین یوسف ، ابوالحسن مبشر احمد ربانی

اشاعت دوم .... جولائی 2005ء

قیمت .... روپے

تعداد .... ایک ہزار

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

• لاہور۔ دارالاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ کتاب سرائے 7320318۔ شرکۃ الامتیاز 7311178۔ مکتبہ دارالھدیٰ 7639557۔ اردو بازار لاہور۔ الکریم کیسٹ لائبریری 6365526۔ • فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ 631204۔ مکتبہ رحمانیہ جھوانہ بازار۔ • راولپنڈی۔ تجلیات حبیبہ کشمیری بازار۔ 5535168۔ • اسلام آباد۔ السعود اسلامک بکس 2261356۔ • پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔ • حیدرآباد۔ مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264 • کراچی۔ مکتبہ نورحرم 4965724۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، اندلس اسلامک بک شاپ 4381912، مکتبہ دارالقرآن، علمی کتب خانہ اردو بازار۔ (دارالابلاغ، لاہور (0300-4453358

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

تحت اشراف

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

مؤلفین

عبداللہ محمد بن احمد الطیار

الشیخ سامی بن سلمان المبارک

ترجمہ

حافظ محمد عباس گوندلوی

نظرثانی

حافظ صلاح الدین یوسف

ابوالحسن مبشر احمد ربانی

دارالابلاغ

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

لاہور۔ پاکستان

المملكة العربية السعودية
رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد
مكتب الرئيس

الرقم ١٠٥١ / خ
التاريخ ١٧/٥/١٤١٢هـ
المشفوعات كتاب

الموضوع

من عبدالعزيز بن عبدالله بن باز إلى حضرة الأخوين الكريمين الدكتور عبدالله بن محمد الطيار والشيخ سامي بن سلمان المبارك وفقهما الله لما فيه رضاه آمين

سلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد :

فقد اطلعت على مؤلفكم الموسوم « بالعلاج الشافي من الصرع والسحر والعين » فألفيته مؤلفاً نافعاً جزاكم الله خيراً وضاعف لكما الأجر وقد رأيت تغيير عنوانه إلى « فتح الحق المبين في علاج الصرع والسحر والعين » . شكر الله سعيكم والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته . . .

الرئيس العام
لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد

المملکۃ السعودیہ کی وزارت مذہبی امور کی طرف سے اس کتاب کیلئے جاری کیے گئے سرٹیفکیٹ کا عکس
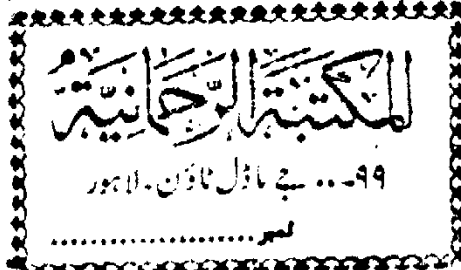
بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية

رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد

مكتب الرئيس

الرقم ....
التاريخ ....
المرفقات ....

الموضوع ....

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه أمّا بعد :

فقد اطلعت على ما كتبه صاحب الفضيلة الدكتور عبدالله بن محمد الطيار والشيخ سامي بن سلمان المبارك في العلاج والسحر والعين من أوله إلى آخره . فألفيته مؤلفًا مفيدًا في بابه وقد جمع فيه المؤلفان المذكوران الأدلة الشرعية على ما ذكراه من أنواع العلاج وكيفيته فجزاهما الله خيرًا ونفع بمؤلفهما وشفى المسلمين من كل سوء وإني أوصي بقراءته والاستفادة منه لكل من يريد أن يحمي نفسه للعلاج من هذه الأمراض نفع الله به المسلمين وضاعف الأجر للمؤلفين وبارك في جهودهما ونفع بهما عباده إنه جواد كريم . وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه .

عبدالعزيز بن عبدالله بن باز

الرئيس العام

لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد

مفتی اعظم سعودی عرب فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ بن عبدالعزیز بن بازؒ کی طرف سے اس کتاب کے لئے جاری کئے گئے تصدیق نامہ اور سرٹیفکیٹ کا عکس

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد
مكتب الرئيس

الرقم ....
التاريخ
المرفقات ....

من عبد العزيز بن عبد الله بن باز إلى حضرة الأخ المكرم صاحب
الفضيلة الدكتور عبد الله بن محمد الطيار وفقه الله لما فيه رضاه آمين
سلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:
فما شفعتم لفضيلتكم رسالتي ((إيضاح الحق في دخول الجني بالإنسي
والرد على من أنكر ذلك)) ورسالتي في حكم السحر والكهانة
نضمنها [illegible] لكم [illegible] المسمى في علاج السحر والصرع والعين
لعموم الفائدة شكر الله مسعاكم وبارك في جهودكم والسلام عليكم
ورحمة الله وبركاته

الرئيس العام
لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة
والإرشاد

مکتبہ الدعوۃ والارشاد المملکۃ السعودیۃ کی طرف سے اس کتاب کے مؤلفین خاص طور پر الدکتور عبداللہ محمد بن احمد الطیار اور الشیخ سامی بن سلمان المبارک کہ جنہوں نے اس کتاب کے پروجیکٹ پر خصوصی طور پر ریسرچ کی، کا نام لے کر ان کی بہترین تحقیق و ریسرچ اور کارکردگی پر جاری کیا گیا تعریفی خط کہ جس میں ان کی تحقیقی کوششوں کو سراہا گیا ہے اور ان کی بہترین خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔

آئینہ

جناتی اور شیطانی چالوں کا توڑ

یہ کتاب کیوں اور کیسے لکھی گئی ہے؟

باب : ۱

ایمان اور علاج کا تعلق

باب : ۴

جنات و شیاطین کو بھگانے کے لیے مؤمن کے ہتھیار

(تیر بہدف مسنون اذکار اور قرآنی دعائیں)

باب : ۳

جنات انسان کو کیوں اور کیسے چمٹتے ہیں؟

باب : ۴

مرگی لگانے والے جنات اور مرگی کے جناتی دورے

باب : ۵

جن اور سحر زدہ کا شافی علاج کیسے کریں؟

(جنات' جادو اور شیاطین کی شرارتوں سے نجات کے لیے راہنما اصول وقواعد)

دم میں بعض خطرناک اموراوران سے بچاؤ کا طریقہ کار

باب : ٦

سحر و جادو کی حقیقت

(جادو کا حکم' خطرات اور اس سے بچاؤ کی تدابیر وطریقہ کار)

باب : ۷

العین یعنی نظر بد لگنا

باب : ۸

حسد' جادو' علاج اور دفاع

جن جادو اور نظر بد سے متعلقہ چند واقعات

باب : ۹

عرب علماء کے فیصلے اور فتوے

فضیلۃ الشیخ علامہ ابن عثیمینؒ کے خصوصی فتاویٰ

باب : ۱۰

جن کا انسان میں داخل ہونا

❀❀❀

حرفِ تمنا

اس کتاب کی کہانی ...... اور رضائے الٰہی کی جستجو

ایک عرصہ سے جنات و شیاطین' جادو آسیب اور جادوگروں وغیرہ کے متعلق کتب باقاعدگی سے منظر عام پر آ رہی ہیں۔ نئی آنے والی کتب میں سے جب بھی کوئی کتاب اٹھاتا تو اس میں عقیدہ توحید اور توہم پرستی کے حوالے سے بہت سی ناگوار باتیں و مسائل پاتا۔ چند ایک محقق اور مستند اداروں نے اچھی سوچ و فکر پر مبنی کتابیں عوام کے سامنے لانے کی کوشش کی لیکن وہ کماحقہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کی ایک وجہ بھی ہے کہ یہ موضوع رہنمائی اور تحقیق کے اعتبار سے بہت حساس' تحقیق طلب اور خشک ہے لیکن عام طور پر بیان و تحریر کے اعتبار سے نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز و ہوش ربا ہے۔ ناشرین و مؤلفین نے اپنی کتاب کو محض دوسرے لوگوں سے زیادہ دلچسپ بنانے کیلئے اس میں بے سروپا ضعیف و موضوع روایات اور توہم پرستی پر مبنی عجیب و غریب قصے کہانیاں بھر دیں۔ یوں ایسی کتابیں اگرچہ دلچسپ تو ضرور ہو گئیں لیکن رطب و یابس اور غیر مستند خرافات و حکایات کا مجموعہ بھی بن گئیں۔ اِلَّا مَن رَّحِمَ رَبِّي۔

ان مذکورہ کتب میں روایت و درایت اور تصحیح و تضعیف کے قوانین اور امور کو مدنظر نہیں رکھا گیا' اس لئے ان کا نازک ترین پہلو عقیدہ کی خرابی یا کمزوری وغیرہ کی صورت میں سامنے آیا۔ کتنے ہی لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ پکے سچے خاندانی مؤحد اور ہر بات کو تحقیق و تدقیق کے بغیر قبول نہ کرنے والے ہو کر بھی' اس جناتی و شیطانی موضوع کی گتھیوں میں الجھ کر' عقیدہ توحید میں شکوک و شبہات کا شکار ہو کر رہ گئے۔ بلکہ بعض بظاہر تو شرکیہ امور کا دوٹوک رد کرتے ہیں لیکن عملی طور پر جن جادو وغیرہ کے چکروں میں پھنس کر عقیدہ توحید کے خلاف عمل پیرا' سرگرداں اور روبہ عمل نظر آتے ہیں۔ یاد رہے ''عقیدہ'' ہی

کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے۔ جس کے پاس صالح وصحیح عقیدہ کی دولت ہے وہ دنیاوی مال و دولت، سونا چاندی، گاڑی بنگلہ، بنک بیلنس، ڈالر پونڈ، ریال، یورو اور روپیہ پیسہ سے محروم ہو کر بھی ...... دنیا کا سب سے غریب ہونے کی بجائے ...... دنیا کا سب سے امیر ترین شخص ہے...... اور اگر کسی کے پاس عقیدہ توحید کی دولت نہیں ہے تو وہ ساری دنیا میں پائی جانے والی دولت اور پوری دنیا کا مالک و بادشاہ ہو کر بھی ...... دنیا کا سب سے امیر و دولت مند ہونے کی بجائے ...... دنیا میں سب سے غریب ترین مفلس و قلاش اور مفلوک الحال فرد سے بھی زیادہ...... غریب اور نادار ہے۔

عملیات، جن، جادو، ٹونے، آسیب و شیاطین، ہمزاد، طلسم، کالا جادو، پیلا جادو، بنگال کا جادو، جادو کا توڑ، وغیرہ جیسی کتابوں نے مسلمانوں کو عموماً غریب و نادار ہی بنایا ہے، اور یوں غریب بنا کر، عقیدہ توحید برباد کر کے، دنیا بھی خراب کر دی اور آخرت مین جنتوں کا مالک بننے کی بجائے ...... دھکتی آگ والی جہنم کا ایندھن بنا کر...... آخرت بھی تباہ کر دی۔

ایک عرصہ سے میں کسی ایسی کتاب کا متلاشی تھا کہ جو عاملوں مذہب کی آڑ میں چھپے بہروپیوں اور مشرکوں کے ہتھکنڈوں سے فریب خوردہ امت کے دکھوں کا مداوا بن سکے۔ ان کے لئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت بن سکے۔ جادو جنات شیاطین دغیرہ کے مسائل پر صحیح طریق سے ان کی راہنمائی کر کے نہ صرف یہ کہ ان کے صحیح عقیدہ کا دفاع کر سکے بلکہ ان کے عقیدہ توحید کو مزید پختہ بھی کر سکے۔ میں ایسی کتاب کیلئے۔ کافی عرصہ تک سرگرداں و متلاشی رہا۔

اسی اضطراب و پریشانی اور جستجو کے دورانی عرصے میں مجھے ایک دفعہ راولپنڈی اپنے ''مہربانوں'' سے ملاقات کیلئے جانا پڑا۔ وہاں میں نے سلفی العقیدہ اور مضبوط عقیدہ کے حامل عامۃ الناس کو توحید کی دعوت دینے والے اور جنات جادو وشیاطین کے قرآن وسنت کی روشنی میں دفیعہ کے لئے رات دن سرگرداں جناب محترم اقبال سلفی صاحب ﷾ سے ملاقات ہوئی۔ راقم ان کے گھر بیٹھا تھا۔ دوران گفتگو انہوں نے میری مذکورہ بالا جستجو، تلاش اور پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ آپکی خواہشات کے مطابق، رطب و یابس اور قصے کہانیوں سے

پاک قرآن و حدیث کے مطابق صحیح احادیث کی روشنی میں' اس موضوع سے متعلق عصر حاضر کے مسائل و پریشانیوں کو سامنے رکھ کر عربی زبان میں لکھی گئی ایک کتاب موجود ہے ...... اسے سعودیہ کے ادارہ نے شائع کیا ہے۔ تا کہ مسلمان گمراہ کن کتب وغیرہ سے بچ کر صحیح صورت حال سے آگاہی حاصل کریں' پیشہ ور عاملوں' مذہبی بہروپیوں اور بزعم خود جادو جنات ٹونوں ٹوٹکوں کے توڑ کے ماہروں سے ...... اپنی دولت ...... اپنا وقت ...... اپنی عزت و آبرو ...... اور خاص طور پر اپنا ایمان بچا سکیں۔ سعودی شیوخ اور سکالرز نے اس کتاب کو شائع کر کے عوام میں پھیلایا ہے۔ المملكة العربية السعودية کے ہی سب سے بڑے عالم دین' سکالر اور حکومت سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے اپنی نگرانی میں علماء کو اس موضوع کی تحقیق و ریسرچ پر لگایا۔ ان میں الدکتور عبداللہ محمد بن احمد الطیار حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ سامی بن سلمان المبارک حفظہ اللہ شامل تھے۔ ان میں سماحۃ الشیخ عبداللہ بن باز رحمہ اللہ خود بھی شامل تھے۔ ایک عرصہ تک اس موضوع پر رات دن ریسرچ و تحقیق ہوتی رہی ...... پھر ان علماء نے اپنی رپورٹ جب ابن باز رحمہ اللہ کو پیش کی تو اس پر نظر ثانی اور مزید ریسرچ کے بعد اسے "فتح الحق المبين في علاج الصرع والسحر والعين" کے نام سے شائع کر کے عوام میں پھیلا دیا گیا۔ اس میں دو رسالے الشیخ ابن بازؒ کے بھی شامل ہیں۔ میں نے محترم اقبال سلفی صاحب کی بات کاٹ کر کہا: کیا وہ کتاب منظر عام پر اب بھی موجود ہے' کیا وہ دستیاب ہے' اور اگر اسے حاصل کرنا ہو تو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ ...... کہنے لگے: کچھ عرصہ قبل شائع ہوئی تھی۔ اب بھی ممکن ہے' اگر کوشش کی جائے تو شاید سعودیہ سے مل جائے، البتہ پاکستان میں تو کہیں سے ملنا مشکل ہے۔

میں بہت مایوس ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ اگر ایسی کتاب ملنی نہ تھی تو پھر مجھے اس کا تعارف ہی کیوں کروانا تھا ...... اس کے یہ محاسن کیوں گنوانے تھے ...... اس کی یہ خوبیاں اور اس کے تاریخی پس منظر سے کیوں مجھے آگاہ کرنا تھا ...... کہ اب میں جو کہ ایسی تحقیقی کتب کا دیوانہ ہوں' اس کے نہ ملنے پر مرغِ بسمل کی طرح اللہ جانے کتنے عرصہ تک تڑپوں گا۔ کم

از کم اتنا عرصہ تو ضرور کہ جب تک یہ جنات و جادو کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل کی گئی جدید ریسرچ کا مطالعہ نہ کر سکوں۔ سلفی صاحب مجھے سوچوں میں گم دیکھ کر شاید میری اندرونی کیفیات کا اندازہ لگا رہے تھے۔ لہٰذا مجھے اور میری کیفیات کو دیکھ کر مسکرا دیئے اور کہنے لگے: ممکن ہے آپ کو یہ کتاب مل جائے اور شاید تھوڑی دیر میں ہی ایسا ہونا ممکن ہو جائے!!...... میں نہایت خوشی اور حیرانی سے بولا: وہ کیسے!!؟ تو فرمانے لگے کہ: میں سعودیہ اور عرب امارات کے اپنے ایک تبلیغی، طبی دورے سے واپسی پر اس کا ایک نسخہ اپنے ہمراہ لایا تھا۔ شاید اگر وہ کوئی لے نہ گیا ہو تو ابھی تک میری لائبریری میں موجود ہو۔ میں ابھی دیکھ کر آتا ہوں اور بتاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمپیوٹر کے پاس سے اٹھ کر گھر میں واقع اپنی لائبریری میں چلے گئے۔ میں دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگا کہ یا اللہ! کتاب ضرور مل جائے' تاکہ میں اس کی زیارت کے انتظار کی کوفت سے بچ جاؤں...... میں نہایت شدت سے انتظار کر رہا تھا کہ تھوڑی دیر بعد سلفی صاحب ایک کتاب ہاتھ میں پکڑے میرے پاس پہنچے اور بولے: ''میں نے تلاش کیا...... ادھر ادھر دیکھا...... مل نہیں رہی تھی ...... مزید چھان بین پر کتاب مل گئی ہے' لیجئے مبارک ہو''...... اور پھر انہوں نے کتاب میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں نے جب اس کے مندرجات کا سرسری مطالعہ کیا تو یہ بالکل میری توقعات و ترجیہات اور امنگوں کے عین مطابق تھی۔ مجھے ایسے لگا جیسے سمندر میں غوطے کھاتے اور کنارے کے متلاشی جان بلب' مسافر کو کنارہ مل گیا ہو۔ میری خوشی دیکھ کر سلفی صاحب نے مجھے کہا: یہ میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے۔ آپ پر ضروری ہے کہ اس عربی کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھال کر عوام میں عام کریں' تاکہ کفر و شرک کے اندھیرے اور عقیدہ کی خرابیاں دور ہوں۔

میں نے ان کی ہدایت پر عمل کیا اور مطالعے کے بعد اسے اردو کے قالب میں ڈھالنے کیلئے اپنے استاد محترم جناب حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ آف گوجرانوالہ کے سپرد کر دیا۔ ترجمہ مکمل ہو کر آیا تو تخریج حوالہ جات اور مزید تحقیق کیلئے مولانا نصیر احمد کاشف ایک عرصہ تک اس پر تحقیق کرتے رہے۔ اس کے بعد کمپوزنگ ہوئی اور اس کی

زبان کو اردو داں طبقہ کیلئے مزید آسان اور عام فہم بنانے کیلئے میرے ساتھ مولانا مطیع اللہ الفردوس حفظہ اللہ نے ایک عرصہ تک کام کیا۔ اس کے بعد مزید نکھار اور بہتری پیدا کرنے کیلئے مفسرِ قرآن صاحبِ احسن البیان اور مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان جناب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرف بہ حرف پڑھا اور اس کی نظر ثانی کی اور اس میں مزید مفید تبدیلیاں کیں۔ اب اسماء الرجال، احادیث کی اسناد اور متون وغیرہ کیلئے فاضل نوجوان اور عالم باعمل مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ نے بھی اس پر نظر ثانی کر کے نہایت مفید قرار دیا۔ اور یوں تحقیق و ریسرچ کے مراحل طے کرتی ہوئی یہ کتاب تقریباً اڑھائی سال بعد اختتام کو پہنچی۔ اور اب تقریباً تین سال کی محنت کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم نے اس میں قارئین اور عامۃ الناس کی آسانی کے پیش نظر قرآنی آیات ہاتھ کی کتابت شدہ استعمال کی ہیں' تاکہ پڑھنے اور یاد کرنے میں آسانی رہے۔

یہ تمام طویل تفصیلات بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہمارا اس کو محض عام تجارتی نکتہ نظر سے جلب منفعت کے تحت چھاپنے کا ارادہ ہوتا تو ہم ترجمہ کے فوری بعد کمپوز کروا کر شائع کر دیتے کہ جیسے عام طور پر ہمارے یہاں کیا جاتا ہے۔ لیکن اتنا عرصہ اس پر ایک ٹیم کا خاص طور پر کام کرنا محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اِس عظیم مقصد کیلئے تھا کہ ہم عوام کو ایک ایسی منفرد جامع اور مستند چیز پیش کریں' جو ان کیلئے دنیا اور آخرت میں کامیابی کا سبب بن سکے۔ اور اسی طرح ہمارے لئے بھی۔

اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ وہ اس کاوش کو ریاکاری سے بچا کر اپنے دربار میں قبول کر لے اور میرے لئے' میرے والدین کیلئے اور دارالابلاغ کے تحت میرے ساتھ اس کتاب پر کام کرنے والی ٹیم کے جملہ اراکین وعلماء ومحققین کیلئے اور قارئین محترمین کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

خادم کتاب وسنت

محمد طاہر نقاش

۱۱ فروری ۲۰۰۵ء لاہور

عرض مترجم

"یہ کتاب پڑھ کر میں سجدہ میں گر گیا"

آبشار کی ترنم خیزی' سمندر کی موجوں کی تلاطم انگیزی' بادِ نسیم کے جھونکوں کی دلآویزی' ایک عجیب ہی جذب و کشش رکھتی ہے۔ خونِ صد ہزار انجم کی معرکہ آرائی کے بعد سپیدۂ سحر جب افقِ کائنات پر روح پرور جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے تو دامنِ دل کو کھینچتا ہے۔ گلستانِ بہار جب اپنی عطر بیزیوں سے لبریز ہو کر جہاں میں حسن آرائی کا منظر پیش کرتی ہے تو مشام ایمان مہک اٹھتے ہیں۔ بادِ صبا کی خنکی اپنی دلربائیوں اور سبزہ ہائے گلشن اپنی رعنائیوں سے داغہائے دل سہلا دیتے ہیں۔

یہ سب بجا' لیکن توحید الٰہی کے قصرِ حسیں میں پناہ لینے والا' توحید کا پرستار اپنی فریفتگی اور شیفتگی میں اس قدر پروانہ وار جذبہ رکھتا ہے کہ اپنی پیاری جاں فدا کرنا سب سے بڑا فخر و اعزاز سمجھتا ہے۔ بقول شاعر:

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایک مؤحد جب اس شہنشاہ کبریا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو اسے جو دلی راحت و سکون میسر آتا ہے وہ بادشاہوں اور کجکلاہوں کو اپنے تاج و تخت میں کہاں نصیب

ہوتا ہے۔

یہ جذبات صفحۂ قرطاس پر رقم ہونے کا باعث یہ ہے کہ جناب طاہر نقاش صاحب حفظہ اللہ نے یہ کتاب ترجمہ کے لیے عنایت فرمائی۔ اس دور میں شرک و بدعت کی نجاست سے معاشرہ آلودہ ہے۔ شیطان نے اپنا جال ہمرنگِ زمین ہر سو پھیلا رکھا ہے۔

اس نے نجومیوں' کاہنوں' ٹیوے لگانے والوں' اور غیب دانی کا دعویٰ کرنے والوں کی صورت میں اپنے ایجنٹ زمین پر پھیلا رکھے ہیں جو لوگوں کا ایمان' مال اور عزت و جان' اپنے دجل وفریب اور ابلیسی ہتھکنڈوں کے ذریعہ تباہ کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں اس کا پردہ چاک کیا گیا ہے اور اس مرض ایمان فروش کا باہوش علاج پیش کیا گیا ہے۔

جنوں کا نقصان پہنچانا' نظر بد کا لگنا' اور جادو کی تباہ کاریاں جو ہیں ان کی نہایت ہی اعتدال کے ساتھ حقیقت کشائی کی گئی ہے۔ ایک مترجم کی حیثیت سے میں نے جو محسوس کیا ہے وہ عجیب وغریب احساسات کا مرقع ہے۔ دورانِ ترجمانی خود کو ایسا پایا کہ جیسے قلم بحرِ توحید کی شناوری کر رہا ہے اور جب اس کتاب میں شیطانی ایجنٹوں سے بچاؤ کے لیے مسنون و معقول تدابیر کے ذریعہ مؤحدانہ طریقہ بیان کیا جاتا تو قلم جھوم اٹھتا اور دل ہی دل میں جذبات پر قابو نہ رہتا تھا' اس داد و تحسین کی صدائے دلربا میں زبان بھی اپنی آواز ملا دیتی تھی۔

خاندانی توحید پرست ہونے کے باوجود بلکہ اب تو توحید کا پروانہ' دیوانہ اور داعی و مبلغ بھی ہوں' اللہ کے فضل سے' مگر اس کتاب کی ترجمانی کے دوران توحید کے بارے میں ایسے ایسے نکتہ ہائے جدیدہ کا انکشاف ہوا ہے کہ اب تشنہ کامی دور ہو گئی ہے۔

دوران تحریر و ترجمہ اس کتاب نے میرے دل ناتواں اور جسم بے گراں پر اس قدر اپنی فرمانروائی قائم کر لی تھی کہ جب میں اس کی آخری سطور کا ترجمہ کر رہا تھا' آنکھیں پرنم اور قلم پر غم تھا۔ اور میرے دل کی بے تابیوں کو قرار نہ آتا تھا۔

اسی وقت رب ذوالجلال کی بے مثال بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اس کی حمد کے ترانے گانے لگا یعنی میں سجدہ میں گر گیا اور گڑگڑا کر اپنے رب کے حضور شکر ادا کرنے لگا کہ اس نے مجھے اس قدر گرانقدر' مفید اور توحید کے خزانوں سے بھرپور کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی توفیق بخشی۔ فللہ الحمد۔ میں نے سجدہ میں گرے ہوئے اپنے رب کو یوں پکارا کہ اے پروردگار! اس میں تو رحمٰن رب کی توحید کا آفتاب نور بیز ہے' اور شیطان کی وعید سے پرہیز کا طریقہ بیان ہوا ہے' تو میری اس حقیر سی کوشش کو شرف قبولیت بخش دے۔ آمین یارب العالمین

الراقم الاثم
محمد عباس انجم گوندلوی
یکم مئی ۲۰۰۳ گوجرانوالہ

تقریظ

”یہ کتاب مؤمن کے لیے ہتھیار ہے“

از

مفسر قرآن صاحب احسن البیان حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالی

جادو کرنا یعنی سفلی اور کالے علم کے ذریعہ سے لوگوں کے ذہنوں اور صلاحیتوں کو مفلوج کرنا اور ان کو آلام و مصائب سے دوچار کرنے کی مذموم سعی کرنا' ایک کافرانہ عمل ہے یعنی اس کا کرنے والا دائرہ اسلام سے نکل جاتا اور کافر ہو جاتا ہے۔لیکن اتنی شدید وعید کے باوجود عالم اسلام میں یہ کافرانہ عمل بڑا رواج پذیر ہے۔ یہ مکروہ عمل کرنے والے کلاب دنیا تھوڑے سے نفع عاجل کیلئے لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے اور ان کے امن و سکون کو برباد کرتے ہیں۔ اس قسم کا کام کرانے والے شیطان صفت لوگ اس کے ذریعے اپنے بغض وعناد کا اظہار کرتے یا اپنے حسد و انتقام کی آگ بجھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔

جو لوگ ان مذموم کارروائیوں کا شکار ہوتے ہیں' وہ عام طور پر اللہ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں' اس لیے ان موقعوں پر بھی وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے' انہی عاملوں اور نجومیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ گویا بقول میرؔ

میر کیا سادہ ہیں' بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دواء لیتے ہیں

زیر نظر کتاب اسی بیماری کا علاج ہے اور انہی مشکلات کے حل کے لیے تحریر کی گئی ہے یعنی جادو اور کہانت کے توڑ کے لیے۔ مروجہ کتب و متداولہ کتب جو ہمارے درمیان گردش کر رہی ہیں' ان کی نسبت اس کتاب کی بعض مندرجہ ذیل امتیازی خوبیاں ہیں:

① اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ سعودی عرب کے مفتئ اعظم اور عالم اسلام کی عظیم شخصیت سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کی خواہش اور ایماء پر لکھی گئی ہے' جس کی وجہ سے اسے استناد کا بلند درجہ حاصل ہے۔

② دوسرا امتیاز اس کتاب کا یہ ہے کہ اس میں قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلاف کے عملی تجربات سے سرمو انحراف نہیں کیا گیا ہے۔ اس خوبی نے اس کے درجۂ استناد میں مزید کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔

③ تیسری خوبی حوالوں کی تخریج و تحقیق ہے۔ کوئی بات بلا حوالہ نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے تو اس کے ضعف کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے۔ علمی امانت و دیانت کا یہ اظہار بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔

④ چوتھا امتیاز یہ ہے کہ جادو کے توڑ کے لیے جتنی شرعی تدبیریں' دعائیں اور طریقے ہیں' وہ سب مع حوالہ اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ غیر شرعی طریقوں کی وضاحت کر کے ان سے اجتناب کی تلقین بھی کی گئی ہے۔

ان اعتبارات سے یہ کتاب اپنے موضوع کی جامع ترین اور مستند ترین کتاب بن گئی ہے' جو ان کے لیے بھی مفید ہے جو کسی نہ کسی انداز سے مبتلائے سحر یا آسیبی اثرات کا شکار ہیں' کہ وہ اس میں بتلائی ہوئی تدبیروں اور دعاؤں کے ذریعے سے۔ ان شاء اللہ۔ شفاء یاب ہو جائیں گے اور ان کے لیے بھی مفید ہے جو ان ابتلاؤں سے محفوظ ہیں کہ وہ بھی حفظ ما تقدم کے طور پر احتیاطی تدابیر' وظیفوں اور دعاؤں کا التزام رکھیں گے' تو اللہ کی حفاظت میں رہیں گے اور اہل شر و فساد کی شرارتوں اور حملوں سے مامون رہیں گے۔

اس لحاظ سے یہ کتاب ہر گھرانے کی ضرورت اور ہر فرد کے لیے ہتھیار کی حیثیت کی حامل ہے جس سے وہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا بچاؤ کر سکتا ہے۔

صلاح الدین یوسف

مدیر شعبۂ تحقیق و تالیف و ترجمہ

دارالسلام۔ لاہور

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ۔ جولائی ۲۰۰۴ء لاہور

تقریظ

''ایمان و ایقان کو جلاء بخشتی ہے''

از

فاضل نوجوان فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ

انسان کا ازلی و ابدی اور دائمی دشمن ''شیطان'' اس کو بہکانے' گمراہ کرنے اور غلط راہ پر لگانے کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتا ہے' مختلف طریقوں اور راستوں سے اس کے قلب و ذہن کو ماؤف کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اس کے تباہ کن اور ضرر رساں وسائل و ذرائع میں سے جادو جیسا قبیح و شنیع عمل بھی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں بے شمار جادوگر' کاہن اور قسمتوں کی ملکیت کے دعویدار' دکانیں سجائے بیٹھے ہیں اور اپنے کافرانہ عمل سے لوگوں کے عقائد و اعمال بگاڑ رہے ہیں' انہیں طرح طرح کے مصائب و آلام اور آفات و بلیات میں پھنسانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور جو افراد ان مذموم و مقبوح اعمال میں پھنس جاتے ہیں ان کی اکثریت یادِ باری تعالیٰ سے غافل اور تلاوت و ذکر سے کوسوں دور ہوتی ہے۔ جب انسان حق تعالیٰ جل و علا سے بُعد و دوری اختیار کرتا ہے تو ضلالت و گمراہی کے عمیق گڑھوں میں جا گرتا ہے اور کفر و شرک کے ایوانوں میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ایمان و ایقان کو جلا بخشنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے اور انسان کو جہاں روحانی غذا میسر کرتی ہے ساتھ ہی ساتھ جسمانی تحفظ کے طور طریقے بھی بتاتی ہے۔ اس کتاب میں ایمان کے مختلف شعبے جیسے قضاء قدر اور ان پر صبر و رضا' جنات کی حقیقت' جنات کا مقام' ان کا زمانہ تخلیق' جنات کی اقسام' ان کا شریعت مطہرہ کا اتباع کرنا' جن و

انس کا باہمی نکاح، تقویٰ، توکل، استقامت، حفاظت صلاۃ، اہتمام صدقہ و خیرات، تلاوت قرآنی اور ذکر الٰہی پر دوام و ثبات، پھر شیاطین کو بھگانے اور دور کرنے کے لیے مسنون اذکار، جنات کے چمٹنے اس کی وجوہات، اور طریقہ علاج، خطرناک امور اور ان سے بچاؤ کا طریقہ کار، سحر و جادو کی حقیقت، جسم انسانی میں ان کا دخول وغیرھا جیسے صدھا مسائل شرعیہ کا قرآن و سنت کی روشنی میں مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کی بعض خصائص علیہ و صفات جلیہ ایسی ہیں جن کا تذکرہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریظ بے نظیر میں کر دیا ہے۔

بہر کیف بازار میں موجود اس موضوع پر کتب میں سے یہ کتاب ذی شان نہایت اعلیٰ، ارفع اور دلائل و براہین کے لحاظ سے انتہائی عمدہ ہے، جسے جماعت کے معروف و مشہور محقق عالم دین محترم المقام 'طاہر نقاش صاحب' نے اپنے عمدہ ذوق کے مطابق نقش و نگار عطاء کر کے قارئین کے لیے پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل، عمر، رزق، مال اور اہل و عیال میں برکت نازل کرے۔ آمین

الراقم

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ

رئیس مرکز ام القریٰ A/۲۶۶۔ جی بلاک سبزہ زار لاہور

مقدمہ

یہ کتاب کیوں اور کیسے لکھی گئی!؟

تمام تعریفات کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے' وہ اللہ جو شفاء بخشنے والا اور عافیت دینے والا ہے' جو نفع و نقصان کا مالک ہے' جو واحد ہے اور بزرگی والا ہے وہ یکتا ہے۔ وہی آفرینش کا آغاز کرنے والا اور انتہاء کرنے والا ہے' جو تمام اشیاء کو اپنے دست قدرت سے وجود میں لایا اور اپنی منشاء کے مطابق معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ تنہا ہی احوال عالم میں تصرف کرتا ہے اور انسانوں کی تقدیروں کو مقرر کرتا اور لکھتا ہے۔

ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں' کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' جنہوں نے رسالت کے پہنچانے اور امانت کے ادا کرنے کا حق ادا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شایانِ شان انداز سے جہاد کا حق ادا کیا۔ درود و سلام ہوں آپ کی ذات بابرکات پر اور آپ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور ان پر جو ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں' سب پر قیامت کے روز تک سلامتی کی برکھا برسے! آمین!

دنیا کے غم سے کوئی بھی خالی نہیں

اس عالمِ رنگ و بو میں نفوسِ انسانی' محسوس و مالوف اَشیاء سے وابستگی کے عادی ہیں۔ اور جو چیز جدید اور عجیب و غریب ہوتی ہے وہ ان پر گراں گزرتی ہے۔ مگر اس کے

باوجود فطری طور پر یہی نفوس پوشیدہ مخلوقات کے بارے میں نقاب کشائی کرنے' کریدنے' پس پردہ چیزوں کو دیکھنے ان کا کھوج اور سراغ لگانے اور پوشیدہ اسرار و رموز سے مطلع ہونے کا ذوق و شوق بھی رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ عالم جنات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں' اور ان کے ماحول کے متعلق اہل علم نے جو بھی تصنیفات مدون کی ہیں' ان کے متلاشی رہتے ہیں۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی اس تشنگی کے پیش نظر بعض اہل علم نے جنوں کی اس دنیا کے متعلق خصوصی تصانیف لکھی ہیں اور ان میں جنات کے حالات و معاملات' جو بشری طاقت کے مطابق معلوم ہو سکے ہیں' ان کو تلاش کر کے جمع کیا ہے۔

ان معاملات میں سے اہم ترین معاملہ یہ ہے کہ جن' انسانوں پر تسلط جما کر انہیں مبتلائے اذیت کر دیتے ہیں۔ اور یہ بعض اوقات ان کی طرف سے جنوں میں رغبت اور ان سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ مگر زیادہ تر انسانی رغبت کے بغیر جنوں کی جانب سے ان پر جبر کیا جاتا ہے۔ اللہ عظیم و برتر نے کس قدر سچ فرمایا ہے:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝﴾ (الجن: ۷۲/ ۶)

"بات یہ ہے کہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے' جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔"

یہ بات مسلّم ہے کہ انسان ہمیشہ خطرات اور امراض کی زد میں رہتا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ایسے ہوں گے جن کی زندگی باصفا ہو اور بحر زندگی گدلا نہ ہو۔ شاعر نے کیا ہی صحیح ترجمانی کی ہے:

وَمَنْ عَاشَ فِي الدُّنْيَا فَلَا بُدَّ اَنْ يَّرٰى
مِنَ الْعَيْشِ مَا يَصْفُوْ وَ مَا يَتَكَدَّرُ

اس دنیا میں جو بھی زندگی گزار رہا ہے' اسے اس حیاتِ مستعار میں ایسے معاملات ضرور پیش آئیں گے' جو اسے کبھی تو خوش کریں گے اور کبھی وہ پریشان کن ہوں گے۔

ایک اور شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ثَمَانِيَةٌ تَجْرِي عَلَى الْمَرْءِ دَائِمًا
وَلَا بُدَّ اَنَّ الْمَرْءَ يَلْقَى الثَّمَانِيَةَ
سُرُوْرٌ وَّ حُزْنٌ وَ اجْتِمَاعٌ وَّ فُرْقَةٌ
وَيُسْرٌ وَّعُسْرٌ ثُمَّ سُقْمٌ وَّ عَافِيَةٌ

آدمی ہمیشہ آٹھ قسم کے حالات سے دوچار رہتا ہے' ان آٹھ کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ (۲/۱) غم اور خوشی' (۴/۳) ملاپ اور جدائی' (۶/۵) آسانی اور تنگی' (۸/۷) بیماری اور عافیت۔

گویا بقول بعض: ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اس دنیا میں غم اور شادی باہم مل کر ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

یہ حادثات و خطرات اور سختیاں جو انسان کو لاحق ہوتی ہیں یہ سب تقدیر الٰہی کا نتیجہ ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت ہی ان کا تقاضا کرتی ہے' جو اسے ہی معلوم ہے' اس کے بغیر ان کا آنا ممکن نہیں۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ مصیبت زدہ کے سامنے کبھی یہ حکمت ظاہر ہو جاتی ہے اور کبھی پوشیدہ رہتی ہے۔

مؤمن ہر حالت میں کامیاب ہے

تاہم یہ یاد رہے کہ' جو بھی تکلیف انسان کو پہنچتی ہے' اسے اس پر اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے' بشرطیکہ وہ اسے کارِ ثواب سمجھ کر صبر و رضاء کا پیکر بن جائے۔ پیارے پیغمبر جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ذی شان بہت ہی درست ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ

فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ))[1]

''مؤمن کی ہر حالت ہی بہت خوب و پسندیدہ ہے۔ اگر پیغام مسرت ملتا ہے تو شکر کرتا ہے' یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر مضرت و نقصان پہنچتا ہے تو صبر کا مظاہرہ کرتا ہے' تو یہ بھی ذخیرۂ بھلائی ہے۔''

تاہم اس ابتلاء و آزمائش کے دور سے نجات یا تخفیف بھی ممکن ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے انسان شریعت کے بتائے ہوئے' وہ اسباب اختیار کرے' جو شریعت نے تکلیف رفع کرنے کے لیے بتائے ہیں اور ان پر اخلاص کے ساتھ عمل پیرا ہو۔

تکلیف رفع کرنے کے شرعی اسباب

تکالیف و مصائب کو دور کرنے کے مختلف اسباب و طرق ہیں جن کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

① بندہ اپنے رب کے احکام کی حفاظت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ))[2]

''تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر' اللہ تعالیٰ تجھے اپنی نگہداشت و حفاظت میں لے لے گا۔''

② اس بات کو حرزِ جان بنانا کہ خوشحالی میں اپنے اللہ کے احکامات کے تابع رہنے اور منہیات (منع کی ہوئی چیزوں) سے اجتناب کرے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفُكَ فِي الشِّدَّةِ))۔[3]

''اے انسان!......تو حالت نرمی و آسانی میں اللہ تعالیٰ سے آشنا رہ' وہ حالت

---

[1] مسلم۔ كتاب الزهد: باب المؤمن امره كله خير (ح ۲۹۹۹)

[2] مسند احمد (۱/ ۲۹۳) ترمذی۔ كتاب صفة القيامة: باب ۵۹ (ح ۲۵۱۶)

[3] مسند احمد (۱/ ۳۰۷)

شدت و بدحالی میں تجھ سے آشنا رہے گا۔"

③ بذریعہ صدقات و خیرات اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ کیونکہ صدقہ مصیبت دور کرتا ہے یا اس سے آزمائش میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے:

((صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السُّوءِ))[1]

"نیکیاں برائی کی کھائیوں میں گرنے سے حفاظت کرتی ہیں۔"

④ اللہ تعالیٰ کی جانب بنظر التجاء دیکھنا' اسی پر اعتماد کرنا اور اپنا معاملہ اسی کے سپرد کرنا۔ اور یہ اعتقاد ہو کہ نفع و نقصان صرف اسی ایک اللہ وحدہٗ کے دست قدرت میں ہے۔ اور یہ عقیدہ ہو کہ تمام کائنات کے انسان اپنی قوتیں مجتمع کر کے میدان عمل میں اتر آئیں اور مجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز ایک ذرہ برابر نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ جب تک کہ اللہ پاک اسے میرے مقدر میں لکھ نہ دے۔ اور اسی طرح سب مل کر مجھے کوئی نفع بھی نہ پہنچا سکیں گے' جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔

ایک نکتہ کی بات

ایک بات یاد رہے کہ جب مرض کا آغاز ہو اور ابتلاء و آزمائش اور مصائب کے اترنے کا دور شروع ہو جائے' تو ان تمام اسباب و وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کا علاج فوراً شروع کر دیں۔ شرعاً' کبھی یہ علاج و معالجہ کرنا واجب ہو جاتا ہے' کبھی مستحب ہے اور کبھی مباح (جائز) ہوتا ہے۔ یہ مرض اور مریض کے حالات کی مناسبت سے ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں کہ علاج وہ کیا جائے جو شریعت نے حلال قرار دیا ہے۔ ذریعہ علاج حرام نہ ہو' یا حرام کا سبب بننے والا نہ ہو' اور نہ ہی مریض اور غیر مریض کے لیے ضرر رساں ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اس پر کس قدر صادق آتا ہے:

---

[1] طبرانی فی الکبیر (۸/ ۳۱۲) والقضاعی فی مسند الشہاب (ح ۱۰۱' ۱۰۲) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلة الصحیحة (۱۹۰۸) اور صحیح الجامع (۳۷۹۵' ۳۷۹۷) میں صحیح کہا ہے۔

((تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ))[1]

''اے اللہ کے بندو!...... علاج معالجہ کرو' مگر بذریعہ حرام علاج مت کرنا۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا وَلَهٗ دَوَاءٌ عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَجَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ))[2]

''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دواء نازل کی ہے' یہ الگ بات ہے کسی نے معلوم کر لی اور کسی نے نہ کی۔''[3]

سبب تالیف اور اس موضوع کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

سب سے پہلے ہم یہ بتاتے جائیں کہ اس موضوع کے متعلق لکھنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ سماحۃ الشیخ جناب والد گرامی قدر علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز (رحمہ اللہ) رئیس ادارہ بحوث علمیہ و رئیس شعبۂ دعوت و ارشاد اور مفتی اعظم مملکت سعودی عرب کی رہائش گاہ پر ایک میٹنگ منعقد ہوئی' جس میں دم اور اس کے متعلقہ موضوعات مثلاً جن نکالنا' جادو ٹونا کرنا' نظر کا لگ جانا وغیرہ کے بارے میں بحث و مباحثہ ہوا۔ اسی دوران سماحۃ الشیخ والد محترم[4] نے مجھے حکم فرمایا: کہ میں اس موضوع پر خامہ فرسائی کروں۔ میں

---

[1] ابو داؤد کتاب الطب: باب الرجل یتداوی (ح ۳۸۷۴)
ترمذی۔ کتاب الطب: باب ماجاء فی الدواء والحث علیه (ح ۲۰۳۸)
ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب ماانزل الله داء الا انزل له شفاء (ح ۳۴۳۶)

[2] مسند احمد (۱/ ۳۷۷) مستدرك حاكم (۴/ ۱۹۶۔ ۱۹۷) السنن الكبرى للبيهقی (۹/ ۳۴۳)۔ مسند الحمیدی (۹۰)

[3] حدیث نبوی سے معلوم ہوا کہ ہر بیماری کا علاج اور دواء ہے۔ مگر انسانوں کے ناقص علم کی وجہ سے کچھ علاج اور دوائیں انسانی معلومات میں آ جاتی ہیں اور بعض تک انسان کی رسائی نہیں ہوتی۔ آج اس ترقی پذیر دور میں بھی ابھی تک ڈاکٹر حضرات کو بعض بیماریوں کا علم نہیں ہو سکا اور نہ ہی دوائیں تجویز ہو سکی ہیں۔ پیغمبر زماں ﷺ کا فرمان معجزہ نما اپنی صداقت کا اعلان کر رہا ہے۔ (مترجم)

[4] یاد رہے کہ مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کو کبار علماء تکریماً سماحۃ الوالد کہتے تھے یعنی ←

والد محترم کے اپنی ذات پر اس اعتماد کو اپنے لیے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہوئے اور امت کی رہنمائی اور اس کے صلہ میں ثواب کی امید پر آپ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اللہ کی توفیق سے کتاب ہذا تالیف کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

پھر کچھ وقفہ بعد برادرم شیخ سامی بن سلمان المبارک ملاقات کے لیے تشریف لائے تو اس موضوع کے حوالہ سے مباحثہ ہوا' تو میں نے شیخ سامی سے ذکر کیا کہ فضیلۃ الشیخ والد گرامی نے اس موضوع پر لکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ سن کر برادرم شیخ سامی بہت خوش ہوئے' بلکہ انہوں نے مزید حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے تجویز دی کہ ہم دونوں مشترکہ طور پر اس موضوع پہ لکھتے ہیں۔ میں نے اس تجویز کو دلی طور پر بہت ہی پسند کیا اور مجھے اس سے خصوصی اطمینان ہوا۔ کیونکہ برادرم سامی صاحب کو اس موضوع پر بہت وسیع تجربہ تھا۔ ہمارا الحمد للہ اس اتفاق باہمی سے مقصد فقط یہی تھا کہ ہماری یہ ملی جلی محنت و کاوش اللہ کے فضل سے لوگوں کے لیے ایک نفع بخش کام ہو۔

❀ اس موضوع پر لکھنے کا دوسرا اہم ترین سبب یہ تھا کہ جنوں کی دنیا ہمارے ساتھ ہی ساتھ آباد ہے۔ ہماری مانند ہی وہ صاحب حیات و عقل ہیں۔ ہماری اسی زمین پر ان کی گزران ہے۔ ہماری اس جائے سکونت زمین میں وہ ہم سے گھل مل کر رہتے ہیں' اور بعض اوقات خورد و نوش میں بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ کبھی ہماری زندگی میں اذیت ناک فساد بھی بپا کر دیتے ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سی نصوص (قرآن و حدیث کے صریح فرمان) وارد ہوئی ہیں۔ بلکہ قرآن پاک میں ایک سورت (الجن) ان ہی کے نام سے نازل ہوئی ہے' جو خصوصی طور پر ان کے واقعات پر ہی مشتمل ہے اور ان کے عجیب و غریب اور انوکھے واقعات و حالات بیان کرتی ہے۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں' کہ یہ کتاب اس اہم ترین موضوع پر بنیادی اور اساسی پتھر ہے' جس پر ان مسائل کی دیوار استوار کی جا سکتی

← آپ ان کے حقیقی باپ نہ تھے بلکہ وہ آپ کو بطور عزت و تکریم والد محترم کے الفاظ سے پکارتے تھے۔ شاہ فہد فرمانروا سعودی عرب بھی آپ کو سماحۃ الوالد یعنی والد محترم کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔ (نقاش)

ہے۔

دوران تالیف ہم نے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنے کی مکمل کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں ہر مسئلہ با دلیل بیان کریں۔ اور وہی بات ذکر کریں جس پر ہم نے خود معلومات حاصل کی ہوں۔ اور جو باتیں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے عوام الناس باہم نقل کرتے آ رہے ہیں' انہیں ہم نے بالائے طاق رکھ دیا ہے' کیونکہ وہ تحقیق و تدقیق کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔

❀ تیسرا سبب تالیف: یہ ہے کہ شیطان اور اس کے سرکش و نافرمان چیلوں اور جنوں کی مکر سازیوں کی پہچان ہو جائے۔ کیونکہ ان شیطانوں کی شرارتوں اور مضرتوں کا تعارف اور پہچان ان سے بچاؤ میں بہت بڑی معاون ہوتی ہے۔

نیز ان شیطانی چالبازیوں سے حفاظت تبھی ممکن ہے کہ جب انسان حقیقی دفاعی حصار کے مضبوط قلعہ میں پناہ گزیں ہو جائے۔ اور اس کے لیے مضبوط قلعہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ الٰہی اختیار کرے' اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کی جانب پناہ پکڑے' اس کے اوامر و نواھی (احکام اور منع کردہ اشیاء) پہ پورا اترے' اور شریعت کے بتائے ہوئے جو اذکار اور ورد ہیں ان کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لے اور ان کی نگہداشت کرے۔

❀ چوتھا سبب تالیف: یہ ہے کہ بہت سی کتابیں' جو ہمارے علم میں آئی ہیں' ان کے مولفین نے اس موضوع کی جانب کوئی مناسب توجہ مبذول نہیں کی۔ اس جانب توجہ نہ دینے سے ہماری مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس بیماری کی تشخیص کے بعد اس کے مطابق علاج تجویز نہیں کیا۔ جب کہ اس کتاب میں ہم نے اس جانب خصوصی توجہ مرکوز رکھی ہے۔ کیونکہ ہم نے خود اپنے پیش آمدہ تجربات کا خلاصہ اس میں درج کیا ہے۔ اور کسی دوسرے کی روایات و خرافات پر اعتماد نہیں کیا' بلکہ خود ہمیں ان واقعات سے سابقہ پیش آیا ہے اور ہم خود ان حادثات کا شکار ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے اس موضوع و بحث کے متعلقہ بہت ہی زیادہ وسیع گوشے ظاہر

ہوئے ہیں۔ جن کے حوالے سے ہم نے جنوں کے متعلق نشاندہی کی ہے۔ اور ہم نے پیش آنے والے تجربات سے جو محسوس کیا ہے' ہم نے چاہا کہ اسے ضبط تحریر میں لائیں۔ کیونکہ "وَمَا رَای ءِ کَمَنْ سَمِعَا" کہ دیکھا سنا برابر نہیں ہوتے۔

❀ پانچواں سبب تالیف یہ ہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں مرگی' جادو' نظر لگ جانا جیسی نفسیاتی بیماریوں کا دائرہ بہت پھیلتا جا رہا ہے۔ اور ان بیماریوں کے اثرات جو ایک دوسرے سے اختلاط اور میل جول سے مرتب ہو رہے ہیں' ان کی وجہ سے مریض اور اس کے اہل خانہ اس بارے میں حیرت میں گم ہو رہے ہیں اور لوگوں کو اس بارے میں صحیح راہنمائی میسر نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے اس موضوع پر لکھنے کا انتخاب کیا۔

❀ اس موضوع پر لکھنے کا چھٹا سبب: یہ ہے کہ لوگوں کی ضرورت ہے کہ ایمان کے تابناک نقوش ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اتریں' تاکہ اللہ رب العالمین کے ساتھ ان کا ناطہ مضبوط ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اعتماد کے لائق بھی صرف اس اللہ سبحانہ ہی کی ذات والا صفات ہے۔ شفاء طلبی بھی صرف اس اللہ وحدہٗ کی بارگاہ سے کی جاتی ہے' کیوں کہ وہی شفاء بخشنے والا ہے۔ اور عافیت بھی اسی کے پاس سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمات جاری کروائے:

﴿ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۸۰)

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء بخشتا ہے۔"

پھر یہ بات یاد رکھیں کہ اگر انسان کے مقدر میں شفاء نہیں تو اسے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیماری کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حصول اجر کا ذریعہ سمجھے۔

❀ ساتواں سبب تالیف اس موضوع پر یہ ہے کہ شعبدہ بازوں' کاہنوں اور نجومیوں کا

دائرۂ کار پھیلتا ہی جا رہا ہے اور ان کے دجل و فریب کا اندھیرا ہر سو چھا رہا ہے۔ اور بہت سے لوگ ان کے دھوکہ میں آ کر ان کے دام تزویر میں پھنستے جاتے ہیں۔ اس لیے اب یہ وقت آن پہنچا ہے' اور حالات تقاضا کر رہے ہیں کہ عوام الناس کو ایسے مکار لوگوں سے خبردار کیا جائے اور ان کے راز ہائے سربستہ کا پردہ چاک کیا جائے۔ اور اندرون خانہ خفیہ ریشہ دوانیوں کو برسر بازار رسوا کیا جائے' اور یہ واضح کر دیا جائے کہ ان فتنہ پرور لوگوں کے پاس آمد و رفت رکھنا نہایت خطرناک ہے اور ان کے پیچھے جانے سے شر ہی شر جنم لیتا ہے۔

❀ آٹھواں سبب تالیف: اس موضوع کے انتخاب کی آٹھویں وجہ یہ تھی کہ شرعی دم کا طریقہ علاج بیان کیا جائے اور قارئین کرام کے ان امراض کے حوالے سے ان کی غمخواری اور خیر خواہی کرتے ہوئے ان کی صحیح شرعی راہنمائی کی جائے اور ان سے بچنے کی جانب توجہ دلائی جائے۔ وباللہ التوفیق۔

اس جگہ ہم اپنے مہربانوں کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خصوصاً ہم اپنے والد محترم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز رحمہ اللہ کے مشکور ہیں' جنہوں نے اس عوامی موضوع کے متعلق لکھنے پر ہمیں ترغیب دلائی اور حکم دیا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے بعد ہمارے اوپر ان کی بہت ہی بڑی مہربانی ہے۔ بعد ازاں ہم ہر اس انسان کے سامنے اظہارِ تشکر کے جذبات رکھتے ہیں جس نے بھی ہمارے اس کار خیر میں دست تعاون بڑھایا ہے' خواہ یہ تعاون مشورہ دینے کی صورت میں ہے' یا اس موضوع کے متعلق کتاب کی راہنمائی کرنے کی صورت میں ہے' یا اس بارے میں اہم معلومات فراہم کرنے کی صورت میں ہے۔

حرفِ اعتذار

ہم قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہیں کہ اگر کتاب کے کسی مقام پر لغزش و کوتاہی سرزد ہوئی ہو' تو اس پر ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ کوتاہی سے مبرا ہونا یہ اللہ وحدہٗ

ہی کا کمال ہے' یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہم الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رسانی میں محفوظ و معصوم ہیں۔ اور حقیقت میں لفظ کمال کا اطلاق اگر ہو سکتا ہے تو صرف اور صرف کتاب اللہ پر ہو سکتا ہے جو اپنے آغاز میں ہی لا ریب فیہ کے اعلان کے ساتھ دنیا بھر کے مؤلفین و قارئین کو حیران کن چیلنج کرتی ہے۔ اور اسی طرح بہانگ دھل اعلان کرتی ہے کہ:

﴿ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾

(النساء: ۴/۸۲)

''اگر یہ (قرآن) غیر اللہ کا (نتیجہ فکر) ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔''[۱]

نیز ہم اس کے لیے بھی معذرت خواہ ہیں کہ ہم نے اس کی صحت و ترتیب میں اور حسن تحریر میں انتہائی محنت و کاوش کی ہے پھر بھی اگر کوئی خطاء نظر آئے تو درگزر فرمائیں۔ کارِ خیر کی توفیق از آغاز تا اختتام اس اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی کی جانب سے میسر آتی ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہم دست بدعاء ہیں کہ وہ اس کتاب کے مؤلفین' قارئین اور سامعین اور ہر اس شخص کو جو اس سے آشنا ہو' سب کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین۔ وہی مالک و قادر ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ۔

مکہ مکرمہ' کعبہ مشرفہ کے پڑوس میں بیٹھ کر ۱۴۱۲ ہجری دوسرا مہینہ سوموار شام کے وقت یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ فللّٰہ الحمد

عبداللہ بن محمد احمد طیار

الشیخ سامی بن سلمان المبارک۔

---

[۱] قرآن پاک کا یہ چیلنج آج تک برقرار ہے۔ کوئی بھی صاحب عقل و دانش اور انصاف آشنا اسے توڑ نہیں سکتا۔ ان شاء اللہ اور تا قیامت کوئی اس کمال کے آفتاب و ماہتاب کو اپنی کورچشمی سے گہنا نہ سکے گا۔ (مترجم)
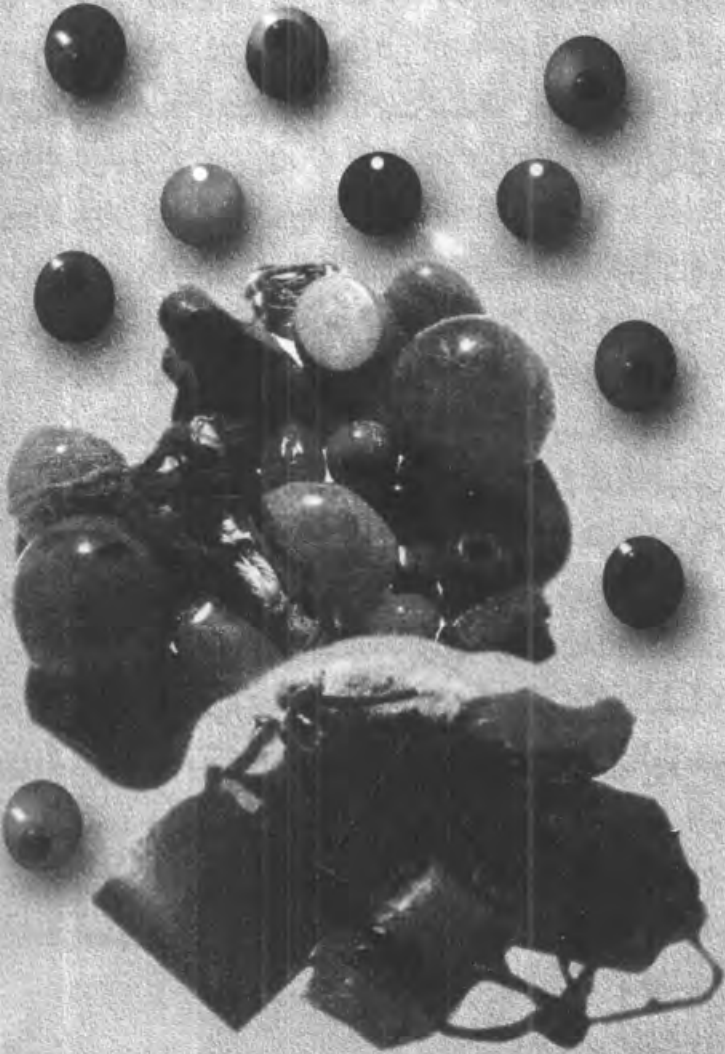
جادوٹونے وغیرہ میں استعمال ہونے والے منکے اور پتھر وغیرہ کہ جن کو لوگ توہم پرستی میں اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کے ساتھ باندھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دشمن کے وار سے محفوظ ہوگئے یا پھر کسی مخالف پر آسیبی وار کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

باب : ۱

ایمان اور علاج کا تعلق

روحانی اور جسمانی بیماریوں سے نجات کے لیے ایمان اور علاج کے درمیان ایک مضبوط تعلق ہے۔ اگر ایمان کی کیفیت جس قدر اعلیٰ پائے کی صحت کے ساتھ پختہ ہوگی تو بیماری سے شفاء بھی اسی قدر تیزی سے اور جلد از جلد آئے گی۔ ایمان باللہ کا مضبوط ہونا روحانی و جسمانی بیماریوں کی ہلاکتوں سے مؤمن کو ہر وقت محفوظ رکھتا ہے۔ ایمان اور علاج کے اسی حوالے سے یہ باب تین نکات پر مشتمل ہے:

① غیب کے ساتھ ایمان لانا۔

② اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر ایمان رکھنا۔

③ تقدیر الٰہی پر صبر کرنا۔

سوال : کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اس موضوع بحث کے ساتھ ایمان بالغیب' قضاء و قدر اور صبر کا کیا تعلق ہے؟

جواب : اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے' کہ یہ تین نکات ایک مسلمان کی حیات مستعار میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں اور اس کے تمام الجھے ہوئے معاملات انہی کے ذریعہ سے حل ہوتے ہیں۔

① ایمان بالغیب' ایک ایسے جذبے کا نام ہے جو ایمانی جواہرات کا اساسی گوہر ہے۔ اس کی وجہ سے ہی مسلمان شریعت کے بتائے ہوئے امور کی فرمانبرداری کرتا ہے' اگرچہ انسان ان غیبی امور سے جن کی اسے اطلاع دی گئی ہے نا آشنا ہی ہو۔ جیسا کہ جنوں اور فرشتوں پر ایمان لانا ہے' جو کہ نظر نہیں آتے' اس کے باوجود ایمان

بالغیب کی بدولت ہی انسان ان کے وجود کو مانتا ہے۔

(۲) اسی طرح قضاء و قدر کے ساتھ ایمان کا معاملہ ہے۔ تقدیرٔ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے' مسلمان جب اس رکن' کی ہمنوائی کرتے ہوئے خود کو اس کے سپرد کرے گا اور اسے اس بات کا ادراک ہوگا کہ مجھے' جو بھی دکھ یا نقصان پہنچا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے' تو اسے کسی نقصان یا کسی بھی مصیبت پر رنجیدگی و پریشانی نہ ہوگی۔ اور یہی معاملہ اس کا اس وقت ہوگا' جب اللہ تعالیٰ اسے کسی نعمت یا فائدے سے نوازے گا' تو وہ مسرت و فرحت کی وجہ سے آپے سے باہر نہ ہوگا' کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی تقدیر و اندازے سے ہی عطاء ہوتی ہے۔

اسی طرح تقدیر الٰہی پر صبر کرنا بھی مسلمان کے قلبِ سلیم کے لیے سکون کا باعث ہے۔

انسان ہر لمحہ جادو' نظر بد اور جنّ وغیرہ کے چمٹ جانے کی زد میں ہے' یا کسی نہ کسی طرح کے نفسیاتی امراض' یا جسمانی بیماریاں اسے نشانہ بناتی رہتی ہیں۔ اور ایک مسلمان جائز علاج کے لیے تمام اسباب بروئے کار لاتا ہے' مگر کبھی شفاء یاب ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ تو ان حالات میں سوائے صبر کے اور کیا چیز کام آئے گی؟

پہلا نکتہ: غیب کے ساتھ ایمان لانا اور عقلیت پرستی کی تردید

یہ چیز اسلامی عقیدۂ صافیہ کے اہم نکات میں شامل ہے' کہ غیب کی دنیا کے ساتھ ایمان لایا جائے۔ اور اس کو ایمانداروں کے قلوب و اذہان کے لیے بنیادی نقطہ اور اصل الاصول تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ متّقی لوگوں کی صفات میں سے سب سے پہلی صفت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾ (البقرہ: ۲/ ۱-۳)

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں' یہ پرہیزگاروں کے لیے راہنمائی کرتی ہے' جو لوگ غیب کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔''

ایک مسلمان کے لیے یہ لازمی ہے کہ' اس غیبی دنیا کے متعلق (جو کہ ہمارے لیے نامعلوم ہے) جو کچھ قرآن پاک نے بیان کیا ہے اور صحیح سنت نے (جو کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے) صراحت کی ہے' اسے تسلیم کرے۔ خواہ اس کی عقل وفکر اس پر عبور رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اور اس نے اس غیبی جہاں کا مشاہدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو' بہر حال اسے مکمل طور پر اس کے حقائق کے سامنے جھکنا چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾ (النساء: ۴/ ۶۵)

''آپ کے رب کی قسم!...... یہ اس وقت تک ایمان دار نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلاف میں آپ کو حاکم وفیصل (حتمی فیصلہ کرنے والا) نہ بنائیں' پھر اپنی جانوں میں جو آپ نے فیصلہ کیا ہے تنگی نہ پائیں اور اسے خوشی سے تسلیم نہ کرلیں۔''

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشن ہی یہ تھا کہ وہ مکمل طور پر نبی ﷺ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ یہی کیفیت ان کی ملائکہ کے ساتھ ایمان لانے کی تھی' جو کہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن تصور ہوتا ہے' حالانکہ ملائکہ کی دنیا ایک غیبی (نظر نہ آنے والی) دنیا ہے۔ کیا ایک مسلمان سے توقع ہے کہ وہ اس دنیا کا اس وجہ سے انکار کردے کہ اس نے اس کو دیکھا نہیں' یا اس کی عقل وفکر سے باہر ہے؟ ہرگز ایسی توقع نہیں کی جاسکتی۔ منکرین کی طرف سے کتاب وسنت میں ثابت شدہ امور وحقائق میں سے بیشتر کے انکار کی وجہ صرف یہ ہے' کہ وہ نظر نہ آنے والی دنیاؤں کو نہیں مانتے۔

اس موضوع و بحث میں عقلیت پسندی کی راہ پر چلتے ہوئے بہت سے لوگ ملائکہ اور جنوں کی مخلوق کے وجود کے منکر ہیں۔ حالانکہ اس انکار کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں کہ

جس کا سہارا لے سکیں۔ بس انکار کی ایک ہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس مخلوقات کو دیکھا نہیں' اور بس! ...... یا یوں کہہ لیں کہ انہوں نے ان کا اپنی لیبارٹریوں میں خوردبین کے ذریعہ مشاہدہ نہیں کروایا اور نہ ہی اپنی رصد گاہوں میں رکھی دوربینوں سے انہیں دیکھ سکے ہیں۔ اس لیے یہ ان مخلوقات کے وجود کے منکر ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں جس وقت یہ لوگ جذب وکشش' یا متقناطیسیت وغیرہ جیسی غیر مرئی چیزوں (جو ہمارے حواس سے باہر ہیں) پر لیکچر دے رہے ہوتے ہیں' تو کیا وہ انہیں نظر آ رہی ہوتی ہیں؟ بالکل نہیں۔ تو پھر ان کا انکار کیوں نہیں کرتے؟

دوسرا نکتہ: اچھی یا بری قضاء وقدر پر ایمان رکھنا

یہ نکتہ ایمان کے ان چھ ارکان میں سے ایک ہے' جن کے بغیر انسان کا ایمان ہی ادھورا رہ جاتا ہے۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر (خواہ اچھی ہو یا بری ہو) کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ اور ہمیں اس بات پر پختہ یقین ہونا چاہئے کہ جس تکلیف یا مصیبت سے ہمیں دوچار ہونا پڑا ہے اس کا تیر ہم سے خطاء نہ ہوسکتا تھا۔ اور جو پریشانیاں ہم پر نہیں آئی ہیں ان سے ہم کبھی دوچار ہو ہی نہ سکتے تھے۔

اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس کائنات میں جو کچھ بھی تغیر وتبدل ہو چکا ہے' یا ہو رہا ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر ہی کا نتیجہ ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴾

(الطلاق: ۶۵ / ۳)

''بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے' اللہ نے ہر چیز کے لیے اندازہ ٹھہرا رکھا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ ﴾ (الفرقان :۲۵/ ۲)

''اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کی تقدیر مقرر کی۔''

اور فرمایا:

﴿ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ ﴾ (القمر :۵۴/ ۵۳)

''اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔''

اسی طرح:

﴿ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ ﴾

(الحدید :۵۷/ ۲۲ ، ۲۳)

''اور نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ ہی تمہاری جانوں میں مگر وہ کتاب میں لکھی ہے' پہلے اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے' تاکہ جو نقصان ہوا ہے اس سے غمزدہ نہ ہوں اور جو تمہیں اللہ نے عطاء کیا ہے اس پر حد سے زیادہ فرحاں و شاداں نہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

((وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ))۔[1]

''جان لو! تمام امت کے لوگ مل کر بھی تم کو کسی چیز کا فائدہ پہنچانا چاہیں تو کچھ

[1] مسند احمد (۱/ ۲۹۳' ۳۰۷)۔ ترمذی کتاب صفة القيامة: باب ۵۹ (ح۲۵۱۶)

فائدہ نہ پہنچا سکیں گے، مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔ اور اگر تمام لوگ مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔ قلمیں اٹھا لی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں (یعنی ہر چیز لکھی جا چکی ہے اور پختہ ہو چکی ہے)۔"

تیسرا نکتہ: اللہ کے فیصلوں پر صبر و رضا اختیار کرنا ہی سبب نجات ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۵۵، ۱۵۶)

"اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے، وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں، جو بھی مسلمان کسی مصیبت سے دو چار ہوا ہو اور وہ یہ کہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا۔))[1]

"بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔ اے میرے اللہ!...... مجھے میری مصیبت میں اجر عطاء کر اور اس کا نعم البدل عطاء کر دے۔"

جب یہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مصیبت کے عوض اجر و ثواب بھی دے گا اور جو نقصان ہوا ہے اس سے بہتر صلہ بھی دے گا۔

---

[1] مسلم۔ کتاب الجنائز: باب ما یقال عند المصیبۃ (ح ۹۱۸)

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّـٰبِرِينَ ۝ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۱۲۶)

''اور اگر تم صبر کرو گے تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہترین ہے۔'' صبر ایمان کے لیے وہی حیثیت رکھتا ہے جو جسم انسانی میں سر کو حاصل ہے۔

سیدنا ابو یحییٰ، صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔))[1]

''مومن کا ہر معاملہ ہی پسندیدہ ہے اور منبع خیر ہے اور یہ شرف صرف اسی کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں کہ اگر اسے مسرت میسر آتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر کوئی مضرت و مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بھلائی ہے۔''

دین ایک قیمتی سرمایہ ہے اور ہر ایک مسلمان کے علم میں یہ بات رہنی چاہیئے کہ دین میں نقصان کی مصیبت سے دو چار ہونا' اس کے مقابلہ میں تمام دنیاوی مصائب کے پہاڑ بھی رائی ہیں۔ دین میں کوتاہی کی مصیبت دنیا و آخرت کی عظیم ترین مصیبتوں میں سے ہے' اور یہ خسارہ کی وہ انتہائی سطح ہے جس کے ساتھ کوئی چیز سودمند نہیں ہوسکتی۔ اور یہ محرومئ قسمت کی وہ پست حد ہے جس سے خوش قسمتی کی توقع عبث ہے۔

---

[1] مسلم۔ کتاب الزھد: باب المؤمن امرہ کلہ خیر (ح ۲۹۹۹)

عالمِ جنات کا تعارف

جنات، انسان اور فرشتے اپنی عادات و اطوار اور تخلیق کے لحاظ سے تین مختلف اور الگ الگ مخلوقات ہیں۔ تاہم جنوں اور انسانوں میں اس حیثیت سے قدر مشترک پائی جاتی ہے، کہ یہ دونوں عقل و ارادہ کی صفت سے متصف ہیں۔ نیز خیر و شر کا رستہ اختیار کرنے کی قدرت رکھنے میں بھی ان کی حیثیت یکساں ہے۔ اور اللہ وحدہٗ کی عبادت کا مکلّف ہونے میں بھی دونوں برابر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ ﴾ (الذاریات : ۵۱ / ۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے کہ پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

جن اپنی اصلیت میں وہ ارواح عاقلہ ہیں جو صاحب ارادہ ہیں اور انسان کی مانند مکلّف ہیں اور احکام کے پابند ہیں۔ مادہ سے (تقریباً) خالی ہیں اور ہمارے حواس سے پوشیدہ ہیں۔ اپنی فطرت وطبیعت کے مطابق غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) مخلوق ہیں۔ ان کی ایک خاص شکل وصورت نہیں۔ انہیں مختلف روپ دھارنے کا ملکہ حاصل ہے۔ کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔ ان کے درمیان سلسلہ نکاح بھی جاری ہے اور ذریعہ نسل کشی بھی موجود ہے۔ آخرت کے دن ان کے اعمال کا بھی حساب و کتاب ہوگا۔ اور نتیجہ میں انہیں بھی جنت یا جہنم کی صورت میں ثواب و عذاب ہوگا۔ [1]

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] عالم الجن فی ضوء الکتاب والسنۃ مؤلف عبدالکریم نوفان فواز عبیدات۔ ص ۸۔۹

((اِنَّھُمْ اَجْسَامٌ عَاقِلَةٌ خَفِیَّةٌ تَغَلَّبَ عَلَیْھِمُ النَّارِیَّةُ الْھَوَائِیَّةُ))[1]

''جن وہ صاحب عقل اجسام ہیں جو نظر نہیں آتے۔ ان پر ہوائی اور آتشی مادہ غالب ہے۔''

جنات کو ان کی اصلی صورت، جس پر ان کی تخلیق ہوئی ہے، دیکھنا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىکُمْ ھُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ ﴾ (اعراف: ۷/ ۲۷)

''اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹو! ...... تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے، جس طرح کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا۔ ان سے ان کا لباس اتروا دیا، تاکہ وہ انہیں ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہے، جو ایمان نہیں لاتے۔''

جنات قدر و منزلت میں انسان سے کم درجہ ہیں

شیخ ابوبکر الجزائری رقمطراز ہیں:

جن خواہ کس قدر بھی صالح و نیک ہوں، یہ انسانی شرف و کرامت اور عزت و مقام کے سامنے کم تر اور ہیچ ہیں۔ کیونکہ خالقِ ارض و سماء عزوجل نے خود انسان کی عظمت و کرامت کو ثابت کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ○ ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۷۰)

''یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں

---

[1] فتح القدیر ج ۵ ص ۳۰۳ (طبع۔ دار الفکر)

دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں' اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطاء فرمائی۔''

انسانی شرف اور عزت و تکریم کا یہ وہ معیار ہے جو جنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی کسی بھی کتاب میں بیان نہیں ہوا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سے کسی بھی پیغمبر علیہ السلام نے اپنی مقدس زبان سے بیان کیا ہے۔ لہٰذا معیار عزت و شرف صرف انسان ہی کے لیے خاص ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ انسان قدر و منزلت میں جنوں سے اشرف و اعلیٰ ہے۔

اس پر مزید یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ بذات خود جنوں کی آگاہی اور شعور میں بھی یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ ہم انسان کے سامنے ناقص و بے وقعت ہیں۔ کیونکہ جب کوئی انسان جنوں کی پناہ کا مطالبہ کرتا تو وہ خود کو برتر و بلند تر تصور کرتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کا ان سے پناہ طلب کرنا ان کی تعظیم کرنا ہے اور انہیں بڑا سمجھنا ہے' حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں۔ ظاہر ہے کسی کم ظرف کو اگر زیادہ عزت دے دی جائے تو وہ گھمنڈ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی حالت جنوں کی ہوئی۔ وہ کفر و سرکشی میں بڑھ گئے۔ اس کے بارے میں سورۂ جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝﴾ (الجن: ۷۲/۶)

''اور بات یہ ہے کہ کچھ انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔''

اس پر یہ بات بھی گواہ ہے' کہ جب انسان جنوں یا ان کے بڑوں کا نام لے کر وسیلہ پکڑتا ہے' یا ان کے اشراف کے نام کی قسم اٹھاتا ہے تو یہ اس کی پکار کو قبول کرتے ہیں اور اس کی ضرورت فوراً پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ اس لیے کہ انہیں شعور ہے کہ یہ آدم کا بیٹا جب اللہ تعالیٰ پر اپنا ایمان پختہ کر لیتا ہے' اور اس کا موحد بندہ بن جاتا ہے' اس کی ربوبیت و عبادت' اس کے اسمائے گرامی اور اس کی صفات و کمالات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تو ہم اس کے سامنے درماندہ اور حقیر ہیں۔

اگر انسان عقیدۂ توحید سے عاری ہو تو پھر یاد رکھیں، اہل توحید نیک جن، اولاد آدم میں سے کفار اور مشرکین کے مقابلہ میں افضل اور زیادہ عزت والے ہیں۔[1] جن تو پھر بھی صاحب شعور ہیں، کافر اور مشرک تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (الفرقان: ۲۵/ ۴۴)

''نہیں ہیں یہ (مشرک) مگر چار پایوں کی مانند بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ بھٹکے ہوئے۔''

جنات کی وجہ تسمیہ

جنوں کو جن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ یہ تو انسانوں کو دیکھتے ہیں، انسان انہیں نہیں دیکھ پاتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (اعراف: ۷/ ۲۷)

''بے شک وہ (شیطان) اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ رہے ہوتے۔''

مقصد یہ ہے کہ انسان جنوں کو ان کی اصلی صورت میں (جس پر وہ پیدا ہوئے) ہیں نہیں دیکھ سکتے۔ تاہم جنات کبھی دوسری چیزوں کی صورتوں میں نظر آ سکتے ہیں۔ جیسے کہ حیوانات کی صورت میں دیکھے گئے ہیں۔

جنات کی تخلیق کا زمانہ

کتاب اللہ میں وارد نص کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ جن انسانوں سے پہلے پیدا شدہ ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۝﴾ (الحجر: ۱۵/ ۲۶، ۲۷)

''البتہ تحقیق ہم نے انسان کو بجنے والی مٹی (کھنکھناتے کالے سڑے گارے)

---

[1] عقیدہ مؤمن۔ ابوبکر الجزائری۔ ص ۲۲۸

سے پیدا کیا' اور جن (وشیاطین کو) اس سے پہلے ہی سے (یعنی آدم سے پہلے) لُو والی (بہت گرم) آگ سے پیدا کیا۔''

جنات کی اصل تخلیق

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو آگ سے وجود بخشا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ وحی سے یہی بات معلوم ہے اور یہ روز قیامت تک تلاوت ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝﴾ (الحجر : ۱۵/ ۲۷)

''اور انسان سے پہلے ہم نے جنوں کو لُو والی آگ سے پیدا کیا۔''

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝﴾ (الرحمن : ۵۵/ ۱۵)

''اور اس نے جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔''

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَ خُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ))[1]

''فرشتے نور سے تخلیق ہوئے اور جن بلند ہونے والے آگ کے شعلہ سے وجود میں آئے۔ اور انسان اس سے جو تمہارے لیے بیان ہوا ہے' یعنی مٹی سے پیدا ہوا۔''

جنات کی اقسام

نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ حدیث میں آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ فَصِنْفٌ يَطِيْرُ فِي الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَّ

---

[1] مسند احمد (۶/ ۱۶۸) مسلم۔ کتاب الزهد؛ باب فی احادیث متفرقة (ح ۲۹۹۶)

كِلَابٌ وَصِنْفٌ يَحُلُّونَ وَيَظْعَنُونَ))[1]

''جنوں کی تین قسمیں ہیں۔ ① جو ہوا میں اڑتے ہیں۔ ② جو سانپ اور کتوں کا روپ دھار لیتے ہیں۔ ③ جو کبھی ایک جگہ پڑاؤ ڈالتے ہیں اور کبھی کوچ کرتے ہیں۔''

جب جنوں کا خصوصی ذکر کیا جاتا ہے تو اسے جِنِّيٌّ کہا جاتا ہے۔

اور جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں' انہیں عَامِرٌ کہتے ہیں۔

اور جو جن بچوں کو چمٹ کر خوف زدہ کرتے ہیں انہیں اَرْوَاحٌ (بدروحیں) کہا جاتا ہے۔

اور جو ان میں سے خباثت و سرکشی پر ہی کمربستہ رہے تو اسے شَيْطَانٌ کہا جاتا ہے۔

جب یہ خباثت میں بڑھ جائے تو اسے مَارِدٌ' (سرکش) کہا جاتا ہے۔ اور جب یہ جن چٹانیں تک منتقل کر سکیں اور ان کی رعونت و تکبر حد سے بڑھ جائے تو انہیں عِفْرِيْتٌ کہا جاتا ہے۔

جنات کے مختلف روپ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جن مختلف روپ دھار لیتے ہیں۔ کبھی انسانوں اور کبھی حیوانوں کے روپ میں' اور کبھی سانپوں اور بچھوؤں وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں' اور کبھی اونٹ' گائے' بکری' گھوڑا' خچر اور گدھے کی صورت دھار لیتے ہیں' اور کبھی پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اپنا لیتے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

وَالْجِنُّ تَتَصَوَّرُ بِصُوْرَتِه كَثِيْرًا جن بہت سی صورتوں میں نمودار ہوتے

---

[1] طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۵۷۳) حاکم فی المستدرک (۲/ ۴۵۶) بیہقی فی ''الاسماء والصفات'' (ص ۳۸۸)۔ ابن حبان فی صحیحہ (۶۱۵۶)

ہیں۔ (یعنی سیاہ کتا' سیاہ بلا وغیرہ۔ کیونکہ سیاہی میں شیطانی قوی زیادہ مجتمع ہوتے ہیں اور سیاہی میں قوتِ حرارت بھی زیادہ ہوتی ہے)۔

کیا جنات شریعت مطہرہ کی اتباع کے مکلّف ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت تا قیامت جاری رہنے والی اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور آپ کی رسالت آخری رسالت ہے اور یہ جنوں اور انسانوں کے لیے ہمہ گیر رسالت ہے۔ جن بھی اس کے انسانوں کی طرح مکلّف ہیں۔ اور انسانوں کی طرح جنوں میں بھی بعض مؤمن ہیں اور بعض فاسق بھی ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝﴾

(الجن: ۷۲/ ۱۱)

''اور بے شک ہم سے نیک بھی ہیں اور اس کے علاوہ بھی ہیں۔ بے شک ہم مختلف راہوں پر چلتے ہیں۔''

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ۝﴾ (الرحمن: ۵۵/ ۴۳، ۴۴)

''یہی وہ دوزخ ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے' گھومیں گے اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان۔''

نبی ﷺ نے جنوں تک پیغام رسالت پہنچایا اور انہیں خبردار کیا' جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں بیان کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝﴾ (الاحقاف: ۴۶/ ۲۹)

''(اور اے پیغمبر وہ قصہ بھی یاد کر) جب ہم جنوں کے گروہ کو پھیر کر تیرے پاس لے آئے' وہ قرآن سننے لگے۔ پھر جب اس کے پاس پہنچے تو پھر آپس میں

ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''چپ رہو'' پھر جب (قرآن کا پڑھنا) ختم ہوا تو اپنے بھائیوں (دوسرے جنوں) کے پاس لوٹ گئے' ان کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے لگے۔''

بلکہ جنوں اور انسانوں کی پیدائش کی غرض و غایت ہی یہ ہے' کہ یہ اللہ وحدہٗ کی ہی عبادت کریں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ ﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۵۶)

''اور جنوں اور انسانوں کو میں نے صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

ان دلائل مذکورہ سے پتہ چلتا ہے' کہ مؤمن جن اسی طرح جنت میں داخل ہوں گے جس طرح مؤمن انسان داخل ہوں گے۔ اور کافر جن اسی طرح دوزخ میں داخل ہوں گے جس طرح کہ کافر انسان داخل ہوں گے۔ نیز اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا سورۃ الرحمن میں فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ ۝ ﴾ (الرحمٰن: ۵۵/ ۴۶)

''اور جو بھی (جن یا انسان) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا' اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔''

یہ بات ان واقعات سے بھی ثابت ہوتی ہے' جو خود ہمارے مشاہدے میں آئے کہ بعض جن کافر تھے' وہ اسلام لے آئے۔ اور بعض جو فاسق مسلمان تھے' ہم نے انہیں نصیحت کی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور فرمانبرداری شروع کر دی۔

کیا جنوں اور انسانوں کے آپس میں نکاح ہوتے ہیں؟

یہ مسئلہ بہت ہی پیچیدہ ہے۔ اس بارے میں علمائے کرام نے بہت سی آراء بیان کی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ جنوں اور انسانوں کے درمیان نکاح وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں ایسا ممکن نہیں۔

ہماری رائے اس بارے میں یہ ہے' کہ اگر جنوں اور انسانوں کے درمیان نکاح کا

ناممکن ہونا نہ بھی تسلیم کیا جائے' تو نادر الوقوع ضرور ہے۔ یعنی ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اگر کبھی ایسا کوئی واقعہ ہو بھی تو اضطراراً یعنی بے اختیاری میں عام طور پر ہوتا ہے' یہ کوئی جنوں یا انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ اگر ان دونوں انواع کے درمیان نکاح کا باب عام کھول دیا جائے تو اس پر بہت بڑے مفاسد مرتب ہو سکتے ہیں' جن کی انتہاء اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کہاں ہو۔ جنوں اور انسانوں کی آپس میں شادی کا دروازہ بند کرنا دراصل غلط ذرائع کا سدباب کرنا ہے اور شر وفتن کے مادہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ واللّٰہ المستعان۔ (اللہ ہی کی ذات ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔)[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض اوقات کبھی جنوں اور انسانوں کے آپس میں نکاح بھی ہوتے ہیں اور اولاد بھی جنم لیتی ہے۔ اور ایسے ہوتا ہے اور یہ معروف ہے۔ تاہم علمائے کرام نے اس پر کافی بحث و مباحثہ کیا ہے اور آخر انہوں نے جنوں اور انسانوں کی مناکحت ناپسند کی ہے' یعنی ان کا آپس میں نکاح کرنا ناپسندیدہ عمل ہے۔[2]

جنات کے وجود کے دلائل

ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں' کہ عقیدہ کی اساس اور بنیادی نقطہ یہ ہے کہ اس غیب پر ایمان لایا جائے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صحیح احادیث) سے ثابت ہے۔ ان غیب والی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جنوں کا بھی ایک عالم (جہان) ہے' جو نصوص شرعیہ سے ثابت ہے۔ اس کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

قرآنی دلائل

ارشاد ربانی ہے:

---

[1] سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعلیق میں فرماتے ہیں کہ: یہی رائے درست ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ اس کے علاوہ رائے اختیار کرنا مناسب نہیں۔ مجموعہ فتاویٰ (ج ۳ ص ۳۹)

[2] مجموع الفتاوی ۳/۳۹

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝﴾ (الانعام: ٦/ ١٣٠)

"(قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!...... کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم پر میری آیتیں بیان کرتے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے؟ یہ کہیں گے "ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ان کو دنیا کی زندگانی نے دھوکہ دیا۔ اور وہ اپنی جانوں کے خلاف گواہی دیں گے، کہ بے شک (وہ (دنیا میں) کافر تھے۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ (السجدہ: ٣٢/ ١٣)

"(اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کرتے) مگر روز ازل جو قول ہم نے فرمایا تھا وہ ضرور پورا ہوگا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝﴾ (الحجر: ١٥/ ٢٧)

"اور انسان سے پہلے ہم نے لُو والی آگ سے جن پیدا کیے۔"

مزید ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الذاریات: ٥١/ ٥٦)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝﴾

(الرحمٰن : ۵۵/ ۳۳)

''اور اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!...... اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ گزر جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے، تو نکل کر دکھاؤ، کبھی بھی نہیں نکل سکو گے مگر دلیل (ہماری راہنمائی) کے ساتھ۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝﴾ (الجن : ۷۲/ ۱)

''کہہ دیجیے میری طرف یہ وحی کی گئی کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا اور کہا بے شک ہم نے عجیب ہی قرآن سنا ہے''!

یہ آیات اور ان کے علاوہ چالیس کے قریب آیات جنات کا ذکر کرتی ہیں اور ان کے حالات بیان کرتی ہیں۔ جب کہ قرآن پاک تو غیر موجود چیز کے بارے میں لب کشائی ہی نہیں کرتا۔ یعنی قرآن کی بیان کردہ چیز کا وجود ضرور ہوتا ہے، اگرچہ ہم اس کا ادراک نہ کرسکیں۔ پس حکمت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، بہرصورت جنوں کا وجود ہے، اگرچہ ہمیں نظر نہ آئیں۔

وہ دلائل جو سنت سے ثابت ہیں

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات کا واقعہ ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم نے بعد میں آپ کو مفقود پایا۔ ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، مگر آپ نہ مل سکے۔ ہم نے کہا: ''پتہ نہیں آپ کہاں گئے'' کہ آپ کو اغواء کرلیا گیا ہے یا بے خبری میں شہید کر دیئے گئے ہیں۔'' ہماری وہ رات بہت ہی پریشان کن گزری۔ جب صبح نمودار ہوئی تو ہم نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا کی جانب سے

آ رہے ہیں۔ تو ہم نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول!...... ہم نے آپ کو نہ پایا' پھر طلب کیا پھر بھی نہ پایا۔ ہماری یہ رات بہت ہی بے چینی سے گزری ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس جنوں کی جانب سے ایک شخص بلاوا لے کر آیا تھا۔ میں ان کے پاس گیا۔ ان پر میں نے قرآن پاک کی قراءت کی۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ہمیں وہاں لے گئے' جہاں وہ جن آئے تھے اور جو انہوں نے آگ جلائی تھی' اس کے آثار بھی دکھائے۔ جنوں نے آپ ﷺ سے زاد (خوراک) کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَمَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ))۔[1]

''تمہارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس کا گوشت بسم اللہ پڑھ کر کھایا گیا ہوگا' جب وہ تمہارے ہاتھ لگے گی تو اس پر بہت زیادہ گوشت چڑھا ہوگا' جو تمہارا کھانا ہے۔ اور ہر لید گوبر تمہارے جانوروں کے لیے چارہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہڈی اور لید گوبر کے ساتھ استنجا نہ کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں (اور ان کے جانوروں) کا کھانا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَ خُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ))[2]

''فرشتے نور سے پیدا ہوئے' جن اوپر چڑھنے والی آگ سے' اور آدم اس سے

---

[1] مسلم۔ کتاب الصلوۃ: باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن (ح ۴۵۰)

[2] مسند احمد (۶/ ۱۶۸) مسلم۔ کتاب الزھد: باب فی احادیث متفرقۃ (ح ۲۹۹۶)

جو تمہارے لیے بیان کیا گیا ہے۔ (یعنی مٹی سے پیدا ہوئے)۔"

جنات کے وجود کا عقلی ثبوت

عقل ہمارے احساسات سے غائب دنیا کا انکار نہیں کرتی۔ کیونکہ اس کائنات میں بہت سی اشیاء کا وجود ہے' مگر انسان انہیں دیکھ نہیں پاتا' لیکن ان کا وجود بہرصورت ہے۔ انسان کا کسی چیز کو نہ دیکھنا اس کے وجود کے معدوم ہونے کو مستلزم نہیں۔[1]

علامہ محمد رشید رضاء رقم طراز ہیں:

"اگر کسی چیز کو نہ دیکھنے ہی سے اس کے عدم وجود پر استدلال پکڑنا صحیح اصول ہوتا تو پھر عقلاء کو ان مواد اور قوی پر ہی اعتماد کرنا چاہیے تھا جو وجود رکھتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی عقل پرست نامعلوم مواد اور قوی پر بحث نہ کرتا اور نہ ہی ان جراثیم کا انکشاف ہوتا جن کی بنیاد پر علوم طب و جراحت درجہ ارتقاء و ترقی کے آخری مراحل تک پہنچ چکے ہیں۔"[2]

سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ عقل پسند حضرات اس کائنات میں دوسری ماورائی مخلوقات کے وجود کو تسلیم نہ کرنے کے لیے اپنے عمل و تجربہ اور مشاہدہ کو ڈھال بناتے ہیں' کہ چونکہ یہ ماورائی مخلوقات ہمارے مشاہدات و تجربات میں نہیں آتیں' لہٰذا جنات وغیرہ جیسی دیگر ماورائی مخلوقات کا کوئی اور عالم نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اسے ثابت کرتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ اس نظریہ کی جانب کیوں میلان رکھتے ہیں؟ جب کہ ان کا بشری علم یہ اعلان کرتا ہے' کہ یہ اس سیارہ زمین کی ہی تمام زندہ اجناس کا احاطہ نہیں رکھتا۔ ہم پوچھتے ہیں ان کی یہ معلومات دوسرے اجرام فلکی کا احاطہ کیا کریں گی؟"[3]

---

1. عالم جن کتاب و سنت کی روشنی میں۔ عبدالکریم عبیدات (ص ۸۲/ ۸۳)
2. تفسیر المنار۔ سید محمد رشید رضاء (ج ۸ ص ۳۶۶)
3. فی ظلال القرآن (ج ۲ ص ۳۷۲۲۔ سید قطب)

فقط عقل پسندی دین سے دور کر دیتی ہے

بشری عقل کی انتہا یہی ہے کہ یہ کائنات کے اسرار و رموز کا ادراک کرنے سے عاجز ہے۔ یہ ہماری جہالت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ہم اس کائنات میں تخلیق پانے والے عجائبات اور قدرت الٰہیہ کے عظیم نشانات کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیں کہ یہ چیزیں ہماری عقل اور تصور سے بالاتر ہیں' لہٰذا ہم انہیں نہیں مانتے! حالانکہ جو چیز بھی نظر نہ آنے والی دنیا سے تعلق رکھتی ہو (مثلاً جن فرشتے ارواح وغیرہ) تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان میں سے جن چیزوں کی تصدیق وحی کرتی ہے ان کے متعلق وحی کے مقابلہ میں ہماری عقلیں سرنگوں ہو جائیں' ورنہ عقلِ محض ہمیں غیب کی دنیا اور روحانیات کے متعلق فہم سے دور لے جائے گی۔[1]

مغربی معاشرے سمیت جتنے بھی مادہ پرست معاشرے ہیں' سب کے سب صرف عقل کل پر یقین رکھنے کی وجہ سے' اور اس کے علاوہ جو چیز بھی عقل سے ماوراء ہے اس کا انکار کرنے کی روش پر چل کر بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور پھر ان سے متاثر ہو کر بہت سے نام نہاد روشن خیال مسلمان بھی اپنے عقائد و نظریات سے منحرف ہو رہے ہیں' اور ایمانیات کے متعلق جتنی بھی نصوص (واضح دلائل) ہیں ان کا رخ کفار کے زعم باطل کے مطابق اسی عقل کل کے نظریہ کی جانب پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں' جس کی وجہ سے یہ اس خطرناک مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ ڈر ہے کہ یہ کہیں دائرۂ اسلام ہی سے خارج نہ ہو جائیں۔

جنات کی رہائش گاہیں اور پسندیدہ مقامات

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اکثر جنات زمین کی سب سے نچلی جگہ پاتال کے اندر سکونت پذیر ہیں اور زمین کے اوپر بسنے والے ان کی باتیں آگے پہنچاتے ہیں۔ لیکن درست نظریہ یہی ہے کہ وہ سطح زمین کے اوپر ہی رہتے ہیں اور ان کی سکونت زمین کے

[1] عالم الجن في ضوء الكتاب والسنة (ص ٨٨-٨٩) عبدالكريم نوفان عبيدات دار ابن تيمية

مختلف مقامات پر ہے۔ تاہم زیادہ تر ان کا بسیرا درج ذیل مقامات پر ہوتا ہے:

١ بیابان، جنگل، وادیاں، گھاٹیاں وغیرہ ان کی آماجگاہیں ہیں۔

جیسے کہ جنوں کے وجود پر سنت سے ثابت شدہ دلیل کے باب میں ابھی ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ایسے ہی ویرانے میں ملاقات ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت پیش کی تھی۔

٢ کوڑا کرکٹ، اور لید وغیرہ پھینکنے کی جگہوں پر، یا ان مقامات پر جہاں انہیں اپنا مخصوص کھانا (ہڈی، گوبر اور کوئلے وغیرہ) میسر ہو، زیادہ تر رہائش رکھتے ہیں۔

٣ غسل خانوں اور بیت الخلاء وغیرہ میں رہتے ہیں۔

جیسے کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))[1]

"یہ قضائے حاجت کی جگہیں ان میں جن وغیرہ موجود ہوتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں آنے کا ارادہ کرے تو اسے یہ دعاء پڑھنی چاہیے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

اے میرے اللہ!...... میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث نر جنوں اور خبیث مادہ جنات سے۔

٤ زمین کی دراڑوں، بلوں اور غاروں اور سرنگوں اور متروکہ مکانوں وغیرہ میں بھی جنات بسیرا رکھتے ہیں۔

چنانچہ سیدنا قتادہ سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسند احمد ٤/ ٣٦٩) ابو داؤد۔ كتاب الطهارة: باب ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء (ح ٦) ابن ماجه۔ كتاب الطهارة: باب ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء (ح ٢٩٦)

((لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ))[1]

''تم میں سے کوئی کسی بل (سوراخ) میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔''

لوگوں نے سیدنا قتادہؒ سے کہا (بل) سوراخ میں پیشاب کرنے کی کراہت کا سبب کیا ہے؟ جواب دیا' مشہور ہے کہ یہ جنوں کی رہائش گاہیں ہیں۔

5 جنات لوگوں کے ساتھ ان کے گھروں میں بھی رہتے ہیں۔ ایسے جنوں کو ''عامر'' کہتے ہے۔

اس کی تصدیق اس انصاری نوجوان کا قصہ بھی کرتا ہے جس نے اپنے گھر میں ایک جن کو سانپ کی صورت میں پایا تھا۔ اس نے اسے سانپ سمجھ کر نیزا مارا تو اس سانپ نے تڑپ کر اس نوجوان پر حملہ کر دیا' جس سے وہ صحابی فوت ہو گئے اور بعد میں وہ سانپ بھی مر گیا۔ اس واقعہ کی خبر ملنے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اَسْلَمُوْا فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا مِّنْ هٰذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَاِنْ بَدَا لَهٗ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ))[2]

''بے شک مدینہ میں جنوں کا ایک گروہ مسلمان ہو چکا ہے۔ جو شخص بھی ان گھروں میں رہنے والے جنوں میں سے کسی کو پائے تو اسے تین دن میں چلے جانے کی اطلاع دینی چاہیے۔ اگر اس کے بعد بھی نظر آئے تو پھر اسے قتل کر دے' کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

6 اونٹوں کے باڑے بھی جنات کی رہائش گاہیں ہیں۔

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ابو داؤد کتاب الطهارة: باب النهى عن البول فى الجحر (ح ۲۹) نسائی۔ کتاب الطهارة: باب كراهية البول فى الجحر (ح ۳۴) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس ضعیف قرار دیا ہے دیکھیے۔ ضعیف سنن ابو داؤد (۸/ ۲۹) ضعیف سنن النسائی (۱/ ۳۴)

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب قتل الحيات وغيرها (ح ۲۲۳۶)

((صَلُّوا فِی مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِی اَعْطَانِ الْاِبِلِ))[1]

''نماز پڑھو بکریوں کے باڑے میں اور نہ نماز پڑھو اونٹوں کے باڑوں میں۔''

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوا فِی مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِی اَعْطَانِ الْاِبِلِ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّیَاطِیْنِ))[2]

''بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہو' اور اونٹوں کے باڑوں میں نہ پڑھنا' کیونکہ یہ شیطانوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔''

7. جنات کھنڈرات اور پرانی متروکہ عمارت میں بھی بسیرا رکھتے ہیں۔

8. جنات قبرستانوں میں بھی رہتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جنات زیادہ تر ویرانوں' صحراؤں' نجاستوں کے مقامات' مثلاً قضائے حاجت کی جگہوں غسل خانوں' جانوروں کی گندگی پھینکنے کی جگہوں' کوڑا کرکٹ کے مقامات اور قبرستانوں میں پائے جاتے ہیں اور فرمایا:

((وَالشُّیُوْخُ الَّذِیْنَ تَقْتَرِنُ بِهِمُ الشَّیَاطِیْنُ وَتَكُوْنُ اَحْوَالُهُمْ شَیْطَانِیَّةً لَا رَحْمَانِیَّةً یَأْوُوْنَ كَثِیْرًا اِلٰی هٰذِهِ الْاَمَاكِنِ الَّتِی هِیَ مَاْوَی الشَّیَاطِیْنِ))[3]

''(اسی لئے) وہ پیر فقیر جن کا جنوں کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے اور ان کے حالات

---

[1] مسند احمد (۲/ ۴۵۱' ۴۹۱) ترمذی۔ کتاب الصلوۃ: باب ماجاء فی الصلوۃ فی مرابض الغنم واعطان الابل (ح ۳۴۸) ابن ماجہ۔ کتاب المساجد: باب الصلوۃ فی اعطان الابل و صراح الغنم (ح ۷۶۸)

[2] مسند احمد (۴/ ۸۶' ۵/ ۵۷)۔ نسائی۔ کتاب المساجد: باب ذکر نهی النبی ﷺ عن الصلوۃ فی اعطان الابل (ح ۷۳۶) ابن ماجہ۔ کتاب المساجد: باب الصلوۃ فی اعطان الابل و مراح الغنم (ح ۷۶۸)

[3] مجموع الفتاوی ابن تیمیہ ۱۹/ ۴۰' ۴۱۔

شیطانی ہوتے ہیں، رحمانی نہیں، وہ زیادہ تر ایسی ہی جگہوں پر ڈیرا جماتے ہیں جو کہ شیطانوں کے ٹھکانے ہیں۔“

۹ جنات بازاروں میں بھی بسیرا کرتے ہیں۔

یہ وہ مقام ہے جس میں ان کا وجود کثرت سے پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں خلاف شرع کاموں کی بھرمار ہے۔ جب کہ عورتوں کا بناؤ سنگار کر کے آنا، گانے بجانے کی آواز، تاجر حضرات کا جھوٹ پر اعتماد کرنا وغیرہ، جیسے حرام اور غیر شرعی کام سرزد ہوتے ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ تو نہ تو بازار میں داخل ہونے میں پہل کر اور نہ ہی سب سے آخر میں اس سے آنے والا ہو۔[1]

اسی طرح سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جس قدر ممکن ہو تجھے بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نہ ہونا چاہئے، اور نہ ہی آخری ہونا چاہئے جو اس سے باہر آئے۔

((فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَ فِيْهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ))[2]

”کیونکہ یہ بازار شیطان کی معرکہ آرائی کے مقامات ہیں اور وہ ان میں اپنے جھنڈے لہرائے بیٹھا ہوتا ہے۔“

زمین پر جنات کے پھیلنے کے اوقات

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ فَاَغْلِقُوْا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا

---

[1] طبرانی فی الکبیر (۳۰۹۰٦) مجمع الزوائد (۴/ ۱۷۷) و فی اسناده مقال، انظر العلل المتناهية لابن جوزی (۲/ ۱۰۰) والمحفوظ موقوفاً انظر الاتی۔

[2] مسلم۔ کتاب فضائل الصحابة: باب من فضائل ام سلمة رضی اللہ عنہا (ح ۲۴۵۱)

وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ))[1]

''جب شب کا آغاز ہوتا ہے اور تم شام کے وقت میں داخل ہوتے ہو تو اپنے بچوں کو روک لیا کرو' کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں۔ اور جب رات کی یہ گھڑی ختم ہو جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دو۔ اور دروازے بند رکھو اور ان پر اللہ کا نام ذکر کرو' کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا۔ اور اپنے مشکیزوں کے منہ باندھ رکھو اور ان پر اللہ کا نام ذکر کرو۔ اور اپنے برتن ڈھانپ لو اگرچہ کوئی معمولی سی چیز کے ساتھ ہی سہی اور اللہ کا نام ان پر ذکر کرو۔ اور رات کو چراغ بجھا دیا کرو۔''

امام مسلم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مویشی اور بچوں کو آفتاب کے غروب کے فوراً بعد کھلا نہ چھوڑا کرو' یہاں تک کہ عشاء کی سیاہی ختم ہو جائے' کیونکہ شیطان غروب آفتاب کے ساتھ ہی پھیل جاتے ہیں۔ جب عشاء کی سیاہی ختم ہو تو تب تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔[2]

تنبیہ

پچھلے صفحات میں جو (۹) مقامات مذکور ہوئے ہیں' یہ وہ مقامات تھے' جہاں جن رہائش رکھتے ہیں۔ اور یہاں مذکورہ بالا سطور میں حدیث جابرؓ کے حوالہ سے ان اوقات کا ذکر ہے جن میں جنات پھیلتے ہیں۔ تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ جب مذکورہ مقامات میں داخل ہو' یا جنوں کے انتشار کے اوقات میں داخل ہو تو وہ مسنون وظائف و اذکار اور دعاؤں کے ذریعہ اپنی حفاظت کا سامان کرے' یہ اذکار ان شاء اللہ تعالیٰ جنوں اور ان کی شرارتوں سے بچاؤ کے طریقے والے باب میں آئیں گے۔

---

[1] بخاري۔ كتاب الاشربة: باب تغطية الاناء (ح ۵۶۲۳)
مسلم۔ كتاب الاشربة: باب استحباب تخمير الاناء (ح ۹۸/ ۲۰۱۲)

[2] مسلم حواله سابق (ح ۲۰۱۳)

شریر جنات سے بچاؤ کے لیے حفاظتی تدابیر

(شر انگیزیوں کے آنے سے پہلے اور بعد میں ان سے نجات حاصل کرنے کے طریقے)

بہت سے لوگ ہر وقت اس بات پر فکر مند رہتے ہیں کہ دنیا کے مصائب و حوادث سے سلامتی، بچاؤ اور حفاظت کے وسائل اختیار کریں جو انہیں بیماریوں، گر کر مرنے، جلنے اور غرق ہونے جیسے حادثات اور خطرات سے محفوظ رکھیں۔ اس جہاں میں شرعاً اور عقلاً کوئی رکاوٹ نہیں جو ان احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنے سے روکے۔ ویسے بھی مقولہ ہے کہ اَلْوِقَایَةُ خَیْرٌ مِنَ الْعِلَاجِ "پرہیز علاج سے بہتر ہے۔" بلکہ شریعت اسلامیہ تو مندرجہ ذیل پانچ ضروریات کی حفاظت کی ترغیب دلاتی ہے: ① جان ② مال ③ عزت ④ دین ⑤ عقل۔

لیکن لوگوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مادی حفاظتی تدابیر پر بہت یقین رکھتے ہیں، جب کہ عظیم ترین خطرے قیامت کہ جس کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہے اور وہ جو فیصلے کا مقرر دن ہے اس کے لیے احتیاطی تدابیر سے بے خبر ہو چکے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا﴾

(المزمل : ۷۳/ ۱۷)

"اگر تم نے کفر کیا تو اس دن سے کیسے بچ سکو گے جو (اپنی طوالت اور ہولناکی کے سبب) بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔"

ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس دن کی سختیوں سے احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔

اور یہ صرف ایک صورت میں ہی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو' اس کی اطاعت پر ثابت قدمی ہو اور عمل صالح اختیار کیے جائیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾ (الصف: ۶۱/ ۱۱)

''اے ایماندارو!...... کیا میں تمہیں وہ تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلائے۔ (تو سنو) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لاؤ' اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝﴾

(حم السجدہ: ۴۱/ ۳۰)

''بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب (صرف) اللہ تعالیٰ ہے' پھر اس پر قائم رہے' ان لوگوں پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں ''نہ خوف زدہ ہو جاؤ اور نہ ہی غم کرو اور اس جنت کے ساتھ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے تھے خوش ہو جاؤ۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ (النحل: ۱۶/ ۹۷)

''جس نے نیک عمل کیے' خواہ مرد ہو' یا عورت ہو' اس حال میں کہ وہ مومن ہو' پس ہم اسے زندگی دیتے ہیں پاکیزہ زندگی' اور ضرور ہم بدلہ دیں گے ان کے اجر کا بہترین جو وہ عمل کرتے تھے۔''

جب مسلمان یوم حساب کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرے گا' تو پھر اس دنیا کی شرانگیزیوں سے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا مشکل نہیں رہے گا۔ کیونکہ ان دنیاوی شرانگیزیوں اور مصائب کے اسباب بھی گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہی ہیں۔ گویا گناہ ہی دنیا و آخرت میں شرانگیزیوں اور بلاؤں کی آماجگاہ ہیں۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَهَلْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ شَرٌّ وَّدَاءٌ سَبَبُهٗ اِلَّا الذُّنُوْبُ وَالْمَعَاصِيْ))

''دنیا اور آخرت میں ہر شرانگیزی کا سبب گناہ ہے۔''

دنیاوی شرانگیزیوں سے بچاؤ کی تدابیر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مادی اور دنیاوی طریقے۔

(۲) الٰہی شرعی (روحانی) طریقے۔

ہمارے نزدیک زیادہ اہم دوسرے یعنی الٰہی (روحانی) طریقے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہی نفع بخش ہیں۔ سنت مطہرہ میں تمام بیماریوں کا علاج وارد ہوا ہے' لیکن لوگ اس میں کوتاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر مسلمان ان تحفظات شرعیہ و روحانیہ کا اہتمام کریں اور اپنے اہل و عیال (اور جو بھی ان کے زیر اثر ہیں) کو ان کی دعوت دیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر شر اور پریشانی سے نجات پا جائیں۔

ہر چیز جو سنت سے ثابت ہے وہ کسی نہ کسی مرض کے لیے مفید ضرور ہے' اگرچہ اسے اختیار کرنے والے کا خیال ہوتا ہو کہ شاید یہ مفید نہیں۔ جبکہ اس کا مفید نہ ہونا یہ دراصل تکلیف زدہ کے عدم یقین' یا معالج کے یقین' نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے' سنت کے حکم میں' یا طریقۂ علاج میں کمی نہیں ہوتی۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا:

((صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ۔))[1]

''اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے' تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔''

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب الدواء بالعسل (ح ۵۶۸۴)
مسلم۔ کتاب السلام: باب التداوی بسقی العسل (ح ۲۲۱۷)

یہ بات ہمارے تجربہ سے ثابت شدہ ہے' کہ زیادہ تر مصیبت زدگان ان دعاؤں اور وظائف و اذکار میں کوتاہی کا ارتکاب کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر ظاہری برائی اور ہر پوشیدہ برائی کے مقابلہ میں ایک مضبوط قلعہ کی مانند ہیں۔ اس لیے وہ گرفتار مصیبت رہتے ہیں اور چھٹکارا نہیں پاتے۔

اب ہم اللہ کی توفیق سے شریر جنات کی شرارتوں سے تحفظ اور بچاؤ کے لیے کتاب و سنت کی روشنی میں بارہ (۱۲) طریقے درج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ عمل کی دولت کے ذریعہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

① اللہ تعالیٰ کی خالص توحید پہ کار بند رہنا

اللہ کریم کی توحید خالص پر کار بند رہنا کامیابی اور سکون کے لیے پہلا اہم ترین اور بنیادی زینہ ہے۔ اور اس کی تین اقسام ہیں:

① توحید ربوبیت

② توحید الوہیت

③ توحید اسماء والصفات

① توحید ربوبیت

توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان جان لے اور اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا رب ہے' اس کا مالک ہے' اپنی تمام مخلوقات کے معاملات کا مدبر ہے۔ اور انسان یقین رکھے کہ یہ تمام کائنات آسمان' زمین' افلاک' ستارے' جانور' درخت' مٹی' صحرا و سمندر' ملائکہ' جنوں' انسانوں سمیت اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے پست و عاجز ہیں اور اس کے ''کُنْ'' کے حکم کی تابع فرمان ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا ﴾

(آل عمران: ۳/ ۸۳)

''اسی اللہ کے لیے سرنگوں ہے ہر چیز جو بھی آسمان اور زمین میں ہے' چاہتے

ہوئے بھی' نہ چاہتے ہوئے بھی۔''

بندہ جب اس توحید ربوبیت کی حقیقت تک پہنچ جائے گا تو اسے پہچان ہوگی' کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور کوئی بھی کام اس کے حکم کے بغیر وقوع پذیر نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ جو بھی خیر دامن میں آئے گی اور جو بھی شر دور ہوگی یہ صرف اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوگا۔ جب آدمی یہ ذہن نشین کرے گا تو پھر جب بھی مصیبت آئے گی اسی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کو پکارے گا۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴾

(یونس: ۱۰/ ۱۰۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو پھر صرف اس کے علاوہ کوئی بھی اس کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی نفع و فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی بھی روکنے والا نہیں' وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اپنا فضل (فائدہ) پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا' مہربان ہے۔''

۲ توحید الوہیت

آزمائشوں سے بچاؤ کے لیے توحید الوہیت پر یقین رکھنا اور عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ عبادت اس وحدہٗ لا شریک کے لیے ہی خالص ہو۔ اس توحید کا تعلق بندے کے اعمال ظاہری اور باطنی احوال کے ساتھ ہے۔ توحید کی یہی قسم ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اول تا آخر (سب نبیوں نے) سب سے پہلے دعوت دی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۝ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۳۶)

''اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو کہتا رہا) کہ اللہ تعالیٰ

کی ہی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

کوئی آدمی اس وقت تک توحید کا پرستار نہیں ہوسکتا جب تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی نہ دے اور یہ اقرار نہ کرے کہ وہی ایک اِلٰہ عبادت کا استحقاق رکھتا ہے اور اس وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ کی عبادت ہی لازم پکڑے اس کے علاوہ کسی کی نہیں' ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ ﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۵۶)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

توحید کی یہی قسم ہے جو بندے پر یہ ذمہ داری عائد کرتی ہے' کہ وہ اپنی دعاء' نذر' قربانی امید وبیم' توکل و رغبت اور خوف وغیرہ ہر چیز اس اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں لے کر جائے۔ ان میں سے کسی بھی کام کو یا بندے کے افعال کو تقرب کے طور پر غیر اللہ کی جانب پھیرنا یہ شرک ہے۔ مثلاً: جنوں کے نام پر جانور ذبح کرنا' نذر ماننا' یا کاہن اور جادوگر کی بات پر اعتماد کرنا وغیرہ سب شرکیہ کام ہیں۔

③ توحید اسماء وصفات

توحید اسماء وصفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات گرامی کا جو کوئی وصف بیان کیا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے کمال و جمال کے اوصاف حمیدہ و مجیدہ بیان کیے ہیں' ان کو بغیر کیفیت' بغیر اس کی مثل قرار دیے' بغیر تحریف وتغییر وتشبیہ اور بغیر تعطیل (صفات کی نفی کے) اللہ کے لیے ثابت مانا جائے' ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ ﴾ (الشوریٰ: ۴۲/ ۱۱)

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں' وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

جب اللہ کا بندہ اپنے رب ذوالجلال کے اسماء وصفات اور ان کے مفہومات کو صحیح طریقہ سے پہچان لے گا' تو یہ چیز اسے اپنے رب کی عظمت کی معرفت عطاء کرے گی' جس کی وجہ سے بندہ اللہ کے حضور خشوع وخضوع کا اظہار کرے گا' اسی سے خوف وامید رکھے

گا' اور تکالیف و مصائب دور کرنے کے لیے اسی کی بارگاہ میں جھکے گا اور اسی کو پکارے گا اور اسی کے اسماء و صفات کے ذریعہ سے وسیلہ ڈھونڈے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ (اعراف : ۷/ ۱۸۰)

''اور اللہ ہی کے لیے ہیں سب اچھے نام' پس پکارو اسے ان ناموں کے ساتھ۔''

اور جب بندے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی رحمٰن و رحیم ہے' وہی مہربان ہے' تو یہ اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھے گا اور اسی کو پکارے گا۔ جیسا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۸۳)

''اور ایوبؑ نے جب اپنے رب کو پکارا' کہ بے شک مجھے سخت تکلیف نے گھیر لیا ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ جل وعلا کے لیے خالص توحید کا عقیدہ یہ بہت سی تکالیف کو دور کرنے اور بہت سی بھلائیاں کھینچ لانے میں اللہ کے فضل سے بہت ہی زیادہ گہرے اثرات رکھتا ہے۔

اور یہ بھی مدنظر رہے کہ توحید کی تینوں اقسام ① توحید ربوبیت' ② توحید الوہیت' ③ توحید اسماء و صفات ان میں سے ہر قسم دوسری کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ اس طرح کہ ایک دوسری سے جدا نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ قرآن پاک ہے ہی سراپائے توحید۔

② کتاب وسنت کو مضبوط تھامنا

شرانگیزیوں سے بچنے کا دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ کریم فرماتا ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(الانعام: ۶/ ۱۵۳)

''یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور (مختلف) راہوں کی پیروی نہ کرو' یہ (مختلف راہیں) تمہیں اس کے (سیدھے) راستے سے جدا کر دیں گی' وہ (اللہ) تمہیں یہی نصیحت کرتا ہے' تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

شیخ عبدالرحمٰن بن سعدی فرماتے ہیں ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے'' سے وہ احکام وغیرہ مراد ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اور اپنے بندوں کے لیے انہیں واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ (کتاب وسنت والا رستہ) ہی اللہ تک پہنچانے والا ہے اور اس کے دار کرامت (جنت) تک رسائی کرانے والا ہے۔ اور یہی راہ اعتدال ہے' جو سہل وآسان بھی ہے اور مختصر و جامع بھی۔

''اس کی اتباع کرو۔'' کا جو حکم ہے' اس کا مطلب ہے کہ تمہاری فوز وفلاح کا دارو مدار اس کی اتباع پر ہی ہے۔ اور اس کی اتباع سے ہی تمہاری آرزوؤں کی تکمیل اور تمہاری مسرتوں کی تحصیل ہو سکے گی۔

''اور (مختلف) راہوں کی پیروی نہ کرو'' کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے خلاف جو بھی راستے ہیں ان پر قدم نہ رکھنا۔

''یہ (مختلف راہیں) تمہیں اس کے (سیدھے) راستے سے جدا کردیں گی۔'' کا معنی ہے کہ اگر تم نے اس راستے کے علاوہ کوئی راستہ اپنایا تو تم گمراہی کے عمیق غاروں میں بھٹک جاؤ گے' اس کے راہ مستقیم سے ہٹ کر دائیں بائیں فرقہ بندیوں کی پگڈنڈیوں میں بٹ جاؤ گے' اور جب تم اس جادۂ حق سے دور چلے جاؤ گے تو پھر دوزخ تک پہنچانے والے راستے ہی رہ جائیں گے اور کوئی راستہ نہ ہوگا۔''

---

[۱] ابن ماجه المقدمة: باب اتباع سنة رسول الله ﷺ (ح ۱۱) لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''هذا سبیل الله۔'' واللہ اعلم''!

''اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی وصیت کرتا ہے۔'' یعنی جب تم اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ یہ طریقہ اختیار کرو گے جو کہ علم و عمل سے لبریز ہے' تو تم متقی اور اللہ تعالیٰ کے کامیاب بندوں میں شمار ہو گے۔

ایک اہم نکتہ

اس آیت مبارکہ میں لفظ ''صراط'' (راستہ) واحد ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے میرا راستہ کہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ راہ ہدایت ایک ہی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے اور کوئی نہیں جبکہ گمراہی کی طرف لے جانے والے راستے بے شمار ہیں۔

۳ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا

یہ شرانگیزیوں سے بچاؤ کی تیسری تدبیر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴾ (الطلاق: ۶۵/ ۲)

''اور جو بھی اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔''

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا دیگر ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (اعراف: ۷/ ۱۵۶)

''اور میری رحمت ہر چیز پہ چھائی ہے' عنقریب میں اسے ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا' جو پرہیز گار ہوئے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔''

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ (حم السجدہ: ۴۱/ ۱۸)

''اور ہم نے نجات دی ان کو جو ایمان لائے اور وہ پرہیز گار تھے۔''

اللہ عزوجل تعالیٰ کا تقویٰ مشکلات حل کرتا ہے اور شر و فتنے دور کرنے اور بندے پر سے ان کا بوجھ اٹھانے میں دور رس اثرات رکھتا ہے۔ بندہ جس قدر بھی اپنے رب سے ڈرتا رہے گا اور خلوت و جلوت میں جس قدر بھی اس کا خیال رکھے گا' تو اللہ تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ اس سے بلائیں اور آزمائشیں اپنے خاص حکم سے دور کرتا رہے گا۔

۴ اللہ پر توکل و بھروسہ اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کرنا

جنوں کی شرارتوں وغیرہ سے بچاؤ کی چوتھی تدبیر یہ ہے' کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیا جائے اور اپنے تمام معاملات کو اللہ کی طرف تفویض و سپرد کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾ (الطلاق: ۶۵/ ۳)

''اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے' پس اسے وہی (اللہ ہی) کافی ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی مدافعت میں فرعون کے دربار میں ان کے ایک صحابی کی تقریر نقل فرمائی' اس کا آخری جملہ تھا:

﴿ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴾ (مومن: ۴۰/ ۴۴)

''اور میں اپنا معاملہ اللہ کی طرف سونپتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ ابراہیم علیہ السلام جب آتش نمرود میں جھونکے گئے۔ اور اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غزوۂ احد کے بعد زخم خوردگی کی حالت میں یہ خوفناک اطلاع ہوئی کہ قریش تم پر دوبارہ حملہ آور ہونے کے لیے جمع ہو رہے ہیں' ان سے ڈرو' تو بجائے خوف زدہ ہونے کے ان کے ایمان میں ترقی ہوئی۔ ان دونوں عظیم الشان پیغمبروں نے اس وقت یہ ترانہ توحید اپنی زبانوں پر جاری کیا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ[1]

---

[1] بخاری۔ کتاب التفسیر' سورۃ آل عمران: باب قوله (الذين قال لهم الناس------) (ح ۴۵۶۳)

"کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔"

⑤ خلوص دل سے اللہ کی جانب جھکنا اور نافرمانیوں سے توبہ کرنا

پانچویں تدبیر یہ ہے کہ انسان خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ رکھے اور گناہوں اور نافرمانیوں کو چھوڑے اور سچی توبہ کرے اور جو کسی کے حقوق دبا رکھے ہیں یا زیادتیاں کی ہیں ان سے معاملہ صاف کر کے پختہ توبہ کرے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾

(الشوریٰ : ۴۲/ ۳۰)

"اور جو بھی تمہیں مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور ابھی وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔"

گویا بہت سی شر انگیزیاں اور مصیبتیں و مشکلیں وقوع پذیر ہی گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب سے ہوتی ہیں اور ان کا خود بنیادی سبب بندے کی اپنی ظالمانہ کاروائیاں ہی ہوتی ہیں۔

تو گویا دوسری طرف گناہوں سے توبہ' معصیت سے باز آنا اور ظلم سے ہتھیائی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو لوٹانا' یہ سب کے سب کام اللہ کے حکم سے بلاؤں کے دور کرنے کا باعث ہیں۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۝﴾

(الطلاق : ۶۵/ ۳)

"اور جو بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لیے اس کے معاملہ کو آسان کر دیتا ہے۔"

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝﴾ (الطلاق : ۶۵/ ۲)

''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لیے نجات کی راہ بنا دیتا ہے۔''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَتُوبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾

(النور: ۲۴/ ۳۱)

''اور اے ایماندارو سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

۶ احکام الٰہی کی نگہداشت کرنا

چھٹی حفاظتی تدبیر یہ ہے' کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کی جائے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس کی سید الاولین والاخرین نے وصیت کی ہے' کہ جو اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی نگہبانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر برائی' پریشانی سے محفوظ فرمائے گا۔

اللہ (کے احکام) کی حفاظت ونگہبانی کا مطلب ہے اس کے احکام کی اتباع کی جائے اور اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو وجود بخشا' وہی اس کا نگران اعلیٰ ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝﴾ (یوسف: ۱۲/ ۶۴)

''پس اللہ تعالیٰ ہی بہترین نگہبان ہے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

اس کی مزید تفصیل حدیث میں آئی ہے' کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں' جو یہ ہیں' کہ اللہ (کے احکام) کی حفاظت کرو! وہ تیری حفاظت کرے گا' تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کرے گا' تو اسے اپنے سامنے پائے گا جب بھی مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب بھی مدد کے لیے پکارے تو اللہ ہی سے مدد مانگ' اور جان لے اگر ساری امت کے افراد جمع ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہیں' تو تجھے نفع نہ پہنچا سکیں گے' سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھا ہے۔ اور ساری امت جمع

ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو تجھے نقصان نہ پہنچا سکیں گے' سوائے اس کے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھا ہے۔ قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔[1]

یعنی ہر چیز تقدیر میں لکھ کر قلمیں رک گئی ہیں اور جو لکھا گیا ہے وہ پختہ ہو چکا ہے۔

⑦ عمل صالح (نیک اعمال) بجا لانا

مصائب و حوادث' نیز جنوں سے بچاؤ کی ساتویں تدبیر یہ ہے' کہ انسان اللہ کے ہاں عمل صالح اختیار کرے اور ان کے ذریعہ سے قرب الٰہی کا طلبگار ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: ١٦/ ٩٧)

''اور جو بھی نیک عمل کرے گا' مرد ہو یا عورت' اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو' ہم ضرور اسے زندگی دیں گے اچھی زندگی اور ضرور اسے اجر دیں گے (اس کے بدلہ میں کہ) جو وہ بہترین عمل کرتے تھے۔''

نیک اعمال کی فضیلت میں اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت ڈھونڈنے کے بارے میں صحیح بخاری میں مذکور ان تین آدمیوں کا واقعہ بہت بڑی دلیل ہے' جنہوں نے غار میں پناہ لی' جب ایک چٹان غار کے دھانے پر لڑھک کر آ گری تھی' جس سے وہ غار میں بند ہو گئے تھے۔ اس وقت انہوں نے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ سے وسیلہ طلب کیا تھا اور ان میں سے ہر ایک یہ کہہ رہا تھا:

((اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ))[2]

''اے میرے اللہ!..... اگر میں نے تیری خوشنودی طلب کرتے ہوئے یہ کام کیا تھا تو جس گھٹن (غار) میں ہم بند ہیں اس سے ہمیں نجات دلا دے۔''

---

[1] مسند احمد (١/ ٢٩٣) ترمذی۔ کتاب صفة القیامة: باب ٥٩ (ح ٢٥١٦)

[2] بخاری۔ کتاب الاجارة: باب من استاجر اجیر افترك اجره...... (ح ٢٢٧٢)
مسلم۔ کتاب الذکر والدعا: باب قصة اصحاب الغار الثلاثة (ح ٢٧٤٣)

⑧ دین پر استقامت اختیار کرنا

بچاؤ کی آٹھویں تدبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین پر مضبوطی اور مستقل مزاجی سے چلا جائے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ○ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ○ ﴾ (حم السجدہ: ۴۱/ ۳۰، ۳۱)

''بے شک جن لوگوں نے کہا' ہمارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے' پھر اس بات پر استقامت اختیار کی' تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ نہ تم ڈرو اور نہ ہی غم کھاؤ اور خوش ہو جاؤ اس جنت کے ساتھ جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ ہم تمہارے دنیا کی زندگی اور آخرت میں دوست ہیں اور تمہارے لیے اس جنت میں وہ سب کچھ موجود ہو گا جس کی تمہارے دل تمنا کریں گے اور تمہارے لیے وہاں وہ سب کچھ ہو گا جس کا تم اشارہ کرو گے۔ یہ تمام میزبانی ہو گی بخشنے والے رحم کرنے والے رب کریم کی جانب سے۔''

⑨ نمازوں کی حفاظت کرنا

بچاؤ کی تدابیر میں سے ایک تدبیر نمازوں کی حفاظت کرنا ہے' خصوصاً نماز فجر کی حفاظت کرنا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ○ ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۳۸)

''حفاظت کرو نمازوں کی خصوصاً درمیانی نماز کی۔''

حدیث شریف میں آتا ہے:

سیدنا جندب بن سفیانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ لَا يَطْلُبَنَّكَ

اللّٰہُ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ))[1]

"جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں آ جاتا ہے۔ اے آدم کے بیٹے دیکھ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ذمہ سے کسی بھی چیز کے کے متعلق ہرگز نہ طلب کرے (یعنی نمازوں کا خیال رکھنا کہیں نمازیں ضائع کر کے زیر عتاب نہ آ جانا)۔"

۱۰ صدقات وخیرات کا اہتمام کرتے رہنا

آفات سے بچاؤ کی دسویں تدبیر یہ ہے کہ صدقات و خیرات کئے جائیں اور نیک کام سرانجام دیئے جائیں۔ اور ضرورت مند اور محتاج لوگوں کی حاجت برآری کرنی چاہیے۔

چنانچہ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ))۔[2]

"بے شک پوشیدہ صدقہ کرنا رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو ٹالتا ہے۔"

نیز نبی ﷺ سے یہ بھی مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا۔))[3]

"صبح جلدی صدقہ کیا کرو کیونکہ مصیبت اس کو عبور نہیں کر سکتی۔"

نیز نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا وَتَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ السُّوْءِ۔))[4]

---

[1] مسلم۔ کتاب المساجد: باب فضل صلوۃ العشاء والصبح فی جماعۃ (ح ۶۵۷)

[2] ترمذی۔ کتاب الزکاۃ: باب ماجاء فی فضل الصدقة (ح ۶۶۴) اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ضعیف سنن الترمذی (۱۰۵/ ۶۶۴)

[3] طبرانی فی الاوسط کما فی المجمع (۳/ ۱۰۰) وفیه عیسیٰ بن عبدالله بن محمد وهو ضعیف۔ وضعفه الالبانی رحمہ اللہ فی تخریج المشکاۃ (۱/ ۵۹۱ ارقم ۱۸۸۷)

[4] طبرانی فی الکبیر (۴/ ۳۲۷) مختصراً بشطر آخر فی مجمع الزوائد (۳/ ۱۰۹)وفیه حماد بن شعیب وهو ضعیف

"پیداوار و آمدن کے موقع پر جلدی صدقہ کیا کرو کیونکہ آزمائش اسے عبور نہیں کر سکتی' اور یہ مصیبت کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔"

وہ ذرائع اور طریقے جن کی وجہ سے مصیبتوں سے بچاؤ رہتا ہے' ان میں سے گویا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ فقراء اور حاجت مندوں پر صدقہ و خیرات کیا جائے۔ کیونکہ صدقہ و خیرات کرنے سے بہت سے شر وفتن دور ہوتے ہیں' یا ان میں تخفیف ہوتی ہے۔ اور یہ بات تجربہ میں آ چکی ہے۔ لیکن مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ جو بھی صدقہ و خیرات میں صرف کرے وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر اور خوشدلی سے خرچ ہو۔ اسی طرح کسی بیمار کا بذریعہ دواء وغیرہ علاج کرنے میں بھی صدقہ و خیرات بہت بڑی تاثیر رکھتا ہے۔ نبی ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((دَاوُوا مَرْضَاكُم بِالصَّدَقَةِ))۔[1]

"اپنے مریضوں کا بذریعہ صدقہ علاج کرو۔"

کار خیر اختیار کرنے میں اور دوسروں کو نفع پہنچانے میں بہت سے مشکل حالات کا دفاع ہوتا ہے اور بہت سی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اس بارے میں ہمارے نبی محمد ﷺ کی خصوصی وصیت بھی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ))۔[2]

"تم میں سے جو بھی اپنے بھائی کو (دواء دارو یا دم وغیرہ کے ذریعہ سے) فائدہ پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہؤا سے فائدہ پہنچانا چاہیے۔"

نیز نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ اچھا وہ لگتا ہے' جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچائے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا وہ عمل لگتا ہے' جس سے مسلمان کو مسرت حاصل ہؤ یا اس کی پریشانی حل ہو۔ یا اس کا قرض ادا ہؤ یا مسلمان کی

---

[1] صحیح الجامع (۳۳۵۸) بحوالہ ابو الشیخ فی الثواب

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب استحباب الرقیۃ من العین والنملۃ...... (ح ۲۱۹۹)

بھوک دور ہو۔“

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”میں کسی مسلمان کے کام کے لیے اس کے ساتھ پیدل چلوں' یہ مجھے ایک ماہ کا اعتکاف کرنے سے زیادہ پیارا لگتا ہے' اور جس نے اپنا غضب روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی کر دے گا اور جس نے غصہ کا ایک گھونٹ پی لیا' جب کہ وہ چاہتا تو اسے نافذ کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا دل اپنی خوشنودگی سے بھر دے گا۔ اور جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برآری کرتا ہے اور اس کے ساتھ چلتا ہے یہاں تک کہ اسے پورا کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے قدم اس دن مضبوط رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا جائیں گے۔ بداخلاقی اعمال کو اس طرح خراب کرتی ہے' جس طرح سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔“[1]

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ (الحج : ۲۲/ ۷۷)

”اور بھلائیاں (نیکیاں) کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

⑪ تصاویر سے گھر کو صاف رکھنا

گیارھویں تدبیر یہ ہے کہ گھر کو تصاویر اور مجسموں سے پاک صاف کر دیا جائے۔ کیونکہ رحمت والے فرشتے اس گھر میں داخل ہی نہیں ہوتے جس میں مجسمے اور تصویریں ہوں۔ اور ظاہر ہے جس گھر سے رحمت والے اور محافظ فرشتے نکل جائیں تو شیطان اس میں ڈیرے جما لیتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ تَصَاوِيرُ))[2]

”اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیاں یا تصویریں ہوں۔“

---

[1] طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳۵۴) وفی الصغیر (۲/ ۳۵) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان (ح ۲۱۱۲)

⑫ تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی پر مداومت کرنا

بچاؤ کی ایک تدبیر یہ ہے کہ قرآنی سورتوں اور آیات کی تلاوت اور بعض اذکار و اوراد پر مداومت (ہمیشگی) کی جائے۔ کیونکہ ذکر الٰہی' تلاوت قرآن اور مسنون اوراد و وظائف پر محافظت و مداومت برائیوں اور تکلیفوں کو دور کرنے میں اور حکم الٰہی سے انہیں زائل کرنے میں گہرا اثر رکھتی ہے۔ یونس علیہ السلام کے بارے میں' جس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں پھنس گئے تھے' فرمایا:

﴿ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ○ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ ﴾ (الصافات: ۳۷/ ۱۴۳، ۱۴۴)

''اگر وہ تسبیح نہ کرتے تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں ہی ٹھہرے رہتے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذکر الٰہی میں قریب قریب ایک سو فائدے ہیں۔ ان میں سے ایک شیطان کو دھتکارنا' اس کا قلع قمع کرنا اور اس کے زور کو توڑنا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ○ ﴾ (طه: ۲۰/ ۱۲۴)

''اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیر لیا بے شک اس کی گزران تنگ ہوگی۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ ﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۳۶)

''اور جو بھی رحمٰن کے ذکر سے اندھا ہوا' ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں' جو اس کا ہم نشین بن جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کا مفہوم اس کے اتارے ہوئے ذکر یعنی قرآن سے اعراض کو بھی شامل ہے' ہمارے مولیٰ سبحانہ' نے ہمارے لیے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی کی سنت میں ایسے اذکار مشروع قرار دیئے ہیں جو ہم سے جنوں اور انسانوں کی شرارتوں کو دور کرتے ہیں' بلکہ دنیا کی تمام شرارتوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اگلے باب میں' ان میں سے بعض نفع بخش اذکار آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب : ۲

جنات اور شیاطین کو بھگانے کے لیے

مؤمن کے ہتھیار

① سورۂ بقرہ کی تلاوت کے اثرات

سورۂ بقرہ کی تلاوت شیطانوں کو گھروں سے نکال دیتی ہے۔ جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَّقَابِرَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَءُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ))[1]

”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ' بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔“

نیز: سیدنا ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِقْرَاءُوْا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِهٖ' اِقْرَاءُوْا الزَّهْرَاوَیْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا یَاْتِیَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْغَیَایَتَانِ اَوْکَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا' اِقْرَاءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَکَةٌ وَتَرْکَهَا حَسْرَةٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُهَا الْبَطَلَةُ))[2]

---

[1] مسلم۔ کتاب صلوۃ المسافرین: باب استحباب صلوۃ النافلۃ فی بیته (ح ۷۸۰)

[2] مسلم۔ کتاب صلوۃ المسافرین: باب فضل قراء ة القرآن و سورۃ البقرۃ (ح ۸۰۴)

''قرآن پاک پڑھا کرو' کیونکہ یہ روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔ اور خصوصاً دو چمکدار سورتیں بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو' یہ روز قیامت پڑھنے والے پر ابر رحمت بن کر چھا جائیں گی' یا پر پھیلائے ہوئے پرندوں کی مانند پڑھنے والوں پر منڈلانے لگیں گی اور پڑھنے والوں کی جانب سے رہائی کے لیے دربار الٰہی میں بحث کریں گی۔ اور سورۂ بقرہ پڑھا کرو' بے شک اس کو اختیار کرنا باعث برکت ہے اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔ اور باطل پرست اسے پانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔''

سیدنا معاویہ بن سلام (راوی حدیث) کہتے ہیں: ''اس حدیث میں باطل پرستوں سے مراد جادوگر ہیں۔''

④ سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت وفوائد

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے صدقۂ فطر کی نگہبانی میرے سپرد کی۔ ایک آنے والا آیا اور اناج کی لپیں بھر بھر کر دامن میں ڈالنا شروع کر دیں۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا ''میں تجھے بہرصورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا.......... آگے مکمل حدیث بیان کی' کہ یہ واقعہ تین دن پیش آتا رہا۔ جب میں نے تیسرے دن پختہ عزم کا اظہار کیا' کہ تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا' تو اس نے کہا: ''مجھے چھوڑ دے' میں تجھے (اس کے بدلہ میں) کچھ کلمات سکھاؤں گا جن سے اللہ تجھے فائدہ دے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا:

((اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْكُرْسِيِّ لَمْ یَزَلْ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا یَقْرَبَنَّكَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَیْطَانٌ))[1]

---

[1] بخاری۔ کتاب فضائل القرآن: باب فضل سورة البقرة (ح ۵۰۱۰) رواه مطولا فی کتاب الوکالة

''جب تُو بستر پر لیٹے تو آیۃ الکرسی پڑھ لے اس سے تیرے ساتھ اللہ کی جانب سے نگہبان (فرشتہ) مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ پھٹکے گا۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہؓ! تم سے اس نے سچ کہا۔ مگر وہ جھوٹا ہے' وہ شیطان تھا۔''

۳ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کا ہر شر سے کفایت کرنا

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہر شر اور ہر موذی چیز سے کفایت کرتی ہیں۔ ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ مَنْ قَرَءَ هُمَا فِی لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ شَرَّ ما یُؤْذِیْہِ))[1]

''دو آیتیں سورت بقرہ کے آخر میں' جو بھی رات کو انہیں پڑھے گا یہ اسے ہر موذی اور شر انگیزی سے کفایت کریں گی۔''

سماحۃ الشیخ علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْمَعْنٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کَفَتَاہُ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ))

کہ یہ دونوں آیتیں ہر قسم کی پریشانی اور برائی سے کفایت کرتی ہیں (خواہ موذی ہو یا نہ ہو۔)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَلصَّحِیْحُ کَفَتَاہُ شَرَّ مَا یُؤْذِیْہِ))[2]

صحیح مفہوم یہ ہے کہ ہر موذی چیز سے یہ دونوں آیتیں کفایت کرتی ہیں۔

---

[1] بخاری۔ کتاب فضائل القرآن: باب من لم یر بأسا ان یقول سورۃ البقرۃ .... (ح ۵۰۴۰)
مسلم کتاب: صلوۃ المسافرین: باب فضل الفاتحۃ و خواتیم سورۃ البقرۃ (ح ۸۰۷، ۸۰۸)
آخری الفاظ ''شر مایؤذیہ'' مجھے نہیں ملے۔ (کاشف)

[2] (الوابل الصیب ص ۴۵۔ ابن قیم رحمہ اللہ)۔

④ معوذتین اور سورۂ اخلاص پڑھنا

شیطانی شرارتوں سے محفوظ رکھنے والے اسباب میں سے دونوں آخری سورتیں (معوذتین) اور سورۂ اخلاص کی قراءت کرنا بھی ہے۔ اور یہ بھی ہر موذی شے سے کفایت کرتی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جو کہ بارش والی اور شدید تاریک تھی، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے تاکہ آپ تشریف لاکر ہمیں نماز پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا (قُلْ) کہو! مگر میں نے کچھ نہ کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)) الخ

''جب تم صبح و شام انہیں تین تین مرتبہ پڑھو گے، تو تمہیں یہ ہر چیز سے کفایت کریں گی۔''[1]

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وقِرَاءَ ةُ السُّوَرِ الثَّلَاثِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فِیْ اَوَّلِ النَّهَارِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ فِیْ اَوَّلِ اللَّيْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ))

''ان تینوں سورتوں کو بعد از نماز فجر شروع دن میں تین تین مرتبہ پڑھنا ہے۔ اور اسی طرح شروع رات میں بعد از نماز مغرب تین تین مرتبہ پڑھیں، تو مذکورہ فضیلت حاصل ہوگی۔'' (ان شاء اللہ)

⑤ حادثات سے بچاؤ کے لیے خصوصی وظیفہ

درج ذیل دعاء تین مرتبہ صبح و شام پڑھیں:

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الادب: باب ما یقول اذا اصبح (ح ۵۰۸۲)
ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب (۱۱۶/ ۱۲۷) الدعاء عند النوم (ح ۳۵۷۵)
نسائی۔ کتاب الاستعاذة: باب ماجاء فی سورة المعوذتين (ح ۵۴۳۰)

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ))
''اللہ کے نام سے کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی بھی چیز' تکلیف نہیں دے سکتی نہ زمین میں' نہ ہی آسمان میں۔ اور وہ سننے والا' جاننے والا ہے۔''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ یہ مذکورہ دعاء ہر صبح و شام تین مرتبہ پڑھے گا تو کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔''[1]

⑥ ہر کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھیں

شیطانی اثرات سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ ہر اچھے کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا۔ تو سواری والا جانور ٹھوکر کھا گیا' تو میں نے کہا ''برا ہو شیطان کا''! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس موقعہ پر یہ نہ کہو' کہ برا ہو شیطان کا' جب تم یہ کہو گے تو وہ پھولا نہیں سماتا' یہاں تک کہ وہ گھر کے کمرے کی طرح پھول جاتا ہے اور فخریہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی قوت سے اسے گرایا ہے' اس کی بجائے یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ ' جب تم یہ کہو گے تو وہ حقیر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔''[2]

دوران علاج ہمارے سامنے بہت سے ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ جب ہم پڑھائی کرنے کے بعد لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اس دورہ کی کیا وجہ ہے؟ تو جن ان

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الادب: باب ما یقول اذا اصبح (ح ۵۰۸۸) ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا امسی (ح ۳۳۸۸) ابن ماجہ۔ کتاب الدعاء: باب مایدعوبه الرجل و اذا امسی (ح ۳۸۶۹)

[2] ابو داؤد۔ کتاب الادب: باب (۷۷/ ۸۵) (ح ۴۹۸۲) مسند احمد (۵/ ۵۹)
ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور نسائی نے الکبریٰ (۶/۱۴۲) میں مذکورہ صحابی کے نام اسامہ بن عمیر کے ساتھ روایت بیان کی ہے۔

مریضوں کی زبانی بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اور جب ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے' اس مریض کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟ تو وہ دورہ زدہ کی زبانی بتاتا ہے کہ اس نے پتھر پھینکا تو بِسْمِ اللّٰہِ نہ کہا' یہ کام کیا تو بِسْمِ اللّٰہِ نہ کہا۔

لہٰذا ہر مسلمان کے لیے مناسب یہی ہے کہ اس کی ہر حرکت بِسْمِ اللّٰہِ کے ساتھ ہو۔ حتی کہ دروازہ تک بھی کھولے تو بِسْمِ اللّٰہِ کہے۔ یہاں تک کہ کوڑا پھینکے تو بھی بِسْمِ اللّٰہ کہنا نہ چھوڑے۔

⑦ جنات کی شر انگیزی اور شرارت سے بچاؤ کا خصوصی طریقہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا یہ بھی جنات سے بچاؤ کے لیے خصوصی دعاء ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝﴾ (حم السجدہ : ۴۱/ ۳۶)

''اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ سے پناہ طلب کرو' یقیناً وہ بہت ہی سننے والا ہے۔'' نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝﴾ (النحل : ۱۶/ ۹۸-۱۰۰)

''اور جب تُو قرآن کی قراءت کرے تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر' بے شک ان لوگوں پر اس کا غلبہ نہیں جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اس کا غلبہ انہی لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو مشرک ہیں۔''

⑧ اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کرنا

ایک اور خصوصی طریقہ کہ جس سے شیطان سے بچاؤ رہتا ہے' یہ ہے کہ انسان جس

منزل پر بھی اترے اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ ہر مخلوق کی شر سے پناہ طلب کرے۔

جیسے کہ سیدنا خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی کسی منزل پر اترے اور درج ذیل دعاء پڑھے' تو اس کے اس منزل سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچائے گی۔

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) [1]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں' ہر اس چیز کی برائی سے جسے اس نے پیدا کیا۔''

اسی طرح سیدنا ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ کہنے لگا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! گزشتہ شب مجھے بچھو نے ڈس لیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے شام کے وقت یہ (درج ذیل سابقہ حدیث والے) الفاظ کہے ہوتے تو یہ واقعہ پیش نہ آتا۔''

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ)) [2]

سماحۃ الشیخ علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَعِنْدَ نُزُوْلِ اَيِّ مَنْزِلٍ فِي الْبِنَاءِ اَوِالصَّحْرَاءِ اَوِ الْجَوِّ اَوِ الْبَحْرِ)) [3]

''یعنی یہ دعاء رات ہو' دن ہو' کوئی بھی منزل ہو' عمارت ہو' صحراء ہو' فضاء ہو یا سمندر ہو' ہر مقام کے لیے یکساں مفید ہے۔''

ہمارے تجربہ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ جنات زیادہ تر جنگلوں اور صحراؤں اور گھاٹیوں میں رہتے ہیں۔ مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ جب وہ کسی بھی منزل میں

---

[1] مسلم۔ کتاب الذکر والدعا: باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء (ح ۲۷۰۸)

[2] مسلم حوالہ سابق (ح ۲۷۰۹)

[3] رسالة فی حکم السحر والکهانة لابن باز رحمہ اللہ ص ۷۶

اترے' مکان ہو' یا کوئی بھی مقام ہو وہ مذکورہ دعاء کے ذریعہ سے اپنا تحفظ کر لیا کرے۔

اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ گھبراہٹ میں کامل کلمات الٰہی کے ذریعہ سے پناہ ڈھونڈے' جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے (عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں) کہ نبی ﷺ انہیں گھبراہٹ سے بچنے کے لیے درج ذیل کلمات سکھاتے تھے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ))[1]

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ' اس کے غضب سے' اور اس کے بندوں کی برائی سے' اور شیطانوں کے وسوسوں سے' اور یہ کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

بلکہ مذکورہ فرمان نبوی درج ذیل حکم الٰہی کی تعمیل اور عملی تعبیر ہے' جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ○ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○﴾

(المومنون : ۲۳/ ۹۷، ۹۸)

''کہہ دیجئے اے میرے رب!...... میں تیری پناہ مانگتا ہوں' شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

جب انسان گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے تو اس کا دل کمزور پڑ جاتا ہے اور شیطان اس پر قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس طرح اسے انسان پر حقیقت خلط ملط کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گھبراہٹ کے موقع پر شیاطین سے اللہ کی پناہ کی دعاء مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس حالت میں ان کے حاضر ہونے سے پناہ مانگنے کا کہا گیا ہے۔ اور حدیث میں

---

[1] ابو داؤد کتاب الطب: باب کیف الرقی (ح ۳۸۹۳) ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب (۹۳) (ح ۳۵۲۸)

اس کا طریقہ بھی بتا دیا گیا۔

⑨ سو بار پڑھنے کا نفع بخش وظیفہ

دن بھر جنات سے محفوظ رہنے کے لیے درج ذیل حدیث میں وارد دعاء سو مرتبہ پڑھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ یہ دعاء پڑھے گا' تو اسے دس گردنیں (غلام) آزاد کرنے کے برابر اجر ملے گا' اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں' اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں' اور اس کی شیطان سے سارا دن' شام تک حفاظت ہو جاتی ہے' اور کسی دوسرے کا اس کے برابر عمل نہیں ہوسکتا' مگر اس آدمی کا عمل اس سے بہتر ہوگا' جو اس سے افضل کام کرے گا۔ وہ دعاء یہ ہے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ))

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو کہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

اور جس نے ایک دن میں سو مرتبہ کہا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ))

''کہ اللہ پاک ہے اپنی تعریفات کے ساتھ۔''

تو اس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔[1]

⑩ گھر میں داخل ہوتے وقت شیطان سے دامن چھڑانے کا طریقہ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں' میں نے نبی ﷺ سے سنا'

[1] بخاری۔ کتاب بدء الخلق: صفة ابليس وجنوده (ح ۳۲۹۳)
مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء (ح ۲۶۹۱)

آپ ﷺ فرماتے ہیں' جب آدمی گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور کھانا کھانے کے وقت بھی ذکر کرے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے:

((لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ))

''نہ تو تمہارے لیے شب بسری کی جگہ رہی ہے اور نہ ہی کھانا رہا ہے۔''

اور جب آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا' تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے:

((اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ))

''تم نے شب بسری کی جگہ پالی۔''

اور جب کھانا کھاتے ہوئے آدمی اللہ کا ذکر نہیں کرتا' تو شیطان کہتا ہے:

((اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ))[1]

''تم نے شب بسری کی جگہ بھی پالی اور شام کا کھانا بھی پالیا۔''

(11) گھر سے نکلتے وقت شیطان سے حفاظت کا طریقہ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی گھر سے نکلتے وقت درج ذیل دعاء پڑھے گا' تو اس کے لیے اعلان کیا جاتا ہے' کہ تجھے ہر معاملہ میں کفایت کی گئی اور راہنمائی کی گئی اور شیطان اس سے دور چلا جاتا ہے'':

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))[2]

''میں اللہ کے نام پر بھروسہ کرتے ہوئے نکلتا ہوں' نہیں طاقت برائی سے پھرنے کی اور نہیں قوت نیکی کرنے کی' مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ۔

---

[1] مسلم۔ کتاب الاشربۃ: باب آداب الطعام والشراب (ح ۲۰۱۸)

[2] ابو داؤد کتاب الادب: باب ما یقول اذا خرج من بیتہ (ح۵۰۹۵)
ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب ما جاء ما یقول اذا خرج من بیتہ (ح ۳۴۲۶)

⑫ جماع کے وقت شیطان سے حفاظت کا طریقہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی اہلیہ کے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اور اس وقت درج ذیل دعاء پڑھے تو اگر ان کی قسمت میں اولاد ہوگی تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا:

((بِاسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا))[1]

''اللہ کے نام کے ساتھ' اے میرے اللہ! دور رکھ ہم سے شیطان کو اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو ہمیں (اولاد) دے۔''

⑬ بیت الخلاء جاتے وقت شیطان سے حفاظت کا طریقہ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت درج ذیل دعاء پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))[2]

''اے میرے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں خبیث (نر) جنوں اور خبیث (مادہ) جنوں سے۔''

نوٹ: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جن قضائے حاجت کی جگہوں کو اپنا مسکن بناتے ہیں اور وہیں زیادہ تر پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ کرے تو لازماً مذکورہ دعاء کو پڑھ لیا کرے۔

تنبیہ: جنات کی رہائش گاہوں اور بلوں سے احتراز

شریر جنات سے احتراز کے لیے بلوں اور زمین کی دراڑوں میں پیشاب نہیں کرنا

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب ما یقول الرجل اذا اتی اهله (ح ۵۱۶۵)
مسلم۔ کتاب النکاح: باب ما یستحبه ان یقول عند الجماع (ح ۱۴۳۴)

[2] بخاری۔ کتاب الوضوء: باب ما یقول عند الخلاء (ح ۱۴۲)
مسلم۔ کتاب الحیض: باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء (ح ۳۷۵)

چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ))

''تم میں سے کوئی کسی سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔''

لوگوں نے پوچھا' ''اے ابو قتادہؓ! سوراخ میں پیشاب کرنے سے کیوں ممانعت آئی ہے؟'' فرمایا: ''کہا گیا ہے کہ یہ جنوں کی رہائش گاہیں ہوتی ہیں۔''[1]

⑭ غصہ کے وقت شیطان سے بچاؤ کا طریقہ

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باہم گالم گلوچ ہوئے' ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے' ان میں سے ایک نے دوسرے کو بہت ہی برا بھلا کہا اور شعلۂ غضب سے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا گردن کی رگیں پھول چکی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ کہے تو اس کا تمام غصہ ختم ہو جائے۔ وہ کلمہ یہ ہے: **''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ''** (کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے۔) ایک آدمی نے اس غصہ میں لبریز آدمی سے کہا: ''کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن نہیں رہا؟'' اس نے کہا ''میں کوئی پاگل نہیں ہوں۔''[2]

❀❀❀

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الطهارة باب النهی عن البول فی الجحر (ح ۲۹)
نسائی۔ کتاب الطهارة: باب کراهية البول فی الجحر (ح ۳۴) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ضعیف سنن ابی داؤد (۸/ ۲۹) وغیرہ۔

[2] بخاری۔ کتاب الادب: باب الحذر من الغضب (ح ۶۱۱۵)
مسلم۔ کتاب البر و الصلة: باب فضل من یملك نفسه عندالغضب (ح ۲۶۱۰)

باب : ۳

جنات انسان کو کیوں اور کیسے چمٹتے ہیں؟

(ان حالات کا بیان کہ جن میں جنات انسان کو چمٹ جاتے ہیں)

جن چمٹنا کیا ہے؟ (مس کی) کی تعریف

عربی لغت میں جنوں کے انسان کو چمٹنے یا چھونے کو ''مَسّ'' کہتے ہیں۔
پھر بعد میں یہ لفظ ''مَسّ'' جنون کے لیے بھی استعمال ہونے لگا۔ کیونکہ جنون کی کیفیت بھی گویا اسی طرح ہوتی ہے جیسا کہ جن چمٹے ہوئے ہوں۔ کہا جاتا ہے: بِهِ مَسٌّ مِنْ جُنُوْنٍ (کہ فلاں کو جنون زدگی ہے)
عام مَسّ کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ انسان کو جن اس کے جسم سے باہر یا اندر سے یا دونوں جانب سے ہی اذیت پہنچائے' یہ (مس) مرگی سے زیادہ عمومیت کا معنی رکھتا ہے۔

مَسّ یا جن کے چمٹنے کی اقسام

① کلی طور پر ''مس'' اور وہ یوں ہے کہ جن جسد انسانی کو کلی طور پر اپنے کنٹرول میں کر لیتا ہے' اس شخص کی مانند کہ جسے اعصابی تشنج جکڑ لیتا ہے۔
② جزوی ''مس'' وہ یہ ہے کہ جن کا کسی ایک انسانی عضو کو پکڑ لینا' مثلاً بازو' پاؤں' یا زبان وغیرہ۔
③ دائمی ''مس'' وہ یہ ہے کہ جن جسم انسانی میں طویل مدت تک ٹھہرا رہے۔
④ مس طائف (گردش کی مانند چھونا:) یہ کیفیت چند لمحات سے زیادہ جاری نہیں رہتی' جیسا کہ مرگی کی بیماری کے ابتدائی جھٹکے لگتے ہیں۔

جنات کیوں چمٹتے ہیں؟

مَسّ یا جن زدگی کی حقیقت معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اکثر ہر مرض کے اسباب ہی اس مرض پر دلالت کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ حالات و اسباب ہی مرض کی معتبر علامت بن جاتے ہیں۔ لہٰذا معالج کے لیے بہت ہی ضروری ہے کہ وہ پیش آمدہ بیماری کی اچھی طرح تحقیق کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی علامات کو بغور ملاحظہ کرے۔ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق سے ہوسکتا ہے' اور پھر مہارت فن سے' یا تجربہ سے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ معالج صاحب امانت و دیانت بھی ہو' تب یہ چیز حاصل ہوگی۔

جن کا انسان کو چمٹ جانا یہ بھی انسانی بیماریوں میں سے ایک ہے' جو آدمی کو لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ جن کے جسم انسانی کو لگ جانے والی بیماری کی کیفیات بعض دوسری بیماریوں کی کیفیات کے ساتھ مشترک ہیں۔ اس لیے جن زدگی کی صحیح پہچان ایک تجربہ کار متقی آدمی ہی معلوم کرسکتا ہے' یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دم کرنے والوں پر اس حالت کے متعلق فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور ان کا ذہن کام ہی نہیں کرتا۔ ایک تشخیص کرتا ہے اور کہتا ہے: ''تجھے جن چمٹا ہوا ہے۔'' دوسرا کہتا ہے: ''تجھے جادو کا اثر ہے۔'' تیسرا کہتا ہے: ''تجھے نظر بد لگی ہوئی ہے۔''

لہٰذا جو بھی دم وغیرہ کرتا ہے اسے اللہ کا ڈر اور خوف رکھنا چاہئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو ضرور یاد رکھے:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۳۶)

''جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ' کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔''

مرض کی غلط تشخیص کرنے والے

آپ کو علم ہونا چاہئے کہ ان معاملات میں بغیر علم کے فیصلہ سنانے کے بہت ہی

برے اثرات مرتب ہوئے ہیں' جن کے نقصانات کئی لوگوں کے سامنے نمایاں ہو چکے ہیں۔ ہم اپنی بات پر بطور دلیل خود اپنا ایک مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ہم میں سے ایک دم پڑھنے والوں کو پیش آیا تھا' کہ ایک جواں سال لڑکی پر ہمارے ایک دم کرنے والے ساتھی نے دم پڑھا' تو وہ زمین پر گر پڑی اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ جب کہ دم پڑھنے والا مسلسل پڑھتا جا رہا تھا۔ دوران قراءت وہ لڑکی بولی: ''کیا مجھے جن لگا ہے؟'' دم پڑھنے والے نے اس سے کہا: ''نہیں'' اور اسے یقین دلایا کہ تجھے جن نہیں چمٹا' بلکہ تو خیریت سے ہے۔'' اور جب اسے اطمینان دلایا اور اسے خوف وحراس کی فضاء سے نکال کر پرسکون کر دیا' تو وہ نارمل حالت میں ہوگئی۔

بعد میں اس دم پڑھنے والے نے اس لڑکی کے بھائیوں سے پوچھا: ''اس کی یہ حالت کیوں اور کیسے ہوئی تھی؟'' انہوں نے بتایا کہ: ''ایک دم کرنے والا آیا تھا' اس نے کہا تھا کہ ''اسے جن چمٹا ہوا ہے۔'' تو یہ بات سن کر دراصل وہ لڑکی نفسیاتی دباؤ میں آگئی تھی' اس لیے اس کے بعد جب اس پر دم پڑھا جاتا تھا تو وہ گر پڑتی تھی۔ اور اب جب کہ اس کی نفسیاتی حالت کا دباؤ ختم ہوا تو وہ اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئی ہے۔

لہٰذا ہم یہ خصوصی درخواست کرتے ہیں کہ جو دم پڑھے وہ لاف زنی نہ کرے اور نہ ہی اٹکل پچو لگائے۔ بلکہ اصل حالت مدنظر رکھے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس طرح بعض دم پڑھنے والوں کو تشخیص میں غیر یقینی حالت پیش آتی ہے اور وہ کہہ دیتے ہیں کہ جن چمٹا ہوا ہے حالانکہ جن نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس سے ملتی جلتی حالت بعض ڈاکٹر حضرات کو بھی پیش آجاتی ہے کہ وہ جن زدہ کے بارے میں فیصلہ دے دیتے ہیں کہ اسے جن وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی جسمانی مرض ہے۔ خصوصاً وہ ڈاکٹر حضرات جو اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ جن' انسان کو لگ سکتا ہے' یا دورہ ڈال سکتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مریض کو اور کوئی بیماری نہیں ہوتی فقط جن لگا ہوتا ہے' مگر یہ ڈاکٹر حضرات اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ مریض پر یہ مرگی کے دورے اور قلق و

اضطراب کی نفسیاتی حالت طاری ہے، کوئی جن وغیرہ نہیں۔

ہم ایسے بہت سے نفسیاتی ماہرین سے ملے ہیں جو اپنے بعض مریضوں کے حالات سے بہت حیران ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں، کہ ہمارے بعض مریضوں کو ہم سے بیماری میں افاقہ نہیں ہوتا مگر کچھ مدت بعد جب وہ ملتے ہیں تو اچھے بھلے ہوتے ہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں ''آپ کیسے صحت یاب ہوئے؟'' تو وہ کہتے ہیں: ''ہم مشائخ کے پاس گئے تھے تو انہوں نے ہمارے اوپر دم پڑھا ہے اور اللہ کے فضل سے ہم شفاء یاب گئے ہیں۔''

بہرحال مریض کی حالت گہرے غور وفکر کی متقاضی ہوتی ہے اور حالت کی تصویر کشی بہت پختگی چاہتی ہے اور تشخیص کا صحیح رخ متعین کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

مرض کی تشخیص میں بلا علم بات کرنے کی وجوہات

بہت سے اسباب ہیں جو بغیر مشاہدہ وتحقیق کے مرض کی تشخیص میں غلطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان میں سے اہم ترین درج ذیل ہیں:

۱ اللہ وتعالیٰ سے خوف نہ ہونا

اور یہ ایک ایسا سبب ہے جو دراصل ہر چیز میں خرابی کی بنیادی وجہ ہے، کہ اللہ کا خوف نہ ہونے سے آدمی ہر برا کام کر گزرتا ہے۔

۲ حقیقت بتانے سے شرمانا

لوگوں کو صحیح صورت حال بتانے سے گریز کیا جاتا ہے، یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معالج کے سامنے مریض کی حالت غیر واضح ہوتی ہے۔ یہ درست اور یقینی تشخیص نہیں ہوتی۔ اور مریض کے گھر والے اس سے مریض کی حالت کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ مگر اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ اور معالج یہ کہنے سے شرماتا ہے کہ میں کہوں کہ مجھے علم نہیں، تو وہ شرمندگی سے بچنے کے لیے ادھر ادھر کے جواب دے کر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

معالج ایسا طرز عمل اللہ رب العالمین کے خوف سے عاری ہو کر ہی اختیار کرتا ہے۔ جب کہ حقیقت حال کو صاف صاف کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔

آسیبی مریض کے گھر والوں کا اصرار

کبھی مریض کی بیماری میں شدت کسی شیخ یا دم کرنے والے کو خود مریض کے لواحقین کے تنگ کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ اصرار کرتے ہیں کہ دم کرنے والا یا معالج ہمیں بتائے کہ اس بیماری کی نوعیت کیا ہے؟ تو ان کے اصرار پر دامن چھڑانے کے لیے وہ کوئی ایسا غیر حقیقی جواب دیتا ہے جو ان کے لیے باعث سکون و رضاء ہوتا ہے۔ حالانکہ دم کرنے والے کے لیے کسی طور بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس طرح انکل پچو لگاتا پھرے۔ اور ہم مریضوں اور ان کے لواحقین سے بھی دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ مریض کے معالج پر دباؤ نہ ڈالا کریں۔ خصوصاً جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دم کرنے والا معالج بیماری کی کیفیت سے ناآشنا ہے' تو اس پر اصرار کی بجائے متبادل انتظام کر لیں۔

تشخیص میں اشتباہ

بعض اوقات غلط تشخیص کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض دم کرنے والوں اور ڈاکٹروں پر بیماری کی حالت بعض دوسری علامات سے اختلاط کی وجہ سے مشتبہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنی بے عزتی تصور کرتے ہوئے صحیح صورت سے آگاہ نہیں کرتے۔ مثلاً: ایک دم کرنے والا اس مریض پر دم پڑھ رہا ہے جسے جن کا اثر ہے اور جن کسی وجہ سے اس مریض کی زبان پر بول نہیں رہا۔ دم کرنے والا کہتا ہے ''تجھے نظر لگی ہے'' حالانکہ یہ بالکل غلط ہوتا ہے۔ مریض میں موجود جن کا نہ بولنا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس مریض میں جن ہی موجود نہیں۔ کیونکہ کبھی جن قراءت کے دوران یا پہلے ہی بھاگ جاتا ہے۔ اور کبھی جن اس لیے نہیں بولتا کہ وہ گونگا ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مریض نظر زدہ ہوتا ہے' مگر معالج کہتا ہے کہ اس مریض کو جن چمٹا ہوا ہے جب کہ اسے جن نہیں لگا ہوتا' بلکہ وہ نظر زدہ ہوتا ہے۔ اور نظر کا معاملہ بھی بہت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ جیسے کہ عنقریب بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ!

دل کی بے قراری کا باعث کیا ہے؟

کبھی تینوں بیماریاں جن کا لگنا' جادو' اور نظر لگ جانا' ایک مریض میں بیک وقت موجود ہو سکتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات علامات کے باوجود ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوتی بلکہ مریض کو نفسیاتی امراض یا اعصابی تکلیف کی وجہ سے بھی بے چینی ہوتی ہے۔ لیکن معالج انہیں جن لگنا سمجھ لیتا ہے۔

مثلاً: جن کے چھونے کی علامت ہے کہ مریض قلق و اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ہر بے کلی جن زدگی تو نہیں ہو سکتی؟ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نفسیاتی حالت بے کلی کا باعث بنتی رہتی ہے اور اس کی بنیادی وجہ رحمٰن سے روگردانی کرنا ہوتا ہے' جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ ﴾ (طٰہٰ : ۲۰/ ۱۲۴)

''جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

آسیبی مریض کے سر درد کی وجوہات

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جن لگنے کی وجہ سے سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن کبھی سر درد کی وجہ دیگر اعصابی یا جسمانی امراض ہوتے ہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَاَسْبَابُ الصُّدَاعِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا))

''سر درد کے اسباب بے شمار ہیں۔''

کبھی معدہ میں یا انتڑیوں میں ورم کی وجہ سے سر درد ہوتا ہے۔ اور کبھی اعضاء میں ہوا رک جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی سخت حرکت (جیسا کہ جماع کے وقت آدمی حرکت کرتا ہے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے سے سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ یا زیادہ بیدار رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی زیادہ گفتگو کرنے کی وجہ

سے ہوتا ہے۔ کبھی نفسیاتی عوارض کی بنا پر ہوتا ہے۔ مثلاً غم، پریشانی، حزن و ملال، بھوک، بخار وغیرہ کی بنا پر۔ یا کسی اچانک حادثہ کے رونما ہونے کی وجہ سے سر درد شروع ہو جاتا ہے، جیسا کہ اچانک سر میں چوٹ لگ جائے۔ یا دماغ کی جھلی میں ورم آ جائے۔ یا کوئی بوجھل چیز اٹھانے سے سر میں دباؤ پڑا ہو۔ یا پھر کوئی غیر معتدل چیز سونگھنے سے۔ یا ہوا لگنے سے بھی سر درد ہو جاتا ہے۔ اور کبھی سر درد کا باعث ٹھنڈا پانی بھی ہوتا ہے۔[1]

اس تفصیل کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر سر درد کا باعث جن چمٹنا ہی نہیں ہے۔ یہی حال دردِ شقیقہ کا ہے۔ شقیقہ کا درد یہ ہے کہ سر کی ایک جانب شدید درد ہوتا ہے، یا سر کے اگلے حصہ میں بھی ہوتا ہے۔ حکماء نے کہا ہے کہ شقیقہ دائمی امراض میں سے ہے، اس کا سبب معدے سے اٹھنے والے بخارات ہیں، یا چار خلطیں (بلغم، خون، سودا، صفراء) ہیں، جو ضرورت سے زیادہ گرم یا سرد ہو کر دماغ تک بلند ہوتی ہیں، اگر وہ کوئی راستہ نہیں پاتیں تو یہ سر درد پیدا کر دیتی ہیں۔ اور اگر سر کے ایک پہلو کی جانب مائل ہو جائیں تو دردِ شقیقہ کا سبب بنتی ہیں۔ اور شقیقہ خصوصاً ہوتا ہی دماغ کی شریانوں میں ہے اور خصوصاً سر کے کمزور حصہ میں ہوتا ہے۔ اس کا بہترین علاج سر پر پٹی باندھنا ہے۔[2]

جنات پر عدم یقین

غلط تشخیص کی وجہ یہ چیز بھی بنتی ہے کہ بعض ڈاکٹر حضرات خصوصاً نفسیاتی ماہرین جو جن لگنے پر یقین نہیں رکھتے وہ جن چمٹنے کے مرض کے نہج پر سوچنے اور تشخیص کرنے کو بعید از امکان سمجھتے ہیں۔

علاج میں ٹامک ٹوئیاں مارنا

کسی چیز میں تجربہ اور معرفت کی کمی ٹامک ٹوئیاں مارنے کا سبب ہوتی ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] فتح الباری ۱۰/ ۱۶۲ ط دار الریان

[2] فتح الباری ۱۰/ ۱۶۲ ط دار الریان

طبیب حاذق وہ ہے جو درج ذیل معاملات کو مدنظر رکھے:

① بیماری کی نوعیت پر غور وفکر کرے کہ وہ کون سا مرض ہے؟

② غور وفکر کرے کہ اس مرض کے پیدا ہونے کا سبب کیا ہے؟ اور وہ کونسی علت فاعلہ ہے جس نے اس مرض کو پیدا کیا ہے؟

③ مریض کی عادات کو مدنظر رکھے۔

④ طبیب کا مقصد صرف اس بیماری کو دور کرنا ہی نہ ہو' بلکہ اس طریقہ سے اس کا علاج کرے کہ اس سے زیادہ پیچیدہ بیماری پیدا ہونے کا خوف بھی جاتا رہے۔

⑤ اس بیماری کی اصل علت دیکھے اور پھر دیکھے کہ اس اصل علت کا علاج ممکن ہے یا نہیں؟ اگر اس سے اصل علت کا علاج ممکن نہیں تو پھر ڈاکٹر یا معالج اپنے پیشے کی عزت وحرمت کا خیال رکھے۔ طمع اور لالچ میں آکر بے فائدہ علاج معالجہ پر آمادہ نہ ہو۔

⑥ طبیب یا معالج کو نفسیاتی امراض اور روحانی بیماریوں کے متعلق معلومات ہوں اور ان کے علاج کے لیے دواؤں کے استعمال کا بھی علم ہو۔

⑦ ڈاکٹر مریض کے ساتھ مہربانی اور نرمی کا رویہ اپنائے' بالکل اسی طرح جس طرح بچے کے ساتھ نرم رویہ اپنایا جاتا ہے۔

⑧ اور معالج طبی اور الٰہی (روحانی) دونوں طریقۂ علاج استعمال کرے۔[1]

جن زدگی کی پہچان اور علامات

جن زدگی کی بہت سی علامات وکیفیات ہیں۔ اور یہ کیفیات کبھی واقعی جنات کے چھونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے بھی ظاہر ہوسکتی ہیں۔

---

[1] زاد المعاد' ابن قیم ۱۴۳' ۱۴۴۔

① تلاوت یا اذان کے ذریعہ سے جن زدگی کی پہچان

جس کے متعلق خیال ہو کہ اسے جن لگا ہوا ہے تو بعض اوقات اس کے کان میں اذان دینے سے' یا اس پر قرآن پاک کی تلاوت کے دوران یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔

جس پر جن کا سایہ ہو جب اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے' یا اس پر قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اور ایسے اکثر ہوتا ہے۔ مگر کوئی ضروری شرط نہیں کہ ضرور ایسا جن زدگی کی وجہ سے ہی ہو کیونکہ کبھی تشنج کی وجہ سے بھی غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور کبھی تشنج (پٹھے سکڑ جانے کا مرض) بھی نہیں ہوتا۔ اور کسی دیگر وجہ سے مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔

اور کبھی جن لگنے کی صورت میں مریض زمین پر گرتے ہوئے چیخ و پکار اور آہ و بکاء کرتا ہے اور کبھی بالکل خاموش ہو جاتا ہے۔

اور کبھی اپنی نگاہ آسمان کی جانب گاڑ دیتا ہے' یا دائیں یا بائیں جانب مرکوز رکھتا ہے۔ یہ حالات ہمیں جن زدہ پر قراءت کے دوران پیش آئے ہیں' اس لیے ہم بیان کر رہے ہیں۔

حالت بیداری سے متعلقہ جنات کے نشانات و علامات

جو عوارض ہم بیان کرنے والے ہیں' ان کے متعلق یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ مطلقاً نہیں کہ صرف یہی ہوں گے تو جن لگا ہو گا' وگرنہ نہیں۔ بلکہ ان میں ایسے عوارض بھی ہیں جو جن کے چھونے کی علامات ہیں' لیکن ہو سکتا ہے کہ کسی مریض میں یہ علامات ظاہر ہوں مگر اسے جن نہ لگا ہوا ہو۔ گویا ان علامات سے ایک امکانی صورت پیدا ہوتی ہے نہ کہ حتمی۔

بیماری خواہ نفسیاتی ہو یا جسمانی مگر مندرجہ ذیل علامات کے ہوتے ہوئے امکان ہوتا ہے کہ جن چمٹا ہوا ہے:

1. بے خوابی رہتی ہے اور قلق و اضطراب رہتا ہے۔
2. مریض تنہائی اور علیحدگی پسند کرتا ہے۔

3. دائمی سر درد رہتا ہے (بشرطیکہ کوئی طبی وجہ نہ ہو اگر طبی رکاوٹ ہو تو پھر جسمانی بیماری ہے۔)
4. مریض کا بجھا بجھا سا رہنا اور سست رہنا' ذہن کا منتشر رہنا۔
5. مرگی اور تشنج (پٹھے سکڑ جانے) کے دورے پڑنا۔
6. مریض صفائی کا اہتمام نہ کرے۔

مگر ان عوارض وغیرہ میں سے کبھی کوئی بھی عارضہ نہیں ہوتا مگر جن چمٹا ہوتا ہے۔ اور جیسے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ تمام عوارض جادو زدہ میں پائے جاتے ہیں' اور وہ مریض جن زدہ نہیں ہوتا۔

وہ عوارض جو خواب میں جن زدہ ہونے کی علامت ہیں

مگر یاد رہے کہ یہ علامات بھی حتمی نہیں ہیں:

1. بوجہ بیماری اونگھنے والا کہ جہاں بیٹھا' بیٹھا ہی رہ گیا۔ اس حالت کو ''کابوس'' کہتے ہیں۔
2. ڈراؤنے خواب دیکھنا جیسا کہ وہ مریض خود کو وحشت ناک راستوں میں کھڑا دیکھتا ہے' یا سیاہ بلّے' یا ڈراؤنی شکلیں اور خوفناک سائے دیکھتا ہے۔
3. خواب میں خود کو بے تحاشا ہنستے ہوئے دیکھنا' یا روتے ہوئے دیکھنا'
4. خواب میں چیخنا چلانا اور آہیں بھرنا یا دانت کچکچانا۔

وہ خاص حالات جن میں جنات انسانوں کو چمٹ سکتے ہیں

جنوں کے چمٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن انسان پر قابو پا لیتا ہے یا اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے انسان اپنی بعض کمزوریوں کی وجہ سے جنات کو خود موقع فراہم کرتا ہے۔ ورنہ عام حالات میں جن کو انسان پر مسلط ہونے کی طاقت ہوتی ہے اور نہ اجازت۔ اور وہ انسانی کمزوریاں یا غلطیاں مندرجہ ذیل ہیں:

1. سخت غصہ کی حالت

② شدید خوف کی حالت

③ انتہائی خوشی کی حالت

④ شدید غفلت کی حالت۔

⑤ شہوت پرستی میں مگن حالت میں۔

⑥ نیز جنات کو دانستہ یا نا دانستہ ستانے کی وجہ سے غضبناک ہو کر بھی جن انسان کو چمٹ سکتے ہیں۔

گھروں کی بربادی کا باعث بننے والے گمراہ عاملوں کے زعفرانی تعویزوں کی جھلک، کہ جونہی یہ کسی چولہے
، دیوار یا فرش وغیرہ کے نیچے سے کبھی برآمد ہوتے ہیں تو گھر میں خوف وہراس چھا جاتا ہے اور لوگ توڑ کرنے
والے عاملوں کے پیچھے بھاگ اٹھتے ہیں اور وہ ان کے ایمان کے ساتھ ساتھ دولت بھی لوٹ لیتے ہیں۔

باب : ۴
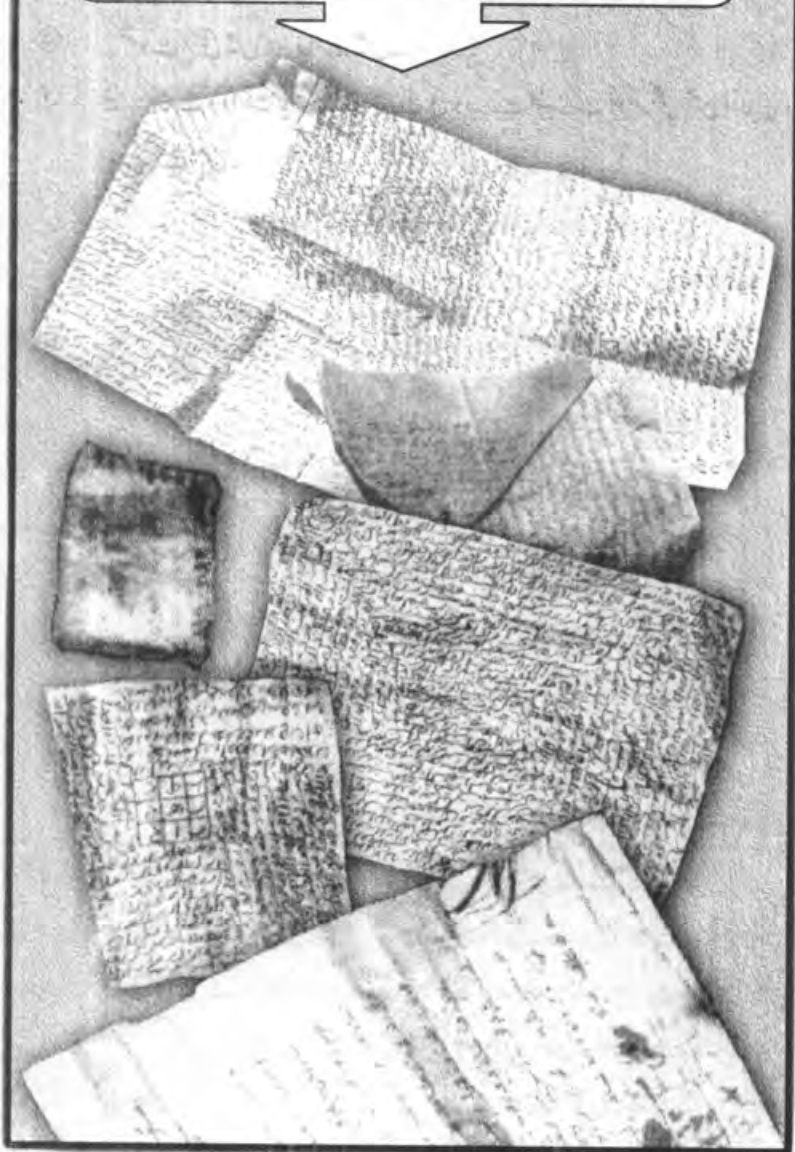
مرگی لگانے والے جنات اور مرگی کے جناتی دورے

صرع کا لغوی معنی کسی چیز کو زمین پر پٹخنا ہے۔ یہ ایک معروف بیماری کو بھی کہتے ہیں۔ اور صریع اس شخص کو کہتے ہیں جس میں پاگل پن ہو۔[1]

صرع ایک ایسی بیماری ہے جو انسانی اعضاء کو جزوی طور پر بے حس و حرکت کر دیتی ہے اور افعال انسانی کے لیے کمربستہ ہونے میں قدرے رکاوٹ ڈالتی ہے۔[2]

ابن حجر کا قول

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرع (مرگی) ایک ایسی بیماری ہے جو اعضائے رئیسہ کو اثر انداز ہونے سے روکتی ہے مکمل تو نہیں مگر ناقص طور پر روکتی ہے' اور کبھی بدن انسانی میں ہوا کا رکنا بھی اس بیماری کا سبب بنتا ہے۔[3]

گویا صرع (مرگی) سے مراد وہ بیماری ہے جو انسان کی عقل میں لاحق ہوتی ہے اور اس میں خلل انداز ہوتی ہے کہ مریض اپنی بات یادداشت میں اچھی طرح محفوظ نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی وہ اپنی گفتگو میں' یا جو اس نے کہا ہو اس میں ربط و ضبط قائم رکھ سکتا ہے۔ اس مریض کی یادداشت کے فقدان کا سبب مغز کے اعصاب میں خرابی کا واقع ہونا ہے۔ جس کی وجہ سے اس عقلی خرابی کے ساتھ مرگی زدہ مریض کی حرکات و سکنات میں بھی بے ترتیبی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنے تصرفات اور حرکات میں خبطی پن کا اظہار کرتا ہے۔ جس

[1] لسان العرب مادة صرع' ابن منظور' ۱۹۷ دار الفکر

[2] القانون فی الطب ابن سینا ۲/ ۷۶ ط دار صادر

[3] فتح الباری' ابن حجر ۱۰/ ۱۱۴

کی وجہ سے ایسا مریض اپنی چال میں استحکام پیدا نہیں کر سکتا ہے۔ اور کبھی تو نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اسے اپنے قدموں کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی بھی قدرت نہیں ہوتی اور نہ ہی صحیح مسافت اور فاصلہ کا حساب رکھ سکتا ہے۔[1]

تشنج والی مرگی کا سبب یہ ہے کہ مریض کے دماغ کے معمولات و عادات میں اضطراب و ناہمواری پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے احساسات بھی اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں اور شعور تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔[2]

صرع (مرگی) کی اقسام

مرگی کی دو اقسام ہیں:

1. ایک مرگی، جن لگ جانے کی وجہ سے۔
2. طبی نقطہ نظر سے یعنی دماغی خلل اور اعصابی کمزوری کی وجہ سے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرگی دو قسم پر ہے:

1. جو ارواح خبیثہ (جنوں وغیرہ ہوائی چیزوں) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔
2. جو خلطوں (خون، بلغم، برودت، حرارت) کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

قسم دوم یعنی جو خلطوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے بارے میں تو ڈاکٹر حضرات ہی گفتگو کر سکتے ہیں کہ اس کا سبب کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔[3] جبکہ ہماری بحث تو ارواح خبیثہ والی مرگی کے بارے میں ہوگی۔ جب کہ جو طبی مرگی ہے اس کی تفصیلی بحث و علاج کرنا اس کے مستند اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں کا کام ہے۔[4]

---

[1] عالم الجن والملائکۃ ۷۶، ۷۷

[2] الطب النبوی لابن قیم رحمہ اللہ تعلیق د۔ عبدالمعطی امین قلعجی ص ۱۹۰

[3] الطب النبوی لابن قیم رحمہ اللہ تعلیق د۔ عبدالمعطی امین قلعجی ص ۱۹۰

[4] جناتی مرگی کہ جس میں مرگی کا سبب جنات ہوتے ہیں اور وہ انسان کو کس طرح ستاتے تڑپاتے اور تنگ کرتے ہیں اور طبی مرگی کہ اس کے متعلق سائنس کیا کہتی ہے دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں اور ان دونوں اقسام کا علاج کیا ہے۔ ان کی علامات کیا ہے، علاج کیا ہے؟؟ یہ سب کچھ جاننے کے لیے

صرع (مرگی) کا قرآن سے ثبوت

صرع (ارواح خبیثہ) والی مرگی کتاب و سنت' اجماع اور اھل علم و دانش کے کلام سے ثابت ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۷۵)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں (اپنی قبروں سے قیامت کے دن) اس طرح سے اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جسے شیطان (آسیب) نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔''

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی سود خور روز قیامت اپنی قبروں سے بالکل اس طرح اٹھیں گے جس طرح مرگی زدہ ڈگمگاتے ہوئے اٹھتا ہے۔اس تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ مرگی زدہ جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو بہت ہی برے انداز پر کھڑا ہوتا ہے (انتھی)[1]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت مبارکہ جن کے چمٹ جانے کی وجہ سے صرع (مرگی) کے منکرین کی غلطی واضح کرتی ہے۔

((وَزَعَمَ اَنَّهٗ مِنْ فِعْلِ الطَّبَائِعِ وَاَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْلُكُ فِي الْاِنْسَانِ وَلَا يَكُوْنُ مِنْهُ مَسٌّ))

''اور اس کی بات کو بھی غلط قرار دیتی ہے جو کہتا ہے یہ مرگی کا مرض طبعی امراض سے ہے جب کہ شیطان انسان میں داخل ہو کر گردش نہیں کرتا اور نہ اسے چمٹتا ہے۔'' (انتھی)[2]

= دار الابلاغ کی کتاب ''مرگی لگانے والے جنات'' ملاحظہ کریں۔ کہ قرآن و حدیث اور جدید سائنس کی تحقیقات پر مشتمل ہے' اسے بھی سعودیہ نے شائع کیا ہے۔

[1] تفسیر ابن کثیر ۱/ ۳۲۶۔

[2] احکام القرآن للقرطبی ۳/ ۳۵۵۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَيِّفٌ مِّنَ الشَّيْطَنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝﴾ (اعراف: ۷/۲۰۱)

''بے شک جو لوگ پرہیز گار ہیں (گناہوں سے بچے رہتے ہیں) ان کو جونہی شیطان کا وسوسہ آیا وہ چونک پڑتے ہیں اور (بری بات کا) ان کو احساس ہو جاتا ہے۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَمِنْهُمْ مَّنْ فَسَّرَ بِمَسِّ الشَّيْطَانِ فِي الصَّرْعِ وَنَحْوِهِ))

''بعض مفسرین نے یہاں شیطان کے چھونے سے مرگی کی حالت میں اس کا چمٹنا مراد لیا ہے۔'' پھر ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس عورت کا واقعہ بھی بیان کیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرع (مرگی) کی بیماری لاحق تھی۔[1]

صرع (مرگی) کا سنت سے ثبوت

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''کیا میں تجھے جنتی خاتون نہ دکھاؤں؟'' میں نے کہا: ''استاد گرامی کیوں نہیں' ضرور دکھائیں۔'' فرمایا: ''یہ جو کالے رنگ کی عورت ہے' یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی اور کہنے لگی' میں صرع (مرگی) میں مبتلا ہوں اور میرا ستر کھل جاتا ہے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعائے صحت فرمائیے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ لَكِ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ، فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهَا))۔[2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۷۹۔

[2] بخاری۔ کتاب المرضی: باب فضل من یصرع من الریح (ح ۵۶۵۲) مسلم۔ کتاب البر والصلة: ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض (ح ۲۵۷۶)

''اگر تیری مرضی ہو تو صبر کر لے تو بدلے میں تجھے جنت ملے گی۔ اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کے لیے دعاء کرتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''میں صبر کرتی ہوں۔ مگر میرا پردہ کھل جاتا ہے۔ دعاء کیجئے وہ نہ کھلے۔'' تو آپ ﷺ نے اس کے لیے پردہ پوشی کی دعاء کی۔''

ابن حجر فرماتے ہیں: بزار' ابن حبان نے سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت بیان کی ہے جو بالکل مذکورہ واقعہ کی مانند ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((جَاءَ تِ امْرَاَةٌ بِهَا لَمَمٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی' اسے جن چمٹا ہوا تھا۔ وہ آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعاء کیجئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے تیری شفاء کے لیے دعاء کر دیتا ہوں۔ اور اگر چاہتی ہے تو صبر کر لے تو تیرا حساب کتاب بھی نہ ہوگا۔''

کہنے لگی

''بلکہ میں صبر کرتی ہوں' تاکہ میرا حساب نہ ہو۔'' [1]

بزار نے ایک اور سند سے سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے اس قصہ کی مانند بیان کیا ہے کہ وہ کہنے لگی:

((اِنِّیْ اَخَافُ الْخَبِيْثَ اَنْ يُّجَرِّدَنِیْ فَدَعَا لَهَا فَقَالَتْ اِذَا خَشِيَتْ اَنْ يَّاتِيَهَا تَاتِیْ اَسْتَارَ الْكَعْبَةِ فَتَتَعَلَّقُ بِهَا))

''مجھے اس خبیث سے ڈر ہے کہ وہ مجھے برہنہ جسم کر دے گا' تو آپ ﷺ نے اس کے لیے پردہ پوشی کی دعاء کی' تو وہ عورت جب اس کے پاس اس جن کے آنے کا خطرہ ہوتا تھا تو وہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹ جاتی تھی۔'' [2]

---

[1] مسند احمد ۲/ ۴۴۱) ابن حبان (موارد۔ ۷۰۸) مستدرک حاکم (۴/ ۲۱۸) وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم ووافقه الذھبی۔

[2] فتح الباری لابن حجر ۱۰/ ۱۱۵ ط المطبعة السلفية

ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے چھوتا ہے' جس سے وہ چلاّتا ہے۔صرف سیدہ مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام محفوظ رہے' کیونکہ ان کی ماں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہوئے کہا تھا:

((اِنِّی اُعِیْذُھَابِكَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ))[1]

''میں اس کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُ کُمْ فَلْیُمْسِكْ بِیَدِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ))[2]

''تم میں سے کوئی جب جمائی لے تو اسے اپنے ہاتھ سے منہ کو بند کرنا چاہیے' کیونکہ شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے۔''

صرع (مرگی) کا سلف سے ثبوت

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے شیخ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ مصروع (مرگی زدہ) کی جانب کسی کو بھیجتے' جو اس بدروح کو مخاطب کر کے کہتا: ''تجھے شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ اس سے چلا جا' یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے کہ اسے تنگ کرے' تو مرگی کا دورہ زدہ ہوش میں آ جاتا۔ اور بعض اوقات شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ خود چلے جاتے تھے اور بعض اوقات بدروح سرکش ہوتی تو شیخ اسے مار کر نکالتے تھے' تو مرگی کا دورہ زدہ ہوش میں آ جاتا اور اسے مار پیٹ کی تکلیف بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔ ہم نے اور ہمارے علاوہ کئی لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔[3]

---

1. بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت......) (ح ۳۴۳۱)
2. مسلم۔ کتاب الزھد: باب تشمیت العاطس وکراھیة التثاؤب (ح ۲۹۹۵)
3. طب نبوی ص ۱۹۳ ابن قیم رحمہ اللہ تحقیق عبدالمعطی قلعجی دارالوعی صاحب۔

جن زدہ کو مار پیٹ کا احساس نہیں ہوتا

ابن قیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''مجھے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ایک دفعہ مصروع (مرگی زدہ) کے کان میں قراءت کی۔ تو اس میں موجود جننی نے عورتوں کی سی آواز میں کہا: ''ہاں میں ہوں۔'' اور یہ لمبی آواز سے کہا۔ کہتے ہیں: میں نے لاٹھی پکڑ لی اور اس کی گردن کی رگوں پر مارنا شروع کیا۔ مار مار کر میرے دونوں ہاتھ تھک گئے۔ یہاں تک کہ وہاں موجود لوگوں کو یقین ہوگیا کہ یہ اس مار سے مر جائے گا۔ دوران مار ہی وہ کہنے لگی: ''میں تو اس سے پیار کرتی ہوں' تم مجھے کیوں مارتے ہو؟'' میں نے کہا: ''مگر یہ تجھ سے پیار نہیں کرتا۔'' وہ کہنے لگی: ''میں اس کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہوں۔'' میں نے کہا: ''یہ تیرے ساتھ مل کر حج نہیں کرنا چاہتا۔'' پھر وہ کہنے لگی: ''میں اسے آپ کے احترام کے پیش نظر چھوڑ کر جاتی ہوں۔'' میں نے کہا: نہیں اگر چھوڑنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے چھوڑ''۔'' کہنے لگی: ''اچھا پھر میں جاتی ہوں۔'' فرمایا اتنی دیر میں مصروع (مرگی زدہ) چنگا بھلا اٹھ کر بیٹھ گیا اور دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھنے لگا اور حیران ہوکر کہنے لگا: ''مجھے شیخ کے پاس کون لایا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''یہ تو بعد میں بتائیں گے' پہلے یہ تو دیکھ کہ تجھے شیخ سے کتنی مار پڑی ہے!'' کہنے لگا: ''کیوں مجھے شیخ نے کیوں مارا ہے؟ میرا قصور کیا تھا؟ اور پھر بولا لیکن مجھے تو قطعاً کوئی پتہ نہیں کہ شیخ نے مجھے مارا ہے۔''[1]

---

[1] طب نبوی ص ۱۹۴ ابن قیم عبدالمعطی قلعجی میں ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنوں کا وجود قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اس پر امت کے سلف کا اتفاق ہے۔ اور جن کا بدن انسانی میں داخل ہونا بھی ثابت ہے' اس پر ائمہ اہل سنت کا اتفاق ہے۔ یہ ایک معروف بات ہے جو بھی اس پر تدبر کرے گا تو اسے یہ محسوس ہوگا۔ کہ جن مصروع (دورہ زدہ) کے اندر داخل ہو جاتا ہے' اس سے ایسی گفتگو کرتا ہے جس کو وہ دورہ زدہ پہچانتا جانتا بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس جن زدہ کو مارا بھی جاتا ہے کہ اگر اس طرح اونٹ کو مارا جائے تو وہ مر جائے۔ لیکن مصروع (دورہ زدہ) اسے محسوس بھی نہیں کرتا۔

عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جن بدن انسانی میں داخل نہیں ہوتے؟ انہوں نے فرمایا: ''بیٹے ان کو غلطی لگی ہے، جن تو مریض کی زبانی باتیں بھی کرتا ہے۔''

جنات متقی لوگوں کا احترام کرتے ہیں

کتاب طبقات اصحاب امام احمد میں لکھا ہے، راوی کہتا ہے، میں نے احمد بن عبداللہ سے سنا ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علی بن احمد بن علی عکبری سے سنا، وہ ذوالقعدہ ۳۵۲ھ میں عکبر سے ہمارے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے میرے باپ نے میرے دادا سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مسجد میں تھا کہ متوکل بادشاہ نے اپنے ایک درباری کو بھیجا، جس نے امام صاحب کو بتایا کہ اس کی لونڈی کو مرگی کا دورہ ہے، آپ اس کے لیے عافیت کی دعاء کریں۔ تو امام احمد رحمہ اللہ نے اسے اپنا وضوء والا لکڑی کا جوتا دیا۔ جس کے تسمے کھجور کے پتوں کے بنے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ اس درباری کو دیا اور کہا: یہ امیر المومنین کے گھر لے جاؤ اور اس لونڈی کے سرہانے بیٹھ جا اور اس سے کہنا، کہ احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) تجھے کہتے ہیں کہ تو چلا جائے گا یا تیری گردن پر یہ ستر جوتے مارے جائیں؟ جونسی بات قبول ہو بتا دے۔ وہ درباری جوتا لے گیا اور امام رحمہ اللہ والی بات اس سے کہی، اس سرکش جن نے لونڈی کی زبانی کہا: امام صاحب کا حکم سر آنکھوں پر، اگر ابن حنبل ہمیں حکم کریں تو ہم عراق ہی سے نکل جائیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں اور جو اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے تو ہر چیز اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ لونڈی سے نکل گیا اور وہ پرسکون ہوگئی، بعد میں اس کے اولاد بھی ہوئی۔

جب احمد بن حنبل فوت ہوگئے تو وہی سرکش جن دوبارہ اس میں لوٹ آیا، تو حسب سابق متوکل بادشاہ نے اپنا درباری ابوبکر مروزی کی جانب بھیجا، جو امام صاحب کے شاگرد تھے۔ اس نے ان کے سامنے صورت حال رکھی، تو مروزی نے اپنا جوتا اسے دیا اور لونڈی

کی جانب بھیجا۔ اس عفریت (جن) نے اس لونڈی کی زبانی کہا: میں اس لونڈی سے نہ نکلوں گا اور نہ ہی کوئی بات مانوں گا اور نہ ہی کچھ قبول کرنے کو تیار ہوں۔ احمد بن حنبل اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان تھے' انہوں نے ہمیں حکم دیا ہم اس سے روگردانی نہیں کر سکے۔ مگر اب نہیں۔[1]

---

[1] آکام المرجان فی احکام الجان ص ۱۱۴۔ ۱۱۵ بدر الدین شبیلی الباز للتوزیع والنشر

صرع (مرگی) یا جن زدگی کے اسباب

جنوں کے انسان کو مرگی زدہ کرنے کے کچھ مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کی آزمائش

جنوں کا انسان کو صرع (مرگی زدہ) کرنا اللہ جل وعلا کی جانب سے آزمائش کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو مختلف مصائب و آلام کے ذریعہ سے آزماتا ہے۔ صرع (مرگی) بھی ان میں سے ایک آزمائش ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۳۵)

''اور ہم آزمائیں گے تمہیں شر اور فتنہ کے ساتھ اور تم ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔''

جو اس صرع (مرگی) کے ذریعہ سے آزمائش کی بھٹی میں ڈالا جائے تو اسے صبر کے ذریعے سے ثواب اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے کندن بن کر نکلنا چاہیے۔ ہاں اس کے ساتھ ساتھ جائز علاج کے اسباب کے ذریعہ سے طبی دواء کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ کی پکڑ

صرع (مرگی زدہ) ہونے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بندہ گناہوں اور برائیوں کے ارتکاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے گرفتارِ عقوبت و سزا ہو جاتا ہے۔ ارشاد ربانی

ہے:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾

(الشوریٰ : ۴۲/ ۳۰)

''اور جو بھی تمہیں مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی (یعنی تمہارے برے اعمال) کی وجہ سے ہے۔ اور وہ بہت زیادہ سے درگزر کرتا ہے۔''

ایسے ہی جس قدر انسان اپنے رب اور خالق سے دور ہوتا جاتا ہے' اس پر شیطان کا تسلط غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اس کی زندگی مردنی کا شکار ہو جاتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝﴾ (طٰه ۲۰/ ۱۲۴)

''اور جو میرے ذکر سے اعراض کرتا ہے اس کی گزران تنگ ہو جاتی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۳۶)

''اور جو رحمٰن کے ذکر سے اندھا پن اختیار کرے گا تو ہم اس کے لیے شیطان مقرر کر دیتے ہیں' جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔''

دین سے دور ہونے والوں میں شیاطین کی آمد

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان شریر جنات کا زیادہ تر تسلط ان لوگوں پر ہوتا ہے جن میں دین سے آشنائی بہت کم ہوتی ہے اور ان کی زبانیں اور دل ذکر الٰہی اور اللہ کی پناہ میں آنے اور نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار و وظائف اور متعلقہ تحفظات سے غیر آباد ہیں' تو گویا یہ خبیث جنات غیر مسلح آدمی پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ یعنی جن اوقات میں انسان ان تحفظات الٰہیہ سے بالکل ہی عاری ہوتا ہے تو جنات اس پر مسلط ہو سکتے ہیں۔[1] (انتہی)

[1] زاد المعاد ۴/ ۶۹ لابن قیم رحمہ اللہ

یہ واقعتاً ہم نے بار ہا ملاحظہ کیا ہے کہ جن لوگوں پر ہم جنوں کا دم پڑھتے ہیں ان میں زیادہ تر ضعیف الایمان ہوتے ہیں اور شرعی معاملات میں اکثر امور میں کوتاہی کرتے ہیں۔ بعض کو تو ہم نے دیکھا کہ وہ شہوات کے بدبودار عمیق گڑھوں میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور معصیتوں سے باز آنا یہ جنوں اور شیطانوں کو دور بھگانے کے لیے بہت ہی اہم ترین ذریعۂ طریقہ کار اور لائحہ عمل ہے۔

جنات کے عشق اور بدکاری کے جذبات

بعض اوقات جنات انسانی عورتوں پر عاشق ہو جاتے ہیں اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وہ فاحشات' جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے حرام قرار دیا ہے وہ جنوں کے لیے بھی حرام ہیں۔ خواہ ان کا ارتکاب ایک دوسرے کی رضاء مندی سے ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر جبراً ہو تو یہ تو ایک بے حیائی ہوئی' دوسرا ظلم ہوا۔ جنوں سے جب کبھی اس بارہ میں بات ہوئی تو انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ بے حیائی ہے' جو حرام طریقے سے کی گئی ہے۔ یا یہ بے حیائی ہے اور زیادتی ہے۔ اور انہیں اس لیے مخاطب کیا گیا تا کہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ ان میں بھی وہی حکم جاری ہوتا ہے جو حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانوں میں جاری ہوتا ہے' کیونکہ رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔''[1]

انتقام لینے کے لیے بھی جن چمٹ جاتے ہیں

اس صرع (مرگی) کا سبب جنات کی طرف سے انتقام اور بدلہ لینا بھی بن جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جنوں کے چمٹنے (مرگی) کی زیادہ تر وجہ جنوں کا بدلہ لینے کا جذبہ ہے۔ اور وہ اس

[1] مجموع الفتاوی ۱۹ ج/ ۴۰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

طرح ہوتا ہے کہ کسی انسان سے انہیں اذیت پہنچتی ہے اور جن گمان کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں قصداً اذیت پہنچائی ہے۔ مثلاً: کسی جن پر پیشاب کردیا' یا گرم پانی ڈال دیا۔ یا بعض جنوں کو قتل کردیا۔ اگرچہ انسان کو ان چیزوں کا شعور بھی نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ جنوں میں جہالت اور ظلم وستم کا مادہ وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ انسان کو اس جرم سے زیادہ سزا دیتے ہیں جس کا وہ مستحق ہوتا۔[1]

اگر اس قسم کی کوئی بات واقع ہوئی ہو تو چونکہ انسان کو یہ معلوم تک نہیں ہوتا کہ جن کو اس کے ہاتھوں کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا نہیں۔ اس لیے جنوں کو سمجھایا جانا چاہیے کہ اسے معلوم نہ تھا اور اس سے یہ فعل نادانستہ ہوا۔ اور جو نادانستہ کام ہو جائے' انسان اس کی وجہ سے مستحق سزا نہیں ہوتا۔ اور پھر صورت یہ ہے کہ انسان نے جو کچھ بھی کیا ہے (گرم پانی وغیرہ انڈیلنا) یہ کام اس نے اپنے گھر میں کیا ہے' اپنی ملکیت میں کیا ہے۔ اور ان سے کہا جائے کہ جنو! تم بھی پہچان لو' کہ گھر انسان کی ملکیت میں ہے اور وہ اس میں ہر جائز تصرف کرسکتا ہے۔ اور تمہارے لیے مناسب نہیں ہے کہ تم انسانوں کی بادشاہی میں ان کی اجازت کے بغیر رہو۔ بلکہ تمہاری رہائش گاہیں تو وہ ہیں جہاں انسان نہ رہتے ہوں۔ مثلاً: ویرانے اور جنگلات وغیرہ۔[2]

جنات کی طرف سے بلاوجہ شرارت اور دل لگی

بعض اوقات مرگی کا سبب جنوں کی طرف سے زیادتی اور ایذاء رسانی ہوتا ہے' جو کہ ان کی حماقت کی وجہ سے ہوتی ہے' جیسا کہ بے وقوف انسان بھی بعض اوقات ایسی جہالت پر اتر آتے ہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کبھی یہ صرع (مرگی) جنوں کی دل لگی اور شرارت سے ہوتی ہے' جیسا کہ انسانوں میں سے کم عقل بھی ایسا کرتے رہتے ہیں اور یہ مرگی کی ہلکی سی قسم ہوتی ہے۔[3]

---

[1] مجموعة الفتاوی ص ۱۹/ ۴۰ ابن تیمیة رحمہ اللہ

[2] مجموعة الفتاوی ابن تیمیة رحمہ اللہ ص ۱۹/ ۴۰

[3] مجموعة الفتاوی ۱۹/ ۴۰ ابن تیمیة رحمہ اللہ

مرگی کا سبب جادو بھی ہے

مرگی کا سبب جادو بھی ہو سکتا ہے اور وہ یوں کہ جادوگر جن کو اس شخص کے پیچھے لگا دیتے ہیں' جس کو جادو کرنا چاہتے ہیں' جو اس انسان میں سرایت کر جاتا ہے اور اسے اذیت دیتا ہے اور اسے صرع (مرگی) ڈالتا ہے۔ ہمارے تجربہ میں اس قسم کے واقعات آ چکے ہیں کہ ہم نے جب جن سے پوچھا ہے کہ بدن انسانی میں کیوں داخل ہوئے ہو؟ تو وہ کہتا ہے''جادوگر کے کہنے یا مجبور کرنے پر داخل ہوا ہوں۔''

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں ہم ایک شبہ کا ذکر کرتے ہیں' جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور لوگ اکثر اس کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ جن مسلمانوں پر ہی کیوں تسلط جماتے ہیں؟ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کافروں کو نہیں لگتے۔ اسی طرح کا شبہ شیخ محمد غزالی بھی وارد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں یہ کہتا ہوں اور بہت مجبور ہو کر کہتا ہوں کہ کیا یہ جن صرف مسلمانوں پر ہی سوار ہونے کے لیے آئے ہیں کہ ان پر ہی تسلط جماتے ہیں؟ جرمنی کے رہنے والے کسی عیسائی یا جاپان کے رہنے والے کسی بدھ کے جسم میں جن کیوں سرایت نہیں کرتے؟ لہٰذا دین کی شہرت رکھنے والے اور دین سے وابستہ لوگوں کی طرف سے اس قسم کے اوھام پھیلانا بری بات ہے' کوئی نیک شگون نہیں۔ اور جب اخبارات اس طرح کی خبریں شائع کریں کہ ابن باز رحمہ اللہ نے ایک دیہاتی سے بدھ مت کا پیروکار جن نکالا' جو آخر مسلمان ہو گیا ہے۔ تو اس خبر کے ردعمل میں' میرے خیال کے مطابق' بہت سے قارئین علماء کرام کی علمیت کے بارہ میں کیا سوچتے ہوں گے؟ حالانکہ قرآن مجید ایسی باتوں سے بہت بلند ہے۔''[1]

---

[1] السنة النبوية بين اهل الفقه واهل الحديث: ص ۹۳/ ۹۵ شیخ محمد غزالی

جواب

کون کہتا ہے کہ جن کافروں پر تسلط نہیں جماتے؟ بلکہ قرآن مجید (سورۃ النحل: ۹۸/۱۶) کی رو سے جنات و شیاطین اہل ایمان کو نہیں بلکہ صرف کفار و مشرکین کو ہی چمٹتے ہیں۔ لہٰذا یہ سوال ہی غلط اور خلاف واقعہ مغالطہ ہے کہ جنات کفار کو کیوں نہیں چمٹتے؟ بلکہ جنات انہیں بھی اذیت پہنچاتے ہیں اور انہیں صرع (مرگی زدہ) کرتے ہیں جیسے کہ ان کافروں کے نئے اور پرانے معالجوں نے اسے تسلیم کیا ہے۔

پرانے معالجوں کے تسلیم کرنے کی دلیل یہ ہے۔ جیسے کہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''بدروحوں (شریر جنات) کی وجہ سے مرگی کا اعتراف غیر مسلم اطباء میں سے ان کے پیشواؤں اور عقلاء نے کیا ہے' اور وہ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ بدروح (جن زدگی) کا علاج' اچھی اور شریف روحوں' (ملائکہ) جو عالم بالا میں ہیں' کے توازن سے کیا جاتا ہے' جو ان شریر اور خبیث روحوں کے آثار و علامات کو ختم کر دیتی ہیں اور ان کے افعال کا مقابلہ کرتی ہیں اور بدروحوں (شریر جنات) کو ختم کرتی ہیں۔''

اسی طرح اس کو بقراط حکیم نے واضح طور پر اپنی بعض کتابوں میں تسلیم کیا ہے اور اس نے صرع (مرگی) کا علاج بھی ذکر کیا ہے۔ اور ایک علاج کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ علاج اس صرع (مرگی) کے لیے مفید ہے جس کا سبب خلطین (بلغم' خون' آگ' پانی) اور مادہ ہیں' لیکن جو صرع (مرگی) بدروحوں (جنات) کی وجہ سے ہے' یہ علاج اس کے لیے مفید نہیں ہے۔[1]

مرگی (Epilesy) یا جنات کا چمٹنا انگریز مفکرین کی نظر میں

عصر جدید کے غیر مسلم اطباء نے بھی بدروحوں کی وجہ سے صرع (مرگی) (Epilesy)

[1] طب نبوی ص ۱۹۱۔ ابن قیم رحمہ اللہ۔

کا اعتراف کیا ہے اور ان کی تعلیمات زیادہ تر اس حیران کن نکتہ پر ہی آ کر ٹھہری ہیں۔ اب ان کی تعلیمات اس بنیاد پر قائم ہیں کہ بدروحیں اور جناتی مخلوقات تاثیر رکھتی ہیں اور یہ کہ مرگی (Epilesy) کا سبب صرف اعصابی حالات و کیفیات ہی نہیں۔ جیسا کہ آج کل کے بہت سارے اطباء بیان کرتے ہیں۔

کارنگٹون (جو کہ امریکی ماہرین نفسیات کی جمعیت کا ایک اہم رکن ہے) جن لگنے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

> اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جن چمٹنے کی حالت کے بارے میں کم از کم یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ حالت واقعی ہے، علمی دنیا میں اس کے انکار کی گنجائش نہیں۔ بہت سے دائمی حیران کن حقائق اس کے وجود کی تائید کرتے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے موجود ہے اور اب تو اس کی تعلیمات لازم و واجب ہوگئی ہیں، نہ صرف اکیڈمی (میڈیکل بورڈ) کی طرف سے یہ علم ضروری ہوا ہے بلکہ اس لیے کہ موجودہ دور میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ جن چمٹنے والی حالت کا معائنہ کر چکے ہیں۔ اور اس سے صحت حاصل کرنے، اور اس کے علاج کا تقاضا ہے کہ اس پر جدید نفسیاتی سائنس کی روشنی میں فوری ریسرچ کی جائے۔ اور جب ہم نظریاتی طور پر جن چمٹنے کو ممکن قرار دیں گے تو ہمارے سامنے اس پر بحث کرنے اور انتہائی ترقی تک پہنچنے کا بہت وسیع میدان کھل جائے گا۔ اور پھر اسے جو بھی جدید علوم میں اور سائیکالوجی میں غور و فکر، توجہ، مہارت اور قوت پیدا کرنے کا طلب گار ہوگا وہ ضرور اس کی تلاش کرے گا۔[1]

یہ ہیں مغربی ڈاکٹر حضرات جو اس روحانی مخلوق جنات کے بعض اجسام بشری اور ان کی عقلوں پر اثر انداز ہونے کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ کیونکہ جن چمٹ جانے کی تاثیر سے پیدا ہونے والے حالات سے ایسی بیماریوں نے جنم لیا ہے کہ طب کی

[1] عالم الجن والملائكة ص ۸۳۔

دنیا ان کا علاج کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتی۔ دوسری طرف اس کا علاج صرف انہی طریقوں سے ممکن ہے جو اسلام نے شرعی دعائیں بتائی ہیں' جو کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ میں موجود ہیں۔ جو ان شاء اللہ عنقریب بیان ہوں گی۔

دوسرا جواب کافروں کو جن چمٹنے کا ثبوت

شریر جنات کی وجہ سے مرگی کا دورہ پڑنے والے مریض کے بارہ میں منکرین جنات معالج کہتے ہیں کہ یہ نفسیاتی مریض ہے' یا اسے اعصابی بیماری ہے' وغیرہ جیسی مختلف تعبیرات کرتے ہیں۔

اور ادھر ہم نے ایک مرگی کی مریضہ امریکی عورت پر دم پڑھا' اسے شفاء ہوئی تو وہ اسلام لے آئی اور اچھی طرح مسلمان ہوئی (یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے) اس کے خاوند نے ہمیں بتایا کہ اس سے پہلے میں اسے ایک قابل اعتماد دم پڑھنے والے کے پاس لے گیا' دوران قراءت اس عورت کا جن اس عورت کی زبانی بولنے لگا اور وہ انگریزی زبان میں گفتگو کرتا تھا' اس نے بتایا کہ میں اس عورت کو اس وقت سے چمٹا ہوا ہوں جب اس کی عمر ابھی چار سال تھی اور یہ اس وقت کافر تھی۔

تیسرا جواب

کافر دنیا میں عیش وعشرت کر رہے ہیں اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں مگر مؤمن وہ اس حیات مستعار میں ہر وقت ابتلاء و آزمائش کا نشانہ بنتا ہے۔ جیسا کہ ہم شروع کتاب میں ذکر کر چکے ہیں' تاکہ ایماندار کا ایمان خالص ہو۔ اس کے درجات بلند ہوں' اس کی برائیاں مٹ جائیں اور یہ نئے سرے سے اللہ تعالیٰ کی جانب اس کی حفاظت سے دور چلے جانے کے بعد دوبارہ لوٹ آئے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ ﴾ (الروم: ۳۰/ ۴۱)

''لوگ جو برے کام کر رہے ہیں (شرک' کفر اور گناہ) ان کی وجہ سے خشکی

(زمین) اور تری (سمندر) میں فساد اور خرابی پھیل گئی ہے۔ اللہ ان کے کچھ کاموں کی سزا ان کو (دنیا میں ہی) چکھاتا ہے تاکہ وہ (ان برے کاموں سے) باز آئیں۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کو روز قیامت لایا جائے گا اور اسے دوزخ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا:

((هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟))

"کیا تو نے کبھی خوشحالی دیکھی ہے؟"

وہ کہے گا:

((لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ!))

نہیں نہیں اللہ کی قسم! اے میرے رب! (کبھی خوشحالی نہیں دیکھی)۔

اور پھر لوگوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ مشکل زندگی گزارنے والے کو لایا جائے گا اور اسے جنت میں ایک ہی چکر لگوایا جائے گا' پھر اس سے پوچھا جائے گا:

((هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟))

"کیا تجھے کبھی تنگی سے واسطہ پڑا ہے؟"

وہ کہے گا:

((لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا كَانَ شَيْئًا كَانَ))[1]

"نہیں' اے میرے رب! اللہ کی قسم!...... میں نے کبھی معمولی سی تنگی بھی نہیں دیکھی۔[2]

اس بارے میں آخری بات یہ ہے کہ کافر ایک دوسرے کے دوست ہیں اور یہی معاملہ کافر جنوں میں بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر انسان مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان

---

[1] ابن ماجہ ۲/ ۱۴۴۵ رقم ۴۳۲۱

[2] ابن ماجہ۔ کتاب الزھد: باب صفۃ النار (ح ۴۳۲۱) وھو عند مسلم' کتاب صفات المنافقین: باب صبغ انعم اھل الدنیا فی النار (ح ۲۸۰۷) نحوہ۔

مسلمانوں کو اذیت دے کر اور مشکلات سے دور چار کر کے لذت محسوس کرتے ہیں' مگر آپس میں کافر ایسا نہیں کرتے۔ یہی صورت حال جنوں کی ہے کہ ان میں سے مسلمان جنات تو کسی مسلمان انسان یا کافر کو بلاوجہ ایذاء رسانی نہیں کرتے۔ جبکہ اور کافر جنات خوف الٰہی سے عاری ہوتے ہیں اور نیز انہیں اسلامی ضابطہ ہائے اخلاق کی سمجھ بھی نہیں ہوتی' اس لیے انتقاماً وہ مسلمانوں پر مسلط ہو جاتے ہیں' جب کہ یہی حال انسانی کافروں کا ہے' وہ بھی مسلمانوں سے انتقام لیتے ہیں۔
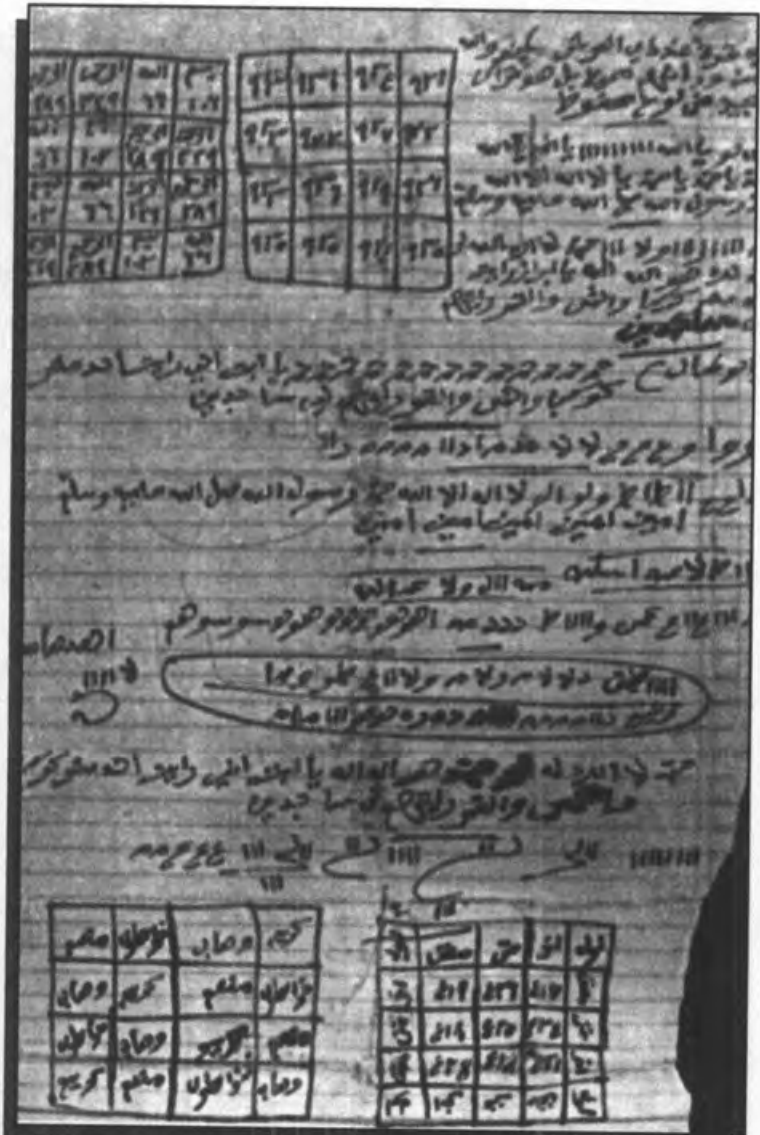
جناتی اور شیطانی چالیس چلانے والے...... جاہل' کمزور عقیدہ لوگوں کو اپنے شکنجے میں کسنے کے لیے عجیب و غریب الٹے سیدھے طلسمی اعداد و شمار کے زائچے بناتے ہیں اور اپنے ان تباہ کن جادوئی تعویذوں اور تحریروں میں عربی کے الفاظ اور قرآنی آیات کے ٹکڑے ملا دیتے ہیں' تاکہ لوگوں کو کہہ سکیں کہ ہم تو روحانی علم کے ماہر ہیں اور قرآن کے ذریعہ مریضوں کا علاج کر رہے ہیں۔

باب : ۵

جن اور سحر زدہ کا شافی علاج کیسے کریں؟

(جنات' جادو اور شیاطین کی شرارتوں سے نجات کے لیے راہنما اصول و قواعد)

وہ حادثات اور بیماریاں جو انسان کو پہنچتی ہیں ان کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور امیدوں کے دروازے کھول دیئے ہیں' جن کی نہ کوئی حد ہے نہ شمار ہے۔ تاکہ کوئی محتاج اور سائل اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو' بلکہ اس کے در رحمت میں داخل ہو سکے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّهُ لَا يَا۟يْـَٔسُ مِن رَّوْحِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْقَوْمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ۝﴾ (یوسف : ۱۲/ ۸۷)

''حقیقت یہ ہے کہ اس کی رحمت سے ناامید صرف کافر ہی ہوتے ہیں۔''

لیکن ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ رحمت الٰہی نیک اور ایماندار لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَرَحْمَتِى وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلَّذِينَ هُم بِـَٔايَـٰتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝﴾ (اعراف : ۷/ ۱۵۶)

''میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے' (یعنی میری مہربانی تو ہر چیز پر ہے' آدمی' جانور' درخت' پتھر سب پر) عنقریب میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو (گناہ اور شرک سے) بچے رہتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں (نشانیوں) پر ایمان لاتے ہیں۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِئَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))[1]

''ہر مرض کی دواء ہے جب کسی بیماری کی دواء استعمال کی جائے تو اللہ کے حکم سے شفاء ہوتی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً))۔[2]

''اللہ نے کوئی بھی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کا اس نے علاج نہ اتارا ہو۔''

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا' کچھ دیہاتی لوگ آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم بیماری سے علاج کروا سکتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ قَالُوْا مَا هُوَ؟ قَالَ الْهَرَمُ))۔[3]

''ہاں! اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو' اللہ عزوجل نے کوئی بھی بیماری اتاری ہے' تو اس کی شفاء بھی اتاری ہے' سوائے ایک بیماری کے'' انہوں نے پوچھا: ''وہ کونسی بیماری ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بڑھاپا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا (نبی ﷺ کی جانب نسبت کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ))[4]

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب لکل داء دواء و استحباب التداوی (ح ۲۲۰۴)

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب ما انزل اللہ من داء الا انزل له شفاء (ح ۵۶۷۸)

[3] ابو داؤد۔ کتاب الطب: باب الرجل یتداوی (ح ۳۸۵۵)
ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فی الدواء والحث علیه (ح) ۲۔ ۸۳
ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء (ح ۳۴۳۶)

[4] مسند احمد (۱/ ۳۷۷) مستدرک حاکم (۴/ ۱۹۶' ۱۹۷) ۔ السنن الکبری بیهقی =

''اللہ عزوجل نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کی شفاء بھی اتاری' یہ الگ بات ہے کسی کو علاج معلوم ہو جاتے ہیں اور کسی کو پتہ نہیں چلتا۔''

ابوخزامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بتائیں' یہ جو ہم دم کرتے ہیں اور جو علاج کرتے ہیں' یا پرہیز وغیرہ کرتے ہیں؟ کیا اس طرح کر کے ہم تقدیر الٰہی میں سے کچھ روک سکتے ہیں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ))

''علاج کروانا بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی کا حصہ ہے۔'' [1]

قرآنی نصوص سے ثابت شدہ نکات

اوپر قرآن و حدیث سے جو علاج کی اجازت' بلکہ حکم کے بارے میں واضح آیات و احادیث گزری ہیں ان سے مندرجہ ذیل اہم امور سامنے آتے ہیں:

مریض کی دلجوئی اور علاج کے اسباب کی ترغیب

یہ کہہ کر کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج نازل کیا ہے' مریض اور طبیب دونوں کی دلجوئی فرمائی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''اے اللہ کے بندو! علاج کرواؤ'' نے طلبِ شفاء کے اسباب اختیار کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

شفاء نہ ملنے کے اسباب اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

یہ بھی بتایا کہ طلب شفاء کے تمام اسباب اختیار کر لینے کے باوجود لازم نہیں ہے کہ

= (۹/ ۳۴۳) مسند الحمیدی (۹۰) صحیح ابن حبان (۶۰۶۲)

(ابن ماجہ کتاب الطب۔ ہیثمی کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند صحیح ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اسے حاکم نے بھی مستدرك ج۴/ ۱۹۶ میں بیان کیا ہے۔ اور ابن حبان بھی اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ مسند رقم ۳۵۷۸ زادالمعاد ۴/ ۱۴ ترمذی ص ۲۰۶۶۔ مستدرك ج۴/ ۱۱۹ زاد المعاد ج۴/ ۱۴ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[1] ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فی الرقی والادویة (ح ۲۰۶۵)

ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء (ح ۳۴۳۷)

اس محنت سے اس کا پھل حاصل ہو۔ بعض اوقات مریض علاج کے تمام ذرائع استعمال کرتا ہے مگر شفاء حاصل نہیں ہوتی' اس کی بھی کچھ وجوہات ہوتی ہیں۔ اور وہ یہ کہ مثلاً بعض امراض کا علاج صرف شرعی دم کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے تابع ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر بیماری کے لیے اس کی ضد سے علاج کیا جاتا ہے اور صحت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب دواء بیماری سے موافق ہو جائے۔

- دواء جب کیفیت میں بیماری کے درجہ سے آگے گزر جائے' یا کمیت و مقدار میں جتنی ضرورت تھی' دواء اس سے زائد دی جائے' تو یہ دواء دوسری بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔
- اور جب دواء' بیماری سے قاصر رہ جائے تو اس بیماری کا مقابلہ نہیں کر پاتی جس کی وجہ سے علاج میں کمی رہ جاتی ہے۔ اور جب دواء بیماری کے مطابق واقع نہیں ہوتی تو شفاء بھی حاصل نہیں ہوتی۔
- اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علاج کے لیے موسم موافق نہیں ہوتا تو دواء اثر نہیں کرتی۔
- اور کبھی بدن انسانی اس دواء کو قبول نہیں کرتا' یا قوت برداشت میں کمی ہوتی ہے جو دواء کو قبول نہیں کرتی' یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وجود میں کوئی ایسی رکاوٹ حائل ہو جاتی ہے جو دواء کو اثر انداز نہیں ہونے دیتی اور اس دواء کے طبیعت کے ساتھ موافق نہ ہونے کی وجہ سے شفاء حاصل نہیں ہوتی۔

اور جب مکمل موافقت ہو جاتی ہے تو ضروری بات ہے کہ اللہ کے حکم سے اسے شفاء حاصل ہو جاتی ہے۔[1]

حصول صحت میں رکاوٹ بننے والے اسباب میں سے ایک سبب اللہ تعالیٰ کی حکمت

---

[1] زادالمعاد ابن قیم رحمہ اللہ۔

بالغہ اور ارادہ کا شامل حال نہ ہونا بھی ہے۔ یعنی بعض اوقات انسان صحت کے حصول کے لیے تمام اسباب بروئے کار لاتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا اسے شفاء نہ دینا ہوتا ہے' اس لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ صحت یاب ہونے کی اجازت نہیں دیتا' اس میں حکمت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے آزمانا چاہتا ہے' تاکہ اس کے درجات بلند کرے۔ یا اس کی برائیاں مٹا دے۔

((وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدُ))

''(کسی جرم کی سزا دینے کے لئے) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (بلکہ اس کا ہر کام انصاف کے مطابق ہوتا ہے)۔''

تمام مادی اسباب بروئے کار لانے کے باوجود حصول شفاء میں رکاوٹ بننے والے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان روحانی والٰہی اسباب کی طرف توجہ نہیں دی جاتی جو ماورائی و جناتی بیماریوں اور بعض مادی بیماریوں کے لیے بھی شفاء ہیں۔ ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالے سے کچھ حصہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہ ان زمینی بدروحوں (شریر جنات) کی وجہ سے مرگی کا علاج بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اس قسم کی بیماری کا علاج دو طرح سے ہوتا ہے:

① ایک مریض کی جہت سے۔ ② دوسرا معالج کی طرف سے۔

مریض یعنی (مرگی زدہ ہے) کی جہت سے یہ ہے کہ مریض کی نفسیاتی قوت اور اس کی ان ارواح کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف دعاء ومناجات کے ذریعہ سے سچی توجہ ہونی چاہیے کیونکہ خالق کی صحیح پناہ طلب کرنے سے ہی علاج ممکن ہے' جس پر دل' زبان کا رفیق ہو۔ یہ دراصل ایک قسم کی معرکہ آرائی کی نوعیت پیدا ہو جاتی ہے اور جنگ آرائی کرنے والا مدمقابل دشمن سے مقابلہ میں پورا تب ہی اتر سکتا ہے جب وہ مسلح ہو۔ اور پھر مسلح ہونا بھی تب ہی کارگر ثابت ہوگا جب اسلحہ درست ہو اور عمدہ ہو۔ اور پھر جس بازو سے اسلحہ آزمائی کرنی ہے وہ بھی زور آور اور مشاق ہو۔

جب ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہوگی' یعنی اسلحہ ہو قوت بازو نہ ہو۔ یا قوت بازو تو

ہو مگر اسلحہ درست نہ ہو تو ہتھیار بے فائدہ ہیں۔ اور جب دونوں ہی مفقود ہوں یعنی دل کی دنیا توحید سے ویران ہو' توکل' تقویٰ سے دل خالی ہو تو پھر سمجھیں کہ انسان روحانی لحاظ سے مکمل طور پر غیر مسلح ہے۔

اور معالج کے بارے میں ہماری گزارش ہے کہ یہی دو چیزیں قوت بازو اور اسلحہ کی درستی کا معالج کے لیے ہونا بھی بہت ضروری ہیں۔[1]

بیماری میں قرآن پاک کی تاثیر

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴾ (بنی اسرائیل : ۱۷/ ۸۲)

''اور ہم قرآن میں سے جو اتارتے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے تندرستی اور رحمت ہے جب کہ کافروں کو اور زیادہ نقصان دیتا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب قرآن کریم کے بارے میں فرماتا ہے کہ ''یہ شفاء اور رحمت ہے۔'' یعنی امراض قلب' شک ونفاق' شرک وکجی اور حق سے دوری وغیرہ کو دور کرتا ہے اور ان سب بیماریوں سے شفاء بخشتا ہے۔

نیز فرمایا ''یہ رحمت ہے'' جس سے ایمان' حکمت' طلب خیر اور خیر کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ مگر یہ رحمت اسی کو حاصل ہوتی ہے جو اس پر ایمان لائے' اس کی تصدیق کرے اور اس کی اتباع کرے تو یہ اس کے حق میں رحمت ہے۔ لیکن جو کافر ہے' وہ ظالم اسے جس قدر سنے گا تو جب تک ایمان نہیں لاتا اس میں اس سے بعد اور کفر میں اضافہ ہوگا۔ اس میں قصور قرآن پاک کا نہیں' کافر کا خود اپنا ہے۔[2]

اگر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

---

[1] زاد المعاد ص ۴۷۔ ۴۸ ابن قیم رحمہ اللہ۔

[2] تفسیر ابن کثیر ص ۳/ ۵۴۔

اگر دن کے وقت چمگادڑ نظر نہیں آتا تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے؟(مترجم)

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ (یونس : ۱۰/ ۵۷)

''اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور شفاء آئی ہے۔ اور دلوں میں جو (کفر وشرک اور شک کی) بیماریاں ہین ان کی دواء آئی ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت ورحمت ہے۔''

مطلب ہے کہ سینوں میں جو شک و ریب' شہوات اور بدعقیدگی اور بداخلاقی کی نجاستیں اور گرد وغبار ہے' اس کی صفائی کر کے انہیں صحت یاب کر دیتی ہے۔ اور اس کے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس کتاب میں بیان ہوا ہے اس پر یقین رکھنے والے لوگوں اور تصدیق کرنے والوں اور ایمان لانے والوں کو اس کے ذریعہ سے ہدایت و رحمت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔[1]

ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۝﴾ (حم السجدہ : ۴۱/ ۴۴)

''کہہ دیجیے یہ ایمانداروں کے لیے ہدایت اور شفاء ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝﴾ (العنکبوت : ۲۹/ ۵۱)

''کیا یہی (نشانی) ان لوگوں کے لیے کافی نہیں ہے کہ بے شک ہم نے آپ پر کتاب (قرآن) نازل کی ہے' جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے' بے شک اس میں ایماندروں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔''

---

[1] تفسیرا بن کثیر ص ۲/ ۳۶۳۔

مندرجہ بالا تمام آیات کا مضمون ایک ہی محور کے گرد گھومتا ہے' کہ یہ قرآن پاک شک و ریب کے تمام امراض سے شفاء بخش ہے اور ایمانداروں کے لیے باعث رحمت ہے۔ اور دوسری بہت سی آیات بھی اس کا مفہوم بیان کرتی ہیں کہ قرآن پاک کی تلاوت کی فضیلت کیا ہے اور کثرت ذکر کی کیا تاثیر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾ (الرعد : ۱۳/ ۲۸)

''جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر کے ساتھ مطمئن ہوتے ہیں خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾

(احزاب : ۳۳/ ۳۵)

''اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے (آخرت میں) مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

سورۂ بقرہ پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَءُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ))۔[1]

''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ' شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے' جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔''

سورۂ فاتحہ سب سے بہتر دم ہے

بہت سی احادیث اور سنت مطہرہ قرآن پاک کی تلاوت کی فضیلت بیان کرتی ہیں اور

---

[1] مسلم۔ کتاب المسافرین: باب استحباب النافلة فی بیته (ح ۷۸۰)

ان میں قرآن کے ذریعہ شفاء طلبی اور دم کے دلائل ملتے ہیں' جیسے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے کہ جب وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے تھے' تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہیں کی تھی' پھر ان کے بڑے سردار کو کسی بچھو نے ڈس لیا' وہ دم کے لیے آئے تو انہوں نے تیس بکریاں لی تھیں۔ بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اطمینان قلب کے لیے فرمایا: ''میرے لیے بھی ان میں حصہ رکھ لو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت دم والی ہے؟''[1] انہوں نے کہا: میرے دل میں یہ خیال آ گیا تھا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کہا تھا' کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ رقیہ (دم) ہے؟ یہ دلیل ہے کہ یہ سورت دم کی ہے اور اسے سانپ گزیدہ' یا عام مریض' یا کسی بھی بیماری والے اور آفت زدہ پر دم کر کے پڑھا جائے' تو یہ عمل مستحب ہے۔[2]

> سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں فوت ہوئے اس دوران آپ اپنی ذات اقدس پر معوذات قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔ اور جب آپ کی طبیعت سخت بوجھل ہوگئی تو پھر میں پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر دم کیا کرتی تھی' کیونکہ آپ کے ہاتھوں میں زیادہ برکت تھی۔[3]

اسی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب سے عظیم اور نفع بخش علاج وہ ہے جو کتاب وسنت سے ثابت شدہ شرعی دموں کے ذریعہ کیا جائے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بفاتحۃ الکتاب (ح ۵۷۳۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن والاذکار (ح ۲۲۰۱)

[2] صحیح مسلم بشرح النووی ۱۴/ ۱۸۸

[3] بخاری۔ کتاب الطب: الرقی بالقرآن والمعوذات (ح ۵۷۳۵)
مسلم۔ کتاب السلام: باب رقیۃ المریض بالمعوذات (ح ۲۱۹۲)

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جائز اور شرعی دم کرنے میں بہت ہی بھلائی ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں مروی ہے عبدالعزیز کہتے ہیں کہ میں اور سیدنا ثابت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ سیدنا ثابت نے کہا: اے ابوحمزہ (انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) میں بیمار ہوں۔" سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں تجھے وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کا بتایا ہوا ہے؟" ثابت نے کہا: "کیوں نہیں ضرور کریں۔" تو انہوں نے کہا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا[1]

"اے میرے اللہ! لوگوں کے رب! بیماری دور کرنے والے! شفاء دے دے! تو ہی شفاء دینے والا ہے کوئی شفاء دینے والا نہیں مگر تو ہی ایسی شفاء دے کہ جو کسی بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔"

سیدنا جبیر اپنے باپ سے اور وہ عوف بن مالک اشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دور جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ))[2]

"اپنے دم میرے سامنے پیش کرو اور فرمایا اس دم میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔"

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن پاک قلبی و بدنی دنیاوی و اخروی تمام بیماریوں کے لیے شفائے کامل بن کر آیا ہے۔ مگر نہ تو ہر ایک اس سے شفاء طلبی کی اہلیت رکھتا ہے اور نہ اس سے ہر ایک کو شفاء طلبی کی توفیق ہی ملتی ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ جب مریض اس کے ذریعہ یقین و ایمان اور قبولیت کی امید اور پختہ اعتقاد اور اس کی تمام شرائط پوری

---

[1] بخاري۔ كتاب الطب: باب رقية النبي ﷺ (ح ۵۷۴۲)

[2] مسلم۔ كتاب السلام: باب لا باس بالرقى مالم يكن فيه شرك (ح ۲۲۰۰)

کرتے ہوئے علاج معالجہ کرے گا اور بیماری کے خلاف اسے عمدہ طریق علاج کے طور پر اپناتا رہے گا، تو بیماری اس کا مقابلہ کبھی نہ کر سکے گی، آخر اس کے سامنے زیر ہوگی۔ اور یہ بیماریاں اس رب ارض و سماء کے کلام کا مقابلہ کر بھی کیونکر سکتی ہیں جب کہ یہ وہ کلام ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے پہاڑوں پر نازل فرماتے تو وہ پھٹ جاتے؟![1] اگر زمین پر نازل کرتے تو وہ کٹ جاتی! ہاں امراض قلب و بدن میں سے کوئی بھی بیماری ایسی نہیں جس کے علاج کا طریقہ قرآن پاک نے نہ بتایا ہو اور اس کا سبب اور پرہیز بھی بیان نہ کیا ہو، لیکن یہ اس کے لیے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے بارے میں فہم وذکاء عطاء کیا ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۵۱)

''کیا ان کے لیے یہی نشانی کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب (قرآن) نازل کی، جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بے شک اس میں ایمانداروں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔''

لہٰذا جو قرآن پاک سے شفاء حاصل نہ کرے اللہ تعالیٰ اسے شفاء ہی نہ دے! اور جسے قرآن کفایت نہ کرے، اسے اللہ تعالیٰ کفایت نہ کرے![2]

---

[1] اس جملہ کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی کرتا ہے:
﴿لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ﴾۔ الحدیث۔
اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر بھی نازل کرتے تو تُو اس کو دیکھتا وہ اللہ کے ڈر سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا

[2] طب نبوی: ص۵۲۵۔ ۵۲۶۔

علاج کی اقسام

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
نبی ﷺ مرض کا علاج تین اقسام پر کیا کرتے تھے:
① طبعی دواؤں کے ساتھ ② الٰہی دواؤں کے ساتھ ③ الٰہی اور طبعی دونوں کو ملا کر۔[1] ہم پہلے الٰہی دواؤں کے ذریعہ علاج کرنے سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔

الٰہی دوائیں

ان سے مراد شرعی دم ہیں' جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں۔ طریقہ علاج پہلے ہم دم (رقیۃ) کے معنی و مفہوم اور اقسام بیان کرتے ہیں:
اَلرُّقْيَةُ الْعُوْذَةُ رقیہ (دم) سے مراد پناہ میں آنا ہے اس کی جمع رُقی ہے' روبہ شاعر کہتا ہے:

فَمَا تَرَكَا مِنْ عُوْذَةٍ يَعْرِفَانِهَا
وَلَا رُقْيَةٍ اِلَّا بِهَا رَقَيَانِيْ

انہوں نے کوئی' تعویذ اور دم نہ چھوڑا' جس کو وہ جانتے تھے' مگر یہ سب کچھ میرے اوپر کیا' مگر مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔
ابن اثیر نے کہا: رقیہ' یا دم سے مراد وہ عمل ہے' جس کے ذریعہ سے کسی بیمار' مثلاً: بخار زدہ' صرع (مرگی زدہ) جیسی آفات والے کو دم کیا جائے۔[2]

---

[1] زاد المعاد ۴/ ۲۴

[2] لسان العرب ۱۴/ ۳۳۲ ابن منظور الافریقی مکتبۃ تجاریہ مکۃ المکرمہ۔

دَم کی دو قسمیں ہیں: ① شرعی دَم ② شرکیہ دَم

شرعی دَم اور اس کی شرائط

شرعی دم کی کچھ ضروری شرائط اور ضابطے ہیں جن کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔
شرع نے ہمارے لیے وہ ضابطے اور شرائط کھل کر بیان کیے ہیں:

① دم اللہ تعالیٰ کے کلام' اس کے نام اور صفات کے ذریعہ سے کیا جائے۔

② دم عربی زبان میں ہو' یا ایسی زبان میں ہو جس کا معنی سمجھ میں آتا ہو۔

③ یہ عقیدہ ہو کہ دم بذات خود تاثیر نہیں رکھتا' اس میں اثر من جانب اللہ پیدا ہوتا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ عَلٰی جَوَازِ الرُّقٰی عِنْدَ اجْتِمَاعِ هٰذِهِ الشُّرُوْطِ))[1]

''مذکورہ بالا شرائط کے پائے جانے کے بعد دم کے جواز پر علمائے کرام کا اجماع ہے۔''

④ سنت کی روشنی میں مزید ایک چوتھی شرط سامنے آتی ہے' اور وہ بہت ضروری ہے کہ دم میں شرکیہ الفاظ کی ذرہ بھر آمیزش نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ شرکیہ دم جائز نہیں' نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا بَاْسَ بِالرُّقٰی مَالَمْ یَكُنْ فِیْهِ شِرْكٌ))۔[2]

''اس دم میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔''

ایک بات جس کا ڈر شرعی دم کرنے والے سے بھی ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے وہ خطرناک مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ دم کرنے والا کبھی تو جادوگروں کی

[1] فتح الباری ص ۱۰/ ۲۰۶ ابن حجر

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب لاباس بالرقی مالم یکن فیه شرك (ح ۲۲۰۰)

(جاسم دوسری کہتے ہیں حدیث حسن ہے النہج السدید ص ۱۵۱ مجمع الزوائد ص ۵/ ۱۱۷)

اور کبھی شعبدہ بازوں کی مشابہت اختیار کر جاتا ہے۔ یہ مشابہت بھی بالکل اسی طرح غلط ہے جس طرح شرکیہ دم یا جادوگری کے دم وغیرہ غلط ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ اَوْتُطُيِّرَلَهُ اَوْتَكَهَّنَ اَوْتُكُهِّنَ لَهُ اَوْسَحَرَ اَوْ سُحِرَلَهُ))[1]

''وہ ہم میں سے نہیں جو بدشگونی پکڑے' یا جس کے لیے بدشگونی پکڑی جائے' یا کہانت کا کام کرے یا جس کے لیے کہانت کا کام کیا جائے' یا وہ جادو کا کام کرے یا اس کے لیے جادو کا کام کیا جائے۔''

جس طرح جادوگر یا شعبدہ باز سے دم کروانا صحیح نہیں' اسی طرح کاھن اور نجومی سے بھی دم کروانا جائز نہیں۔ ان شاء اللہ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔

⑤ مذکورہ بالا شرائط میں ایک پانچویں شرط کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے' کہ وہ دم جھاڑ حرام کیفیت پر نہ ہو اور جان بوجھ کر حالت جنابت میں نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی مقبرہ اور حمام میں بیٹھ کر دم کیا جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جن دموں کا معنی سمجھ میں نہ آئے وہ جائز نہیں' خصوصاً جس میں شرک ہو اور یہ تو بالکل حرام ہے۔ اور اکثر اھل عزیمت جن دموں کے بارے میں کہیں کہ ان میں شرک ہے' وہ بھی حرام ہے۔ اور یہ بھی غور کریں کہ کبھی دم کرنے والے بظاہر قرآن ہی پڑھتے ہیں اور اسے نمایاں آواز سے پڑھتے ہیں' مگر درپردہ چھپا کر وہ شرکیہ دم پڑھتے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اور رسول کریم ﷺ نے شفاء طلبی کے لیے جو دم پڑھنے' جائز قرار دیئے ہیں ہمارے لیے وہی کافی ہیں۔''[2]

---

[1] طبرانی فی الکبیر ۱۸/ ۱۶۲) والبزار کمافی المجمع (۵/ ۱۱۷) وصححه الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح الجامع ۵۴۳۵)۔

[2] الصیاح الدلالة ص ۴۵ ابن تیمیة رحمہ اللہ۔

شرعی دم کیلئے چند نہایت ہی اہم قاعدے

جو شخص شرعی دم کرتا ہے' دراصل وہ بہت ہی مضبوط الٰہی ہتھیار اختیار کرتا ہے۔ اور ہتھیار اسی کا کارگر ہوتا ہے جو اسے چلاتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
الٰہی اسلحہ استعمال ہو' تو پھر اللہ کے حکم سے نتیجہ بھی بہت عمدہ نکلتا ہے۔ لہٰذا دم کرنے والا اور جس پر دم ہو رہا ہے انہیں درج ذیل اہم امور پر زیادہ سے زیادہ عبور رکھنا چاہئے۔
وہ امور جو معالج کے لیے وافر مقدار میں موجود ہونے چاہئیں' ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ حسن اعتقاد کا حامل ہو۔

۱ حسن اعتقاد

اس کا مطلب یہ ہے کہ معالج اس امت کے سلف صالحین کا عقیدہ اپنائے اور امور شرکیہ اور بدعت کے کاموں سے کلی طور پر اجتناب کرے۔ بعض روحانی معالج دوران علاج شعبدہ بازوں کی نقل کرتے ہیں۔ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))[1]

"جس نے ہمارے اس معاملہ (دین) میں وہ چیز پیدا کی جو اس میں پہلے سے موجود نہیں تو یہ مردود ہے۔"

حسن اعتقاد کا اہم جزء یہ ہے کہ معالج و مریض اللہ تعالیٰ کی جانب سچی توجہ کریں اور اللہ سبحانہٗ پر توکل رکھیں۔ ارشاد ربانی ہے:

---

[1] بخاری۔ کتاب الصلح: باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود (ح ۲۶۹۷)
مسلم۔ کتاب الاقضیة: باب نقض الاحکام الباطلة و رد محدثات الامور (ح ۱۷۱۸)

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (المائدہ: ۵/ ۲۳)

''اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو اگر تم ایماندار ہو۔''

حسن اعتقاد کا دوسرا اہم جزء یہ ہے کہ معالج وغیرہ کو یہ بخوبی علم ہو کہ نفع و نقصان صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' اللہ کے سوا کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا اور اللہ کے سوا کوئی نقصان پہنچانے والا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

(یونس: ۱۰/ ۱۰۷)

''اگر تجھے اللہ تعالیٰ تکلیف پہنچائے' تو اسے اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی واپس لوٹانے (روکنے) والا نہیں' اللہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

۲ نیت کا اخلاص اور حسن مقصد

اللہ کے فضل سے دم پڑھنے میں اخلاص نیت کی بہت تاثیر ہے' خصوصاً جب کہ معالج اپنی قراءت کے دوران اسے حاضر رکھے اور اس کا مقصد قراءت کے ذریعہ سے دولت سمیٹنا اور ریا کاری نہ ہو' بلکہ اس کا ارادہ ہو کہ خدمت خلق کے عوض دار آخرت میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے وہ ملے اور اللہ کے پاس سے اجر وثواب اس کا نصب العین ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ))[1]

''جس نے کسی مؤمن کی کوئی دنیاوی مصیبت دور کی اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس

---

[1] مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن (ح ۲۶۹۹)

کی روز قیامت کی مصیبت دور کرے گا۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البینہ: ۹۸/ ۵)

"اور نہیں وہ حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ خالصتاً صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔"

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰى))۔[1]

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔"

اور نبی ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:

((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً))[2]

"(اے سعد) بے شک اگر تو لمبی عمر پائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضاء کے عمل کرے تو اس سے تیرے درجہ اور بلندی میں اضافہ ہوگا۔"

۳ اطاعت کے کاموں میں سبقت اور معصیت سے نفرت

جس قدر معالج اللہ کی جانب قریب تر ہوگا' اللہ کے حکم سے اس کی قراءت میں اسی قدر زیادہ اثر ہوگا۔ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو تاثیر بھی الٹ جائے گی۔ اطاعت میں کمزوری اور معصیتوں میں حیلہ زوری کی وجہ سے انسان پر شیطان کا تسلط قائم رہتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

---

[1] بخاری۔ کتاب بدء الوحی: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ (ح ؟؟؟)
مسلم۔ کتاب الامارۃ: باب قولہ ﷺ انما الاعمال بالنیۃ (ح ۱۹۰۷)

[2] بخاری۔ کتاب الجنائز: باب رثاء النبی ﷺ سعد بن خولۃ (ح ۱۲۹۵)
مسلم۔ کتاب الوصیۃ: باب الوصیۃ بالثلث (ح ۱۶۲۸)

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝﴾

(الزخرف: ۴۳/۳۶)

''اور جو بھی رحمٰن کے ذکر سے اندھا پن اختیار کرے گا' (منہ موڑ لے گا) ہم اس کے لیے شیطان مقرر کر دیتے ہیں' پس وہ اس کا ہم نشیں بن جاتا ہے۔''

لہٰذا معالج کے لیے بہت ضروری ہے کہ اس کی ذات ایک بہترین صالحیت کا مرقع ہو' پانچ وقت نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے ذریعہ سے ان کی نگہداشت رکھتا ہو۔ صداقت و امانت اور صبر و رضاء کا حسین پیکر ہو اور ان کا التزام رکھتا ہو۔

۴ مشکوک اور حرام کاموں سے کنارہ کش ہونا

اہم ترین بات یہ ہے کہ دم کا بہانہ کر کے اجنبی عورت سے خلوت میں نہ بیٹھے۔ حدیث میں اس بارے میں سخت وعید ہے۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ))

''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو۔''

انصار کا ایک آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ کا دیور' جیٹھ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یعنی کیا اس کا بھابھی کے ہاں داخل ہونا بھی منع ہے؟ (یعنی بھابھی وغیرہ اس سے بھی پردہ کریں گی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیور' جیٹھ تو اس بارے میں موت کی حیثیت رکھتے ہیں۔''[1]

دوسری حدیث میں ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ))۔[2]

''آج کے دن کے بعد کوئی آدمی بھی اس عورت کے پاس داخل نہ ہو جس کا

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب لا یخلون رجل بامراۃ الا ذو محرم (ح ۵۲۳۲)
مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا (ح ۲۱۷۲)

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ (ح ۲۱۷۳)

خاوند گھر میں موجود نہیں، مگر اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ضرور ہوں (تب اجازت ہے)۔''

ان احادیث کے پیش نظر کوئی مؤمن دم پڑھنے والا کسی عورت پر اکیلے میں یا بند کمرے میں دم نہیں پڑھے گا۔ اور جو دم پڑھنے والا اس طرح کا مطالبہ کرے تو وہ فاسق آدمی ہے۔ اس سے دم پڑھوانے کی بجائے اسے جوتے لگا کر گھر سے نکال دینا چاہئے۔

⑤ معالج اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دے

بعض اوقات مریض جونہی حاضر خدمت ہو معالج اس کے پاس بیٹھ کر فوراً دم پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ مریض پر معصیتوں کی علامات نمایاں ہوتی ہیں اور بعض اوقات اس کے حالات یہاں تک واضح معلوم ہوتے ہیں کہ مریض دین پر بھی قائم نہیں ہوتا، اور معالج اسے کوئی نصیحت وغیرہ نہیں کرتے۔ اور یہ بہت بڑی غلطی ہے، کیونکہ بعض مریضوں کو آسیب زدگی اور مصیبت آتی ہی اللہ تعالیٰ سے دوری کی وجہ سے ہے، خصوصاً جنوں کا تسلط وغلبہ ہوتا ہی اس وجہ سے ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ شریر جنات اکثر تسلط ہی ان پر جماتے ہیں جن میں دین کی قلت، دلوں کی ویرانی اور ذکر باری تعالیٰ سے دلوں اور زبانوں کی ناآشنائی ہوتی ہے، جس سے وظائف شرعیہ اور تحفظات نبویہ وایمانیہ میں کمزوری آ جاتی ہے۔[1]

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (حم السجدۃ: ۴۱/ ۳۳)

''اور اس شخص سے بات کے لحاظ سے کون بہتر ہے، جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے بے شک میں مسلمان ہوں؟''

---

[1] زاد المعاد لابن قیم رحمہ اللہ ۴/ ۶۹۔

معالج کے لیے یہ ضروری ہے کہ دم پڑھنے کے ساتھ ساتھ دعوت کے فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پہلو کو بھی مدنظر رکھے، مریض اور اسکے متعلقہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ، نمازوں کی حفاظت، ذکر و دعاء کی کثرت اور نافرمانیوں سے کنارہ کش رہنے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر و استقامت اختیار کرنے کی تلقین کرے۔

۶ مریض کے اسرار و رموز کو پردۂ اخفا میں رکھے

معالج کسی کے سامنے مریض کا راز نمایاں نہ کرے۔ اور اگر کوئی بات کرنی ضروری ہو تو اس مریض کا نام واضح نہ کرے، کیونکہ کوئی بھی شریف آدمی یہ حرکت پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا لوگوں کے اندرونی حالات اور اسرار فاش نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ))۔[1]

''جس سے مشورہ طلب کیا جائے، وہ اس کے پاس امانت رکھا گیا ہے۔''

اور نبی ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔[2]

''جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

۷ مریض کے حالات کی معلومات رکھنا

معالج پر فرض ہے کہ وہ مریض کے حالات کی معرفت حاصل کرے۔ ہمارے گزشتہ

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الادب: باب فی المشورۃ (ح ۵۱۲۸)
ترمذی۔ کتاب الادب: باب ماجاء ان المستشار موتمن (ح ۲۸۲۲)
ابن ماجه۔ کتاب الادب: باب المستشار موتمن (ح ۳۷۴۵)

[2] بخاری۔ کتاب المظالم: باب لا یظلم المسلم والمسلم ولا یسلمه (ح ۲۴۴۲)
مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب تحریم الظلم (ح ۲۵۸۰)
(مسلم ج ۴/ ۱۹۹۴ رقم ۲۲۵۹۰)

بیان سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے' کہ مرض کی تشخیص نصف علاج ہے۔ مریض کے احوال کی گہرائی میں اترنا' اس کے مرض کے اسباب و متعلقات کی پہچان کرنا' اہم ترین معاملہ ہے' کیونکہ یہ مرض اور اس کے علاج تک پہنچنے کے لیے اولین معاون چیز ہے۔ معرفت احوال مندرجہ ذیل چند طریقوں سے حاصل ہوتی ہے:

(الف) فراست سے مریض کے حالات معلوم کرنا

جیسے کہ امام رازی نے اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((اَلْاِسْتِدْلَالُ بِالْاَحْوَالِ الظَّاهِرَةِ عَلَى الْاَخْلَاقِ الْبَاطِنَةِ))[1]

"(فراست سے مراد مریض کے) ظاہری احوال سے' باطنی و اندرونی عادات و اطوار پر معلومات حاصل کرنا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴾ (الحجر: ۱۵/۷۵)

"بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں پہچاننے والوں کے لئے۔"

ہماری اس بات پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بہترین شاہد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک لونڈی کو دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہی مائل ہے' رنگ تبدیل سا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ))[2]

"اسے دم کروائیں' اسے نظر لگی ہے۔"

(ب) وہ ذرائع جن کے ذریعہ سے مریض کے احوال کی پہچان ہوتی ہے ایک یہ بھی ہے کہ مریض سے اس کے حالات کے متعلق ایسے سوالات کئے جائیں' اگرچہ وہ انکل ہی ہوں مگر وہ علامت کے طور معتبر ہوں اور اس کے مرض کی حالت واضح کرتے

---

[1] الفراسة للرازی۔

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب رقیة العین (ح ۵۷۳۹)
مسلم۔ کتاب السلام: باب استحباب الرقیة من العین (ح ۲۱۹۷)

ہوں، اسی طرح مریض کے گھر والوں سے بھی مریض کے حالات دریافت کرنے چاہئیں، کیونکہ یہ بھی معالج کے لیے بعض معاملات میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

(ح) ان اسباب میں سے ایک تجربہ و آزمائش بھی ہے۔ یہ مریض کے مرض کی حالت کی پہچان میں بہت زیادہ اثر رکھتا ہے۔

۸ جنات کی حقیقت کی پہچان ہو

معالج جنوں کی دھمکیوں سے مرعوب اور خوفزدہ نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ ﴾ (الجن : ۷۲/ ۶)

"کہ انسانوں میں سے بعض لوگ جنوں کے بعض افراد سے پناہ مانگتے تھے جس سے ان کے تکبر میں اضافہ ہوگیا۔"

معالج کو یہ بھی معلوم ہو کہ شیطان کی ہر تدبیر ضعیف اور کمزور ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ ﴾ (النساء : ۴/ ۷۶)

"بے شک شیطان کی سازش کمزور ہے۔"

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

معالج اور مریض دونوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے، کہ شیطان کی سازش کمزور ہے۔ حالانکہ جنوں کو خلاف عادت بہت قوت دی گئی ہے اور یہ بہت سے واقعات سے ثابت ہے۔ تاہم مقابلے میں وہ انتہائی ضعیف و کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ العظیم کا فرمان سچ ہے کہ شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔[1]

معالج کو یہ بات بھی یاد رہے کہ جن زیادہ تر جھوٹ بولتے ہیں، اور وہ ہر معاملہ میں

[1] الطب النبوی ص ۱۹۲ ابن قیم رحمة الله علیه۔

سچے نہیں ہوتے۔ جیسے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ''جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رات کو آ کر اناج اٹھانے والے کو پکڑا تو آئندہ نہ آنے کا پختہ وعدہ کرنے کے باوجود وعدہ خلافی کرتا رہا' اور آخر جان بچانے کے لیے اس نے آیت الکرسی بتائی تھی۔ تو آپ نے فرمایا تھا:

((صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ)) [1]

''اس نے سچ کہا ہے' حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔'' [2]

۹ مریض اور اس کے اہل خانہ کی طبیعت خوش رکھنا

مرض کوئی بھی ہو' مریض کے دل پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ بعض اوقات مریض اپنے اوپر طاری مرض کی شفاء یابی کے متعلق شکوک و وسواس کا شکار ہو جاتا ہے اور کافی عرصہ اس میں مبتلا رہتا ہے۔ تو اس صورت میں معالج پر فریضہ عائد ہو جاتا ہے کہ وہ مریض کے دل میں امید کی روح بیدار کرے اور مرض کا معاملہ اس پر آسان کرے' اور اپنی اہمیت جتانے کے لیے اسے ہولناک نہ بنا دے۔

کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے مریض اپنی بیماری کی ہیبت کی بھینٹ چڑھ گئے اور ان کے مضبوط قویٰ شکست و ریخت کا شکار ہو گئے۔ اور کتنے ہی مریض مرض پر غالب آنے کی وجہ سے اللہ کے حکم سے شفاء یاب ہوئے ہیں۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي الْأَجَلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَهُوَ يُطَيِّبُ نَفْسَ الْمَرِيضِ)). [3]

''جب تم مریض کے ہاں جاؤ تو اس کے سامنے اجل و موت کی مدت میں توسیع

---

[1] بخاری کتاب فضائل القرآن: باب فضل سورة البقرة (ح ۵۰۱۰)

[2] اس کی وضاحت پہلے تخریج میں گزر چکی ہے۔

[3] ترمذی۔ کتاب الطب: ۳۵ (ح ۲۰۸۷) اس کی سند میں موسیٰ بن محمد تیمی منکر الحدیث ہے۔ میزان میں ہے اس کی حدیث منکر ہے۔ نیز دیکھئے ضعیف ترمذی (۳۶۷/ ۲۱۸۳)

کا اظہار کرو (یعنی کہو کہ تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے ان شاء اللہ) اس سے موت تو نہیں روکی جا سکتی تاہم مریض کا دل خوش ہو جاتا ہے۔‘‘

کیا علاج کرانا توکل کے خلاف ہے؟

علاج پسند نہ کرنے والوں کا جواز

بعض اہل علم نے علاج معالجہ کرانے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی باب بندی سے استدلال کرتے ہیں جو انہوں نے اس موضوع پر کی ہے کہ باب من لم یرق (یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو دم نہیں کرواتا)۔

اور اس کے تحت اپنی سند سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے، جس سے یہ حضرات دلیل پکڑ کر کہتے ہیں علاج کروانا مکروہ عمل ہے۔ اور وہ حدیث یوں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:

امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ ایک نبی گزرے، ان کے ساتھ ایک آدمی تھا، اور دوسرے نبی گزرے ان کے ساتھ دو آدمی تھے۔ تیسرے نبی گزر رہے ہیں ان کے ساتھ ایک گروہ گزر رہا ہے۔ اور چوتھے نبی گزر رہے ہیں ان کے ساتھ ایک بھی شخص نہیں اور وہ بالکل تنہا ہیں۔ اسی حالت میں دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ جو افقوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے پُر اُمید ہو کر کہا: ’’یہ میری امت ہوگی؟‘‘ جواب ملا: یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔‘‘ مجھے حکم ہوا ابھی انتظار کیجئے۔ تب میں نے دیکھا کہ بہت بڑی جماعت ہے۔ بتایا گیا کہ یہ ہے آپ کی امت! اور ان کے ساتھ ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ فرما کر آپؐ تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید وضاحت نہیں فرمائی۔ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں مباحثہ کر رہے ہیں، کہ یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں،

انہوں نے کہا کہ یہ ہم تو نہیں ہو سکتے' کیونکہ ہماری تو پیدائش شرک میں ہوئی ہے' اور ہم بعد میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ اگر ہوں گے تو یہ ہمارے بیٹے ہوں گے جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ بات نبی ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ))۔

''یہ وہ لوگ ہیں جو بدشگونی نہیں پکڑتے' داغ نہیں لگواتے' دم نہیں کرواتے' اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

تو یہ سنتے ہی سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! ...... کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تو بھی ہے۔'' ایک اور کھڑے ہوئے انہوں نے بھی کہا: کہ ''کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ بازی لے گئے ہیں۔'' [1]

اس غلط فہمی پر مبنی دلیل کا جواب

تیسیر العزیز الحمید کتاب کے مصنف فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ یہ حدیث یہ نہیں بتاتی کہ اسباب کو بالکل بروئے کار ہی نہ لایا جائے' جیسا کہ اس حقیقت سے ناآشنا بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اسباب و وسائل کو استعمال کرنا ایک فطری ضرورت ہے' جس سے کسی صورت بھی کسی کو چھٹکارا نہیں' یہاں تک کہ حیوان بھی ان کے ضرورت مند ہیں' بلکہ توکل بذات خود سب سے بڑے سبب کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۝﴾ (الطلاق : ۶۵/ ۳)

''اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اکیلا اللہ ہی) اسے کافی ہے۔''

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب مَنْ لم یرق (ح ۵۷۵۲)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب (ح ۲۲۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کا کافی ہونا خود توکل کے لیے عظیم ترین ذریعہ ہے۔ اس حدیث سے دراصل مراد یہ ہے کہ یہ وہ نیک بخت لوگ ہیں جنہیں سخت ضرورت بھی ہے کہ اسباب استعمال میں لائیں' اس کے باوجود وہ اللہ پر توکل رکھتے ہوئے ان مکروہ اور ناجائز امور کو بروئے کار نہیں لاتے' بلکہ انہیں ترک کر دیتے ہیں۔ دم کروانا' داغ لگوانا وغیرہ ترک کرنا' وہ اس وجہ سے نہیں کرتے' کہ یہ علاج کا جائز سبب نہیں' بلکہ وہ اس وجہ سے ترک کرتے ہیں کہ یہ مکروہ اسباب میں سے ہیں۔ اور خصوصاً مریض کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ جسے شفاء کا سبب تصور کرتا ہے خواہ وہ تو مکڑی کی تار ہی ہو اس کا سہارا لینے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کہ یہ لوگ ایسا نہیں کرتے تو گویا وہ رب پر صحیح معنوں میں توکل کرتے ہیں۔

باقی رہی بات اسباب کو بروئے کار لانے کی' یا کوئی جائز ذریعہ علاج اپنانے کی' تو اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ہی یہ توکل میں کوئی عیب پیدا کرتا ہے اور نہ ہی اس جائز طریقہ علاج کو اختیار کرنا کوئی برا کام ہے۔ بخاری' مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے:

((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً))

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری اتاری ہے اس کا علاج بھی اتارا ہے۔''[1]

اور سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ کچھ دیہاتی آئے اور انہوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج کروا سکتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! اے اللہ کے بندو! علاج کرواؤ' اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں بنائی مگر اس کا علاج بھی اتارا ہے۔ صرف ایک بیماری ہے جس کا علاج نہیں۔ انہوں نے عرض کی ''وہ کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ بڑھاپا ہے۔''[2]

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء (ح ۵۶۷۸) ولم اجده فی صحیح مسلم۔

[2] ابوداؤد کتاب الطب: باب الرجل یتداوی (ح ۳۸۵۵)
ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فی الدواء والحث علیه (ح ۲۰۳۸)
ابن ماجه۔ کتاب انطب: باب ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء (ح ۳۴۳۶)

کچھ احادیث کا ذکر کرنے کے بعد ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ احادیث اسباب اور مسببات کے اثبات کو ضمن میں لیے ہوئے ہیں اور جو اسباب اور علاج کا انکاری ہے' اس کے قول کو بھی غلط قرار دیتی ہیں' کیونکہ علاج اور اسباب وغیرہ اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں' جس طرح بھوک پیاس' گرمی' سردی وغیرہ کی تکلیف دور کرنا توکل کے منافی نہیں۔ بلکہ توحید کی حقیقت پوری ہی تب ہوتی ہے جب اللہ کو پکارنے کے ساتھ ساتھ وہ اسباب بروئے کار لائے جائیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے تقدیری اور شرعی تقاضے پورے کرنے والے مفہومات کے ساتھ ہمارے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اور ان اسباب کو بے کار قرار دینا عاجزی ہے جو الٹا توکل میں عیب پیدا کر دیتی ہے۔ کیونکہ ان اسباب کو اختیار کرنے والا خیال کرتا ہے کہ ان اسباب کو ترک کرنا اللہ پر توکل کرنے سے زیادہ قوت والی بات ہے' حالانکہ ان اسباب کو ترک کرنا عاجز آنا ہے جو کہ توکل کی حقیقت کے ہی خلاف ہے' کیونکہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ دین و دنیا کے ہر نفع و نقصان کی بابت اپنا دلی اعتماد اللہ تعالیٰ کے اوپر کرنا' مگر اس اعتماد کے ساتھ اسباب کا ملنا بہت ضروری ہے۔ وگرنہ امر' حکمت' اور شرع ہر چیز بے کار ہو جائیں گی۔ اور یہ آدمی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ عاجزی و درماندگی کو توکل کا نام دے اور جو حقیقی توکل ہے اس کا نام عدم توکل رکھ دے۔[1] یہ جائز نہیں ہے۔''

شیخ صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ سے سوال

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ کیا دم کرنا توکل کے منافی ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ توکل نفع و نقصان میں اللہ عزوجل پر سچا اعتماد کرنے کا نام ہے' اور اس اعتماد کے ساتھ ساتھ وہ اسباب بھی بروئے کار لائے جائیں جنہیں اللہ نے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ توکل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بغیر اسباب اختیار کیے ہی اللہ پر

[1] تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید۔ ص ۱۰۰/ ۱۱۱

اعتماد کیا جائے۔ بغیر اسباب اختیار کیے اللہ پر توکل کرنا دراصل اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی حکمت پر تنقید کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نتائج کو اسباب کے ساتھ رکھا ہے' اور یہ اسباب و ذرائع چھوڑ دینے کا مطلب ہے کہ ہمیں اللہ کا نظام اچھا نہیں لگا۔

یہاں ایک اور سوال سامنے آتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ اللہ پر توکل کس کا تھا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

اب سوال ہے کہ کیا آپ ﷺ ضرر رسانی سے بچاؤ کے لیے اسباب استعمال کرتے تھے یا نہیں؟

تو اس کا جواب اثبات میں ہے کہ آپ ﷺ جب میدان جنگ میں اترتے ہیں تو زرہ پہن لیتے ہیں' تاکہ تیروں سے محفوظ رہیں۔ بلکہ غزوۂ احد میں آپ نے دو زرہیں زیب تن کی ہوئی تھیں۔[1] یہ سب کچھ آنے والے واقعات کے متعلق پیش بندی کے طور پر تیاری تھی۔

تو ثابت ہوا اسباب کو بروئے کار لانا توکل کے منافی نہیں بلکہ عین توکل ہے' بشرطیکہ انسان کا عقیدہ یہ ہو کہ یہ محض اسباب ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ان کی کوئی تاثیر نہیں اور ان میں تاثیر اللہ کے حکم سے ہی پیدا ہوگی۔

اسی اصول پر قراءت (دم) کرنے کا معاملہ ہے' پس جب آدمی دم پڑھ کر خود پر دم کر سکتا ہے' تو وہی حیثیت اس دم کی ہوگی جو وہ اپنے بیمار بھائیوں پر کرے گا۔ اور یہ عمل توکل کے منافی نہیں۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ اپنی ذات گرامی پر معوذات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے[2] اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بیمار ہوتے تھے تو آپ

---

[1] ترمذی۔ کتاب المناقب: باب ۹ مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (ح ۳۷۳۸)

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بالقرآن والمعوذات (ح ۵۷۳۵)

مسلم۔ کتاب السلام: باب رقیہ المریض بالمعوذات (ح ۲۱۹۲)

انہیں بھی دم کرتے تھے۔[1] واللہ اعلم۔[2]

دم کرنے پر اجرت لینے کا حکم

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ افراد سفر پر تھے۔ وہ عرب کے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے اور ان سے عرب روایت کے مطابق حق مہمانی کا مطالبہ کیا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اتفاق سے ان کے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ''تم میں سے کوئی دم کر سکتا ہے۔؟'' ایک نے کہا: ''ہاں! میں کر سکتا ہوں۔'' (وہ ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی تھے)۔ انہوں نے دم کیا اور سورۂ فاتحہ پڑھی تو آدمی تندرست ہوگیا' تو اس قبیلہ والوں نے حسب معاہدہ تیس بکریوں کا ایک ریوڑ انہیں دیا جسے انہوں نے لے لیا' مگر انہیں تصرف میں لانے سے توقف کیا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر نہ کر لیں۔ اور جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! میں نے تو صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر لب تبسم فرما ہوئے اور فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت دم ہے؟'' پھر فرمایا: ''وہ بکریاں لے سکتے ہو اور ان میں میرا حصہ بھی رکھ لو۔''[3]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ ان بکریوں میں میرا حصہ بھی مقرر کر لو' اس میں بالکل وضاحت ہے کہ دم کرنے پر خواہ وہ فاتحہ سے یا کسی بھی مسنون ذکر سے ہو' اجرت لینا حلال ہے اور اس میں ذرہ برابر کراہت نہیں اور اس میں کوئی شبہ والی بات نہیں۔[4]

---

[1] بخاری۔ کتاب المرضی: باب دعاء العائد للمریض (ح ۵۶۷۵' ۵۷۴۳)
مسلم۔ کتاب السلام: باب رقیۃ المریض بالمعوذات (ح ۲۱۹۲)

[2] مجموعۃ فتاویٰ ابن عثیمین رحمہ اللہ ج۱ ص۶۶ رقم ۳۱۔

[3] بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بفاتحۃ الکتاب (ح ۵۷۳۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن (ح ۲۲۰۱)

[4] مسند احمد ص ۴/ ۱۷۱۔ ۱۷۲ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس مفہوم کی حدیث حضرت عثمان بن ابی ==

امام احمد نے سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت اپنا ایک بیٹا لے کر آئی' جسے کوئی جن چمٹا ہوا تھا' اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

''اے اللہ کے دشمن نکل جا! میں اللہ کا رسول ہوں''!

تو وہ لڑکا صحت یاب ہوگیا۔ تو اس عورت نے دو مینڈھے کچھ پنیر اور گھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیتاً دیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا یَعْلٰی خُذِالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَخُذْ اَحَدَ الْکَبْشَیْنِ وَرُدَّ عَلَیْھَا الْاٰخَرَ))[1]

''اے یعلی! پنیر' گھی اور ایک مینڈھا لے لو' دوسرا واپس کر دو۔''

گویا دم کرنے پر اجرت تو جائز ہے مگر اس کا مطالبہ کرنا مناسب نہیں۔ اور کوئی کچھ بھی دے حیاء داری سے اور اس کا دل رکھنے کے لیے قبول کر لے۔ مگر آج کل زیادہ تر دم کرنے والے کچھ زیادہ ہی کھل گئے ہیں۔ وہ بہت زیادہ مال کا مطالبہ کر دیتے ہیں۔ بلکہ مختلف بیماریوں کے لیے دموں اور تعویذوں کے ریٹ مقرر ہیں۔ گویا ایک روحانی خدمت کو سفاکانہ تجارت بنا دیا گیا ہے اور ان عامل لوگوں کا مقصد وحید ہی مال اکٹھا کرنا بن گیا ہے۔ اور ان کی نیتوں میں جب مال طلبی کی آمیزش ہو چکی ہے تو اس کے نتیجہ میں ان کے دم سے برکت ہی اٹھ چکی ہے۔

دم کو مؤثر بنانے کا طریقہ

جو دم کرتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اللہ رب ذوالجلال پر تقویٰ رکھے' (اس سے ڈرتا رہے) مال کو ہی اپنا مطمع نظر نہ بنا لے' بے کار لمبے لمبے مطالبے پیش نظر نہ

= العاص سے ابن ماجہ رقم (۳۵۴۸) میں آتی ہے اور دارمی ص ۱/۱۰ پر سیدنا جابرؓ سے آتی ہے۔ زاد المعاد ص ۴/ ۶۸

[1] مسند احمد (۴/ ۱۷۱، ۱۷۲) وقال الھیثمی فی المجمع (۹/ ۶) رجالہ رجال الصحیح وقال العراقی فی تخریج الاحیاء (۴/ ۲۰۲) اسنادہ جید

رکھے' بلکہ غرباء کے حالات کو بھی مدنظر رکھے' آج کل یہ چیز بہت ہی خوفناک حد تک پہنچ چکی ہے کہ جھوٹے' اور شعبدہ باز لوگ' عوام الناس پر حاوی ہوتے جا رہے ہیں' جو حق اور باطل کی آمیزش کرتے ہیں اور لوگوں کی دولت کا آخری قطرہ تک نچوڑنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جو خود کو دم وغیرہ پڑھنے کے لیے وقف کرتا ہے کہ عوام الناس کو نفع پہنچائے گا تو اسے چاہیئے کہ وہ یہ کام اللہ کے پاس سے ثواب حاصل کرنے کے لیے کرے۔ اگر کچھ عطیہ مل جائے تو لے لے ورنہ خود کو اس سے بچا کر ہی رکھے تو بہتر ہے۔ اللہ کے فضل سے سلامتی' عظیم اجر' اور بہت زیادہ برکت و فائدہ اسی میں ہے۔

دم کرنے اور کروانے والوں میں بعض خطرناک امور

بھیڑ چال

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے' کہ ایک دم کرنے والے کے پاس لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر عوام الناس یہ خیال کرتے ہیں کہ اس دم کرنے والے میں کوئی خصوصیت ہے۔ اور اس وقت اس معالج کی اہمیت عوام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کلام سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی غلطی اور خطرناک بات ہے جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

دم میں جنوں کا دھوکہ

جن جب دیکھتے ہیں کہ لوگوں کا ان کے ایک دوست شخص کے ساتھ تعلق ہو گیا ہے' جو ان کا معالج ہے تو وہ اس شخص سے ڈرنے کا اظہار کرتے ہیں اور مریض سے نکل جاتے ہیں' تاکہ لوگوں کا اعتماد اس شخص پر اور بڑھے' اتنا بڑھے کہ جو شخص صحیح اور متقی عامل ہیں ان سے بھی زیادہ انہیں اعتماد اس فریب کار کی شخصیت پر ہو جائے حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ جسے بھی کوئی عارضہ پیش آتا ہے وہ اس شیخ کے پاس ہی جاتا ہے' تاکہ وہ معائنہ کرے کہ اس میں جن ہے یا کہ نہیں ہے۔

عامل کی خود پسندی اور غرور

اس میدان میں خود پسندی پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جو کہ بعض دم پڑھنے والوں کو بہت مغرور بنا دیتی ہے۔ خصوصاً جب وہ لوگوں کی بھیڑ دیکھتے ہیں اور مریضوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہمارے دم کی وجہ سے لوگوں کو صحت و عافیت مل رہی ہے اور جن بھی ان سے ڈرتے ہیں' تو اس سے خود ان میں عجب و تکبر کا مرض پیدا ہو جاتا ہے جس سے یہ عامل اللہ کی طرف سے توفیق اور برکت سے محروم ہو جاتا ہے اور انہیں جنات کے ہاتھوں کسی موقع پر ہلاک ہو جاتا ہے۔

مال و زر کی حرص اور طمع

یہ بھی خطرناک چیز ہے کہ دم پڑھنے والا مال بٹورنے میں بے تحاشا لگ جائے۔ اس کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ٹامک ٹوئیاں مارنا

یہ بھی خطرناک چیز ہے کہ بیماری کی حالت میں دم کرنے والا معالج اندھیرے میں تیر چلائے' اس کی وضاحت بھی پہلے گزر چکی ہے۔

دم میں غیر اللہ کو پکارنا یا بے معنی الفاظ پڑھنا

یہ وہ دم ہیں جن کے ذریعہ سے غیر اللہ کی مدد حاصل کی جائے' مثلاً غیر اللہ سے دعاء کی جائے' اس سے مدد اور پناہ مانگی جائے' یا جنوں کے نام کے ساتھ دم کیا جائے' یا فرشتوں' انبیائے کرام' اور صالحین کے نام کا دم کیا جائے۔ یہ سب غیر اللہ کو پکارنا ہے' جو کہ بہت بڑا شرک ہے۔ یا یہ کہ دم عربی زبان کے علاوہ ہو جس کا معنی ہی نہ جانتا ہو' اس میں ڈر ہے کہ اس کے دم میں کفر یا شرک اس طرح داخل ہو جائے کہ اسے پتہ بھی نہ چل سکے۔ دم کی یہ قسم شرعاً منع ہے۔

تعویذ اور اس کی اقسام

تمیمةٌ تمائم کا واحد ہے۔ یہ موتی ہوتے تھے اور دیہاتی ان کو اپنے بچوں کے گلوں میں لٹکایا کرتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ ان کی وجہ سے نظر بد سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اسلام نے اسے باطل قرار دیا ہے۔[1]

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالتَّمَائِمُ جَمْعُ تَمِيْمَةٍ وَهِيَ خَرَزٌ اَوْقِلَادَةٌ فِيْ الرَّاسِ كَانُوْا فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ تَدْفَعُ الْاٰفَاتِ))[2]

تمائم تمیمة کی جمع ہے' یہ موتی یا ہار کو کہتے ہیں' جو (کفار) سر پر باندھتے تھے اور زمانہ جاہلیت میں وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ آفات سے بچاتا ہے۔

تمیمہ یا تعویذ کی دو قسمیں ہیں:

1. قرآنی تعویذ
2. غیر قرآنی تعویذ

قرآنی تعویذ اور اس کا حکم

یعنی ایسا تعویذ جس پر صرف آیات قرآنی یا صفات و اسمائے الٰہی تحریر کیے جائیں اور

---

1. لسان العرب ص۱۲/ ۶۷ ابن منظور افریقی۔ دار صادر بیروت۔
2. الدرالنضید علی کتاب التوحید شیخ محمد بن عبدالوھاب شرح و تعلیق سعید الجندول ص ۴۳۔
3. فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۰۶ دار الریان۔

پھر اسے لٹکایا جائے۔ اس کے لٹکانے کے بارے میں اختلاف ہے اور اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(الف) قرآنی آیات کا تعویذ لٹکانا جائز ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے۔ جن میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی ہیں۔ یہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ یہی قول ابو جعفر باقر' احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے۔ اور وہ حدیث جس میں تعویذ لٹکانا منع آیا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ ممانعت اس تعویذ کے بارے میں آئی ہے جس میں شرک ہو۔

(ب) قرآنی آیات وغیرہ کا تعویذ بھی جائز نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ جن میں سے سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں اور سیدنا حذیفہ' سیدنا عقبہ بن عامر اور ابن عکیم رضی اللہ عنہم کا بھی ظاہر قول یہی ہے

یہی قول تابعین کی ایک جماعت کا ہے' ان میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد بھی شامل ہیں اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی ہیں۔ اور اسی کو ابن حنبل رحمہ اللہ کے زیادہ تر ساتھیوں نے پسند کیا ہے۔ اور بعد والوں کا مضبوط فیصلہ یہی ہے۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

((اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ))۔[1]

''دم تعویذ اور محبت کے تعویذ (سب) شرک ہیں۔''

مذکورہ دو اقوال میں سے زیادہ راجح قول دوسرا ہے' جو کہ منع کا ہے' اور اس کی درج ذیل وجوہ ہیں:

① نہی میں عمومیت پائی جاتی ہے اور عموم کی تخصیص والی کوئی چیز نہیں۔

---

[1] مسند احمد (١/ ٣٨١) ابو داؤد۔ کتاب الطب: باب فی تعلیق التمائم (ح ٣٨٨٣) ابن ماجه کتاب الطب: باب تعلیق التمائم (ح ٣٥٣٠) حاکم

③ ذریعہ شرک کو روکنے کے لئے۔ کیونکہ یہ چیز اس چیز کے لٹکانے کا باعث بن سکتی ہے جو شرک ہے اور قطعاً حرام ہے۔

④ جب کوئی قرآنی چیز لٹکائی جائے' تو ضرور لٹکانے والا اس کی اہانت کا سبب بن سکتا ہے' کیونکہ اسے لٹکائے یا باندھے ہوئے قضائے حاجت یا ہمبستری وغیرہ کے لیے چلا جائے گا یا جنابت کی حالت میں بھی پہنے رکھے گا۔

غیر قرآنی تعویذوں کا حکم

یہ تعویذ کی حرام اور ممنوع قسم ہے[1] اور یہ وہ تعویذات ہیں جو جسموں پر باندھے جاتے ہیں مگر قرآنی بھی نہیں ہوتے مثلاً جیسے بعض لوگ منکے' دھاگے وغیرہ باندھتے ہیں جو طلسموں اور جنوں کے ناموں کے ساتھ تحریر ہوتے ہیں۔ ایسے تعویذ قطعاً حرام ہیں اور شرک ہیں' کیونکہ یہ غیر اللہ کے نام پر لٹکائے جاتے ہیں۔

بعض لوگ اپنے جسم پر' یا گاڑی میں یا گھر کے دروازے پر' یا بچوں کے گلے میں نقش نعل' گھوڑے کا سم' صلیب یا ہاتھ کا نقش یا کوئی مخصوص پتھر وغیرہ یہ خیال کرتے ہوئے لٹکاتے ہیں کہ اس سے نظر بد' یا حسد سے بچاؤ رہتا ہے' یہ سب ناجائز ہیں۔

سعودی عرب کے علماء کی افتاء کمیٹی جو قائم ہی لوگوں کے مسائل کے جوابات کے لیے ہے' اس میں جو اس بارے میں سوال پیش ہوئے ان کا متن اور جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سؤال ۱: حسد' نظر بد یا کسی بھی شر سے حفاظت کے لیے جیب میں آیات قرآنی یا چھوٹے قرآنی نسخے رکھنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت کلام کی آیات ہیں۔ اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے یہ آیات انسان کی حفاظت کرتی ہیں' یہی اعتقاد دل میں ہے اور کوئی مقصد نہیں۔ اسی طرح یہ تحریر گاڑی یا کسی بھی دوکان یا کاروباری جگہ کے لیے رکھتے ہیں۔

---

[1] فتح المجید ١٣٦۔

سوال :۲ ان پردوں کا کیا حکم ہے جن پر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی آیات لکھی ہوں اور جنہیں نظر بد یا حسد یا کسی بھی نقصان دہ چیز سے بچاؤ کے لئے' یا کامیابی کا نظریہ رکھتے ہوئے' یا کسی بیماری سے شفاء طلبی کی غرض سے۔ یا جادو وغیرہ سے بچاؤ کے لیے رکھتے ہیں۔

سوال :۳ سنہری لڑیوں میں قرآنی آیات پر مبنی تعویذات کسی بھی تکلیف سے بچاؤ کے لیے رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب : اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی تلاوت کو عبادت تصور کریں' اس کے معانی پر غور وفکر کریں اور اس کے احکام کی معرفت حاصل کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ اسی ذریعہ سے یہ قرآن پاک موعظت ونصیحت ہے' اسی وجہ سے اہل ایمان کے دل نرم ہوتے ہیں۔ اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی کے ذریعہ سینہ کی جہالت وضلالت کے لیے قرآن شفاء ثابت ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے پاکیزگی نفس حاصل ہوتی ہے اور مراسم شرکیہ کی غلاظتوں' معصیتوں اور گناہوں کے ارتکاب کی آلودگیوں سے طہارت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے ہدایت ورحمت بنایا ہے مگر اس کے لیے جو در دل کھولتا ہے اور کان لگاتا ہے اور حاضر باش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾ (یونس : ۱۰/۵۷)

''اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (قرآن کی صورت میں) نصیحت آئی ہے اور یہ شفاء ہے واسطے اس چیز کے جو سینوں میں (کفر' شرک اور گناہ کی) بیماری ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ ﴾ (الزمر: ۳۹/ ۲۳)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین کتاب نازل کی ہے' جس کی آیتیں ملتی جلتی ہیں' جو بار بار دہرائی (پڑھی) جاتی ہے۔ اس کے سننے سے اپنے رب کی خشیت رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' پھر ان کے چمڑے نرم ہو جاتے ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف (مائل) ہوتے ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے' وہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَى السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ ۝ ﴾ (ق: ۵۰/ ۳۷)

''بے شک جو شخص عقل رکھتا ہے اور کان لگا کر دل سے سنتا ہے اس کے لیے تو ان قصوں میں پوری نصیحت ہے۔''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک کو محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے عظیم معجزہ بنا کر بھیجا ہے اور یہ قرآن پاک ایک ظاہر و باھر نشانی ہے کہ محمد ﷺ تمام لوگوں کی جانب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بن کر آئے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو ان تک پہنچاتے ہیں اور ان کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم کرنے آئے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝ اَوَلَمۡ يَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَرَحۡمَةً وَّذِكۡرٰى لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۵۰، ۵۱)

''اور (مشرک) کہتے ہیں اس پیغمبر (محمد ﷺ) پر اس کے مالک کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ اتریں؟ کہہ دیجیے نشانیاں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں

تو اور کچھ نہیں ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کیا انہیں یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب (قرآن) نازل فرما دی' جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس (قرآن) میں رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان والے ہیں۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝﴾ (القصص: ۲۸/ ۲)

''یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝﴾ (لقمان: ۳۱/ ۲)

''یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔''

علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں جن میں قرآن پاک کا نشانی ہونا ثابت ہے۔

قرآن پاک اصل میں ایک الٰہی قوانین کی کتاب ہے۔ اور اس میں احکام اسلام بیان ہوئے ہیں۔ اور یہ ایک مکمل نشانی اور حیران کن معجزہ ہے۔ اور ایک ایسی باطل شکن حجت ہے' جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی تائید کی ہے۔

اس کے باوجود ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات پر بذریعہ قرآن دم کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی ذات گرامی پر تین مرتبہ معوذات (**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ' قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ' قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ**) پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔[1] اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر اس دم کی اجازت دی ہے' جس میں شرک نہ ہو اور قرآن و حدیث سے ثابت شدہ دعاؤں پر مشتمل ہو۔ اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو' جب انہوں نے قرآن پاک کے ذریعہ دم کیا تھا' اسے برقرار رکھا تھا۔ اور جو انہوں

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بالقرآن والمعوذات (ح ۵۷۳۵)
مسلم۔ کتاب السلام: باب رقیۃ المریض بالمعوذات (ح ۲۱۹۲)

نے اس پر اجرت لی تھی وہ بھی جائز قرار دی تھی۔

اسی طرح سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت کے دور میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ کی ان دموں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے سامنے اپنے دم پیش کرو اور فرمایا:

((لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ تَكُنْ شِرْكًا۔))[1]

''اس دم میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک سفر پر روانہ ہوئے' چلتے ہوئے ان کا گزر ایک عرب قبیلہ کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے ان سے حق مہمانی طلب کیا۔ مگر انہوں نے مہمان نوازی سے صاف انکار کر دیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس قبیلے کے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ انہوں نے اس کے علاج میں بہت تگ و دو کی مگر وہ سودمند ثابت نہ ہوئی۔ بعض نے کہا ''یہ جو پڑاؤ ڈالنے والے ہیں ان کے پاس جائیں' شاید کوئی چارہ سازی ہو سکے۔'' وہ آئے اور کہا: اے گروہ والو!...... ہمارے سردار کو کسی موذی چیز نے ڈس لیا ہے' ہم نے بہت تگ و دو کی ہے مگر بے سود! کیا تمہارے پاس اس کا کوئی علاج ہے؟ ایک نے کہا: ''ہاں ہے' میں دم کر سکتا ہوں' لیکن ایک بات ہے' ہم نے تم سے میزبانی کا کہا تھا' مگر تم نے ہماری میزبانی کا حق ادا نہیں کیا۔ میں اس وقت تک دم نہ کروں گا جب تک کہ تم ہمارے لیے کچھ معاوضہ مقرر نہ کر دو۔'' انہوں نے اس پر اتفاق رائے کیا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے تب وہ گئے اور جا کر دم کیا اور لب کی پھوار سے دم کرنا شروع کر دیا اور الحمدللہ رب العالمین (سورۃ فاتحہ) پڑھنا شروع کیا۔ اس سے وہ سردار تو اس طرح چنگا بھلا ہو گیا جیسے کہ اسے رسی سے کھول دیا گیا ہے۔ اور وہ ایسے صحت یاب انداز پر چلنے لگا کہ اسے ذرہ برابر تکلیف نہ تھی۔ اس نے کہا: ''جو ان سے طے کیا ہے

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب لا باس بالرقی مالم یکن فیہ شرك (ح ۲۲۰۰)
(باب الرقیۃ میں یہ حدیث گزر چکی ہے)۔

وہ انہیں پورا پورا دینا۔'' اب طے شدہ معاوضہ لینے کے بعد کچھ ساتھی کہنے لگے کہ ''اسے آپس میں تقسیم کر لیں۔'' مگر جس صحابی نے دم کیا تھا اس نے کہا: ''نہیں ایسا نہ کریں، جب تک ہم نبی ﷺ کے پاس جا کر اس کا پوچھ نہ لیں، تقسیم نہ کریں۔'' واپسی پر جب آپ سے انہوں نے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے دم کرنے والے سے کہا، تجھے کیسے معلوم تھا کہ یہ (سورۃ فاتحہ) دم ہے؟ پھر فرمایا: یہ معاوضہ درست ہے، اسے تقسیم کر لو، اور میرا حصہ بھی مقرر کر لو۔ اور نبی ﷺ ہنس دیئے![1] اسے بخاری اور مسلم نے بیان کیا ہے۔

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو سورۃ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں پھونکتے اور پھر اپنے چہرہ مبارک پر یا جسم پر بھی کہ جہاں تک دونوں ہاتھ پہنچتے پھیرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ مرض الوفات میں بیمار ہوئے تو ایسا کرنے کا آپ مجھے حکم فرماتے تھے۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ نبی ﷺ اپنے بعض گھر والوں کے لیے دم کے ذریعہ پناہ کی دعاء کیا کرتے تھے اور اپنے دائیں دست مبارک کو پھیرا کرتے تھے۔ آپ فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔))[3]

''اے میرے اللہ!...... لوگوں کے رب! بیماری دور کر دے! اور شفاء دے

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب بفاتحۃ الکتاب (ح ۵۷۳۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ بالقرآن (ح ۲۲۰۱)

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بالقرآن والمعوذات (ح ۵۷۳۵)
مسلم۔ کتاب السلام: باب رقیۃ المریض بالمعوذات (ح ۲۱۹۲)

[3] بخاری۔ کتاب الطب: باب رقیۃ النبی ﷺ (ح ۵۷۴۳)
مسلم۔ کتاب السلام: باب استحباب رقیۃ المریض (ح ۲۱۹۱)

دے! تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ نہیں شفاء مگر تیری ہی دی ہوئی شفاء ہے' ایسی شفاء جو کہ بیماری کو نہ چھوڑے۔ (یعنی بیماری کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکے)۔''

ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں' جن میں آتا ہے' کہ آپ ﷺ نے قرآن کے ذریعہ اور غیر قرآن کے ذریعہ سے دم کرنے کی اجازت دی ہے اور اسے برقرار رکھا ہے' بشرطیکہ اس میں شرک نہ ہو۔

- کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے خود' یا کسی دوسرے کے گلے میں کوئی قرآنی یا غیر قرآن کا تعویذ لٹکایا ہو' حالانکہ قرآن پاک آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے اور آپ اس کے احکام و منزلت کو خوب جانتے پہچانتے تھے۔
- اسی طرح یہ بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی آیات قرآنی کو حجاب بنایا ہو' جو کہ حسد وغیرہ کے شر سے محفوظ رکھے۔
- یا آپ نے کبھی اپنے لباس یا سواری کے سامان میں تعویذ ساتھ اٹھایا ہو' تاکہ دشمنوں سے حفاظت ہو۔
- یا کامیابی و نصرت و حمایت ہو۔

یا راستہ آسان ہو جائے اور تھکاوٹ سفر دور ہو جائے۔

- یا کوئی نفع حاصل ہو اور نقصان سے بچاؤ ہو۔

اگر مذکورہ کام جائز ہوتے تو نبی ﷺ عملاً کرتے بھی اور اپنی امت تک پہنچاتے اور بیان فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی آپ پوری تابعداری کرتے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۝ ﴾ (المائدہ: ۵/ ۶۷)

''اے پیغمبر ﷺ جو تمہاری طرف تمہارے رب سے اتارا گیا پہنچا دیجئے اور اگر تو نے نہ کیا تو اس کی رسالت کو نہیں پہنچایا۔''

اگر آپ اس قسم کی کسی چیز کو باندھتے یا لٹکاتے' یا اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کرتے' تو صحابہ اسے ضرور آگے نقل کرتے اور اس پر عمل کرتے' کیونکہ وہ اس امت

میں سے سب سے زیادہ سنت پر عمل اور اس کی تبلیغ و بیان پر حریص تھے اور قول و عمل کے لحاظ سے شریعت کے سب سے بڑے نگہبان تھے اور رسول اللہ ﷺ کے تابع فرماں تھے۔ لیکن صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں۔

لہٰذا یہ صورت حال دلالت کرتی ہے کہ مصحف کو اٹھا رکھنا' یا اسے گاڑی میں رکھنا' یا گھر کے سامان میں رکھنا' یا مال کی الماری (تجوری) وغیرہ میں رکھنا فقط اس لیے کہ حسد سے بچاؤ رہے' اور حفاظت رہے' یا نفع حاصل ہو' یا نقصان دور ہو تو ایسی نیت سے ایسا کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح مصحف کو حجاب پر لکھنا' یا آیات قرآنی سونے کی زنجیر یا چاندی والی زنجیر میں لکھ کر گردن وغیرہ میں لٹکانا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے خلاف ہے۔ اور یہ اس وجہ سے بھی ناجائز ہے کہ ایسا کرنا اس حدیث کے عموم میں داخل ہے:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً وَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ))

''جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے۔''[1]

ایک دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ))[2]

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

اور یہ اس حدیث کے عموم میں بھی داخل ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِوَلَةَ شِرْكٌ۔))[3]

''بے شک دم' تعویذ اور محبت کے تعویذ شرک ہیں۔''

---

[1] مسند احمد (۴/ ۱۵۴۳) مستدرك حاكم (۴/ ۲۱۶) ابن حبان (۶۰۸۶)

[2] مسند احمد (۴/ ۱۵۶) مستدرك حاكم (۴/ ۲۱۹) طبرانی فی الكبير (۱۸/ ۸۸۵)

[3] ابوداؤد كتاب الطب: باب فی تعليق التمائم (ح ۳۸۸۳)
ابن ماجه۔ كتاب الطب: باب تعليق التمائم (ح ۳۵۳۰)

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبی ﷺ نے دموں میں سے وہ دم مستثنیٰ قرار دیئے ہیں جن میں شرک نہ ہو اور ان کو جائز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ لیکن تعویذوں کی حرمت وممانعت میں سے آپ ﷺ نے کسی چیز کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ گویا ہر قسم کے تعویذ ممانعت میں ہی داخل ہیں۔

یہی فتویٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کا ہے۔ اور یہی فتویٰ تابعین کی ایک جماعت کا ہے۔ ان میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ ابراہیم بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

علمائے کرام کی ایک جماعت قرآن پاک' اسمائے الٰہیہ' صفات الٰہیہ کے تعویذ لکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کی غیر شرکیہ دموں کی استثناء والی حدیث پر قیاس کرتے ہوئے غیر شرکیہ تعویذوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ وہ دم مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں' جن میں شرک نہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اور یہ شرک نہیں' لہٰذا ان کے خیال میں اس کے تعویذ بنانے میں کوئی ممانعت نہیں' یا اس سے کوئی وظیفہ کر لیا جائے' یا اسے ساتھ رکھا جائے' یا برکت ومنفعت کی امید سے انہیں لٹکایا جائے۔ اور یہ قول بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت سے منقول ہے۔

قائلین میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو بھی غلطی سے شامل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس بارے میں ان سے روایت ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور وہ مدلس ہے (یعنی ان سے روایت خلط ملط ہوگئی ہے اور یہ عنعنہ سے روایت کر رہے ہیں جو کہ روایت کی صورت حال واضح نہیں کرتے) اور اگر یہ روایت ثابت بھی ہو جائے پھر بھی اس سے تعویذ لٹکانے کے جواز پر دلالت درست نہیں' کیونکہ اس میں ہے کہ وہ اپنے بڑے بچوں کو قرآن پاک یاد کرواتے تھے' اور چھوٹے بچوں کے لیے وہ چھوٹی چھوٹی تختیوں میں لکھ دیتے تھے اور ان کی گردنوں میں لٹکا دیتے تھے۔

اس سے تو ظاہر یہی ہوتا ہے' کہ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ بچے جو لکھا ہوا ہو

اسے دہراتے رہیں' یہاں تک کہ انہیں یاد ہو جائے۔ نہ کہ وہ انہیں حسد وغیرہ اور دیگر قسم کے نقصانات سے محفوظ کرنے کے لیے یہ کوئی تعویذ کی قسم بناتے تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنی کتاب فتح المجید میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے جو کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ان کے رفقاء کا ہے۔ (رضی اللہ عنہم) کہ قرآن سے تعویذ لٹکانا بھی منع ہے۔ انہوں فرمایا ہے کہ یہ بات تین وجوہ کی بناء پر صحیح ہے:

① نہی (ممانعت) میں عمومیت ہے اور اس کی تخصیص والی کوئی چیز نہیں۔

② وہ ذریعہ ہی بند کیا جائے جو ناجائز کی طرف لے جائے۔ کیونکہ یہ تعویذ لٹکانا ناجائز تک پہنچا دے گا۔

③ یہ ہے کہ جب کوئی تعویذ لٹکائے گا تو اس طرح اس کی اہانت کا مرتکب ہوگا' مثلاً قضائے حاجت میں ساتھ لے کر جائے گا' استنجا خانہ وغیرہ میں ساتھ لیے چلا جائے گا۔ یا ہم بستری یا حالت جنابت میں پہنے رکھے گا اور گناہ گار ہو گا۔ اور مذکورہ حالتوں میں اتار دے گا تو پھر آخر اس نے یہ لٹکایا ہی کیوں تھا؟ کیوں کہ یہی حالتیں تو شیطانی حملوں اور انسانی کمزوری کی حالتیں ہوتی ہیں' جن کے لیے مخصوص مسنون وظائف سے تحفظ حاصل کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآنی تعویذ لٹکانا ایک مہمل بلکہ نقصان دہ عمل ہے۔ کیونکہ انتہائی نازک موقعوں پر تو پہن نہیں سکتا۔ اور اگر پہنے تو گناہ گار ہوتا ہے' اور اگر اتار دے تو آخر پھر بنوایا کس لیے؟ اور دوسری طرف تعویذ لٹکانے والے کے شرک میں مبتلا ہونے کی خبر دینے والی حدیث کی رو سے اکبر الکبائر کا مرتکب ہو گیا اور حاصل کیا ہوا؟ کچھ بھی تو نہیں علاوہ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی اور روسیاہی کے۔[1]

التولۃ

تولۃ یا تولۃ یہ موتی کی ایک قسم ہے جو جادو کے لیے متعین ہے' جس سے عورت اور

[1] فتاوی لجنۃ دائمۃ ج ۱ ص ۱۹۷۔ ۲۰۱۔

اس کے خاوند کے درمیان محبت ڈالی جاتی ہے۔[۱] ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تولہ'' ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ عورت اپنے خاوند کی محبت میں کشش پیدا کرے' یہ بھی ایک جادو کی قسم ہے اور یہ جائز نہیں اور یہ بھی شرک ہی ہے' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِوَلَۃَ شِرْكٌ))

''بے شک دم' اور تعویذ اور محبت کے تعویذ شرک ہیں۔''

❀❀❀

---

[۱] لسان العرب ص ۱۱/ ۸۱ ابن منظور افریقی۔

کہانت اور نجومی کا عمل

کہانت کی لغوی تعریف

جو شخص آسمان و زمین کی باتیں اور مستقبل کی خبریں اور غیب کی باتیں جاننے کا دعویدار ہو۔ اسے ''کاہن'' کہتے ہیں۔

ازھری کہتے ہیں: ''کہانت کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی جاری تھا۔ جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو بذریعہ شہاب ثاقب آسمان کی حفاظت کا انتظام کر دیا گیا اور جنات و شیاطین چوری چھپے آسمانی خبریں سننے سے روک دیئے گئے اور جو وہ ان کاہنوں اور نجومیوں پر باتیں القاء کرتے تھے اس میں بھی رکاوٹ آئی' تو کہانت کا علم بے کار ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے کاہنوں کی کذب بیانیاں اس فرقان حمید کے ذریعہ سے دور کر دیں جس کے ساتھ اللہ عزوجل نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔[1]

کتاب التوحید میں ہے:

((وَالْكَاهِنُ هُوَ الَّذِیْ یُخْبِرُ عَنِ الْمُغَیَّبَاتِ فِی الْمُسْتَقْبِلِ وَقِیْلَ الَّذِیْ یُخْبِرُ عَمَّا فِی الضَّمِیْرِ))[2]

''کاہن وہ ہے جو آئندہ حالات کے متعلق بتائے' جو کہ پردہ غیب میں ہیں۔ اور ایک قول ہے کہ کاہن وہ ہے جو دل کی باتیں بتائے۔''

---

[1] لسان العرب ص ۱۳/ ۳۶۳ ابن منظور۔ دار صادر۔

[2] حاشیہ کتاب التوحید۔ ص ۲۰۶۔ عبدالرحمٰن بن محمد نجدی۔

عرافت (علم نجوم) کا لغوی معنی

لغت میں عراف کاہن ہی کو کہتے ہیں۔ جیسے کہ شاعر عروہ بن حزام کہتے ہیں:

فَقُلْتُ لِعَرَّافِ الْيَمَامَةِ دَاوِنِي
فَإِنَّكَ إِنْ أَبْرَأْتَنِي لَطَبِيبٌ

''میں نے یمامہ کے نجومی سے کہا: میرا علاج کرو' اگر تم نے مجھے صحت یاب کر دیا تو تب تم کو حکیم مانیں گے۔''[1]

حدیث شریف میں آتا ہے:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فقد کفر))

''جو نجومی کے پاس آیا' اس نے کفر کیا۔''[2]

یہاں عراف سے مراد نجومی ہے' یا وہ قیافہ شناس ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو' جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مخصوص کیا ہے۔

کتاب التوحید میں ہے۔''بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عرّاف (نجومی) وہ ہے جو بعض مقدمات و علامات کے ذریعہ معاملات جاننے کا دعویٰ کرتا ہے' کہ جن کے ذریعہ سے چوری شدہ' یا گم شدہ چیز کی جگہ وغیرہ بتا دیتا ہے۔'' نیز حاشیہ میں کہتے ہیں۔''عراف'' وہ ہے جو واقعات کی اطلاع دیتا ہے' چوری یا چور کا پتہ بتاتا ہے' گم شدہ چیز یا اس کی جگہ وغیرہ بتاتا ہے' کچھ اسباب و مقدمات یا غلط قیاسات و شیطانی خیالات کے سہارے ان چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ بعض اوقات اس پر شیطانوں کا نزول ہوتا ہے اور اس نجومی کی خبیث سانسیں اپنے شیطان بھائیوں کی خبیث سانسوں کے ساتھ مل کر چلتی ہیں۔

شعبدہ بازوں' نجومیوں اور جادوگروں کے پاس جانے کا علاج

صحت و عافیت ایک لباس ہے' تمام لوگ اسے زیب تن کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

---

[1] لسان العرب ص ۹/ ۲۳۸۔ ابن منظور۔ مادہ عرف۔

[2] مسند احمد (۲/ ۴۲۹) مستدرک حاکم۔

اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ صحت ایک ایسا تاج ہے، جو صحت مندوں کے سر پر سجا ہوا ہے اور اس کی قدر و قیمت مریض ہی سمجھتے ہیں۔ سچ فرمایا محمد مصطفی ﷺ نے:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَ الْفَرَاغُ))[1]

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے (فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے قیامت کے روز) اکثر لوگ حسرت اور افسوس کا اظہار کریں گے ① صحت، ② مشاغل سے فراغت۔"

لیکن ایک سوال پیدا ہوتا ہے، کہ کیا مسلمان اس چیز کے ذریعہ سے علاج کروا سکتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اور کیا اس چیز کے ساتھ بھی شفاء طلب کی جا سکتی ہے جو وہم اور جھوٹ ہے؟ اور کیا جادوگروں، نجومیوں اور کاہنوں سے مجبوراً علاج کروایا جا سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں کروایا جا سکتا، ہزار مرتبہ بھی اس کا جواب نفی میں ہے۔ کیونکہ محمد مصطفی ﷺ نے حرام چیز کے ذریعہ سے علاج کروانے سے منع فرمایا ہے۔ جیسے کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ))[2]

---

[1] بخاری۔ کتاب الرقاق: باب الصحة و الفراغ (ح ۶۴۱۲)

[2] ابو داؤد کتاب الطب: باب فی الادویة المکروھة (ح ۳۸۷۴)
اس کی سند اسماعیل بن عیاش اور ان کے استاد کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے ضعیف سنن ابی داؤد (ح ۸۴۳/ ۳۸۷۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث (حرام) دواء کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

مسند احمد (۲/ ۳۰۵) ابو داؤد کتاب الطب: باب فی الادویة المکروھة (ح۳۸۷۰)

ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فیمن قتل نفسه بسم او غیره (ح ۲۰۴۵)

ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب النهی عن الدواء الخبیث (ح ۳۴۵۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری نازل کی اور اس کی دواء بھی نازل کی ہے اور ہر بیماری کا علاج رکھا ہے، پس علاج کراؤ مگر حرام چیز سے علاج نہ کرواؤ۔"

اسی طرح اس چیز کے ذریعہ سے شفاء طلب کرنا، جو شفاء نہیں بلکہ محض جھوٹ ہے، اس کا انجام بہت خراب ہے۔ زیادہ تر لوگ جھوٹے وہموں کے پیچھے دوڑتے ہیں اور اکثر اوقات ان سے اطمینان پکڑتے ہیں۔ خصوصاً جب فریب و دجل والے بڑے عمدہ انداز پر دجل و کذب کی فنکاری کرتے ہیں تو یہ کم فہم لوگ اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اور جادوگروں، شعبدہ بازوں، کاہنوں، اور نجومیوں کے پاس جانا، جو غیب دان ہونے کے دعوے دار ہیں، اس سے تو بہت ہی شر پھیلتا ہے۔ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نجومیوں، شعبدہ بازوں، (جو غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے ہیں) وغیرہ سے جا کر سوال کرنا بہت ہی بری اور ناجائز بات ہے، اور ان کی تصدیق کرنا کفر کا ایک حصہ ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ صَلٰوتُهٗ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا))[1]

"جو کسی نجومی کے پاس آئے اور اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"

اور صحیح مسلم میں ہی سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اِتْیَانِ الْکُهَّانِ وَسُوْ

= سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَ کُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ))

"اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی۔" (مستدرك حاكم) (ح ۴/ ۲۱۸)

طبرانی کما فی المجمع (۵/ ۸۶) ورواه البخاری تعلیقًا فی کتاب الاشربة باب شراب الحلواء والعسل۔

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الکهانة واتیان الکهان (ح ۲۲۳۰)

الِهِمْ))[1]

''نبی ﷺ نے کاہنوں کے پاس آنے اور ان سے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

اہل سنن (ابوداؤد' ترمذی ابن ماجہ وغیرہ) نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ))[2]

''جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو تحقیق اس نے اس دین سے کفر کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔''

اس مفہوم کی بہت سی احادیث ہیں۔ مسلمانوں کو آگاہ رہنا ضروری ہے کہ کاہنوں' نجومیوں اور اس قسم کے تمام لوگ' جو غیب کی باتیں بتانے کے مدعی ہیں اور مسلمانوں پر مکر کے جال بنتے ہیں' ان سے سوال کرنے سے بچاؤ اختیار کریں' خواہ وہ طب کے نام پر ہو یا غیر طب کے نام پر ہو۔ کیونکہ نبی ﷺ سے اس کے متعلق ممانعت آ چکی ہے اور آپؐ اس سے خبردار کر چکے ہیں۔ اس میں وہ چیز بھی شامل ہے جو بعض لوگ طب کے نام پر غیبی امور بتانے کے مدعی ہیں کہ مریض کی پگڑی یا دوپٹہ' وغیرہ سونگھ کر بیماری کی خبر دیتے ہیں۔

---

[1] مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۱۲۱/ ۵۳۷)

[2] ابوداؤد۔ کتاب الطب: باب فی الکهان (ح ۳۹۰۴)

ترمذی۔ کتاب الطهارة: باب ما جاء فی کراهیة اتیان الحائض (ح ۱۳۵)

ابن ماجه۔ کتاب الطهارة: باب النهی عن اتیان الحائض (ح ۶۳۹)

(یہ مختصر ہے پورے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جو کاہن کے پاس آیا' اس کی تصدیق کی' یا عورت کے پاس حالت حیض میں آیا' یا عورت کے پاس اس کی دبر سے آیا تو وہ محمد ﷺ پر اتاری گئی چیز (دین اسلام) کا منکر ہے (احمد' ترمذی' نسائی) اس کی تائید میں بھی احادیث ہیں۔ زادالمعاد کے حاشیہ میں ہے کہ یہ حدیث مسند احمد (ج۲/ ۴۲۹) میں سیدنا ابوہریرہؓ سے بیان ہوئی ہے' اس کی سند صحیح ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ (ص ۵۸)

مریض کا لباس وغیرہ سونگھ کر بیماری بتانا فریب ہے

بعض مکار عامل لباس سونگھ کر کہتے ہیں کہ اس مریض یا مریضہ نے یہ کام کیا ہے' یہ کام کیا ہے! یعنی غیبی امور بتاتے ہیں۔ حالانکہ مریض کی پگڑی وغیرہ میں اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ بس ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام پر اپنی دھونس جمائیں کہ لوگ کہیں کہ یہ تو طب و نجوم کا بہت بڑا ماہر ہے اور یہ تو مرض کی بہت سی قسمیں جانتا ہے اور اس کے اسباب سے آگاہ ہے۔

بعض اوقات وہ مریض کو پانی وغیرہ میں ملا کر خفیہ طریقے سے ڈاکٹری دوائیاں دیتا ہے اور تقدیر الٰہی سے شفاء یابی بھی ہو جاتی ہے لیکن لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ اس کے دم کی وجہ سے شفاء ہوئی ہے۔

بعض اوقات وہ بیماری بعض جنوں' اور شیطانوں کی وجہ سے بھی ہوتی ہے' جو اس طب کے مدعی (نجومی) کے خادم ہوتے ہیں اور اسے ان غیبی امور سے آگاہ بھی کرتے ہیں' جن پر وہ اطلاع پا لیتے ہیں۔ وہ ان جنوں کی اس بات پر اعتماد اور عمل کرتا ہے۔ اور انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جن اپنی مرضی کی اس عبادت و ریاضت کو دیکھ کر اس پر راضی ہو کر اس مریض سے اٹھ جاتے ہیں اور جو جن اس سے چمٹ کر اسے مبتلائے اذیت کیے ہوتے ہیں' یہ اذیت ناکی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک معروف چیز ہے کہ جنات اور ان کے خادم نجومی و جادوگر مل کر ایسے چکر چلاتے ہیں۔[1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یاد رکھیں کہ کہانت اختیار کرنا اور کاہنوں کے پاس آنا اور کہانت کی تعلیم حاصل کرنا' اور نجوم کا علم حاصل کرنا' اور ریت پر لکیریں مارنا' اور جَو کے دانوں یا کنکریوں کو بکھیر کر قسمت آزمائی کرنا' ان سب کی تعلیم حرام ہے اور اس کام پر معاوضہ لینا صحیح نص (حکم) کے مطابق حرام ہے۔[2]

---

[1] اقامة البراهين على من استغاث بغير الله او صدق الكهنة والعرافين۔ ۳۴/ ۳۵۔ ابن باز رحمہ اللہ۔

[2] روضة الطالبين ۹/ ۳۴۶ نووی۔ المكتب الاسلامی۔

فریب کاروں اور شعبدہ بازوں کی دوکانداری سے ہوشیار باش

آج کل فریب کاروں' کاہنوں اور شعبدہ بازوں کی فرمانروائی عروج پر ہے۔ اگرچہ ہر زمان و مکان میں ان کا فتنہ جاری رہا ہے۔ اور یہ کاہن اور نجومی لوگوں کے عقائد خراب کرنے اور انہیں رب العالمین کی خالص توحید سے پھیرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور جاہل لوگ بھی اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرنے کی بجائے ان فریب کاروں کے جال میں پھنستے جاتے ہیں۔ اور یہ جھوٹ کا بازار گرم کرنے والے اس طرح ان سے اپنی بہت سی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔

ان شعبدہ بازوں کی اکثریت کی بلکہ تمام کی فطرت یہ ہوتی ہے کہ یہ ایسی چالبازی اور طریقے استعمال کرتے ہیں جن سے بھرپور انداز سے لوگوں سے مال بٹورتے ہیں۔ اور فریب خوردہ معصوم لوگوں کی دولت کا آخری روپیہ تک بٹور لیتے ہیں۔

ان شعبدہ بازوں میں سے بعض سے جب پوچھا گیا کہ تیرے یہ پیشہ اختیار کرنے کی وجہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: ''میں گاڑی کا ڈرائیور تھا' اجرت پر گاڑی چلایا کرتا تھا۔ پھر میں نے سوچا کہ یہ شعبدہ بازی لوگوں سے مال بٹورنے کا آسان ترین طریقہ ہے' اس لیے میں نے اسے اختیار کرلیا۔''

الغرض جو بھی اس پیشہ کو اختیار کرتا ہے' وہ دجل و فریب اور حیلہ سازی کا بہت بڑا ماہر ہوتا ہے۔ ساتھ کچھ ٹوٹکے ملا لیتا ہے اور کچھ اوٹ پٹانگ عبارتیں یاد کر لیتا ہے' اور مبہم سی گفتگو کرتا ہے اور توہمات کی کتابیں ازبر کرلیتا ہے اور یوں سادہ لوح لوگوں پر چکر چلا لیتا ہے۔

اچھے اور برے عامل کی تمیز کیسے ممکن ہے؟

یہاں ہم کچھ ایسی علامات کی نشاندہی کرتے ہیں' جن کے ذریعہ سے ان جادوگروں' کاہنوں' اور نجومیوں' شعبدہ بازوں اور جعلساز عاملوں کی فریب کاری کی پہچان ہو سکے۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان ان کی قربانی کا بکرا نہ بن سکے' یہ نہ ہو کہ اس کا دین' عقیدہ اور مال و

دولت ہر چیز اکارت ہو جائے۔ ہم ایسی علامات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ان کے ہتھکنڈوں اور طریقہ ہائے واردات کا پتہ چل سکے۔

دم کرنے والوں کے خبث باطن کی پہچان

جو عامل خبث باطن والے ہوتے ہیں وہ مریض کی ماں کا نام پوچھتے ہیں۔ اصل میں ان کا طریقۂ واردات یہی ہوتا ہے' تاہم بعض اوقات دھوکہ بازی کے لیے اس کے باپ کے متعلق بھی سوال کرتے ہیں۔ بہرحال جو بھی پوچھیں ہمیں کہنا چاہیے: ''ماں باپ کے متعلق پوچھنے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟''

اے میرے مسلمان برادر!...... اگر آپ کوئی ایسا معالج دیکھیں تو سمجھ لیں کہ یہ کوئی مکار بہروپیا ہے۔ اس سے علاج کروانے کی بجائے بقدر طاقت آپ اس کے علاج سے بچنے کی کوشش کریں اور اسے حوالۂ پولیس کریں۔

ان دم کرنے والے عاملوں سے بچیں جو لباس مانگتے ہیں

بعض عامل مریض کے آثار' نشانات طلب کرتے ہیں' یہ بھی جعلسازی ہے۔ مثلاً: لباس' یا عورت کا برقعہ' وغیرہ مانگتے ہیں تو سمجھ لیں کہ یہ بھی فراڈ یا ہے۔

بعض عامل غیر واضح اور غیر معروف انداز گفتگو اپناتے ہیں' جس کا معنی سمجھ میں نہیں آتا' اور بعض اوقات شعبدہ باز قرآن پاک کی بعض آیات پڑھتا ہے' تاکہ لوگوں پر جعلسازی چلا سکے' لیکن یہ قرآن پاک کی آیات اسے شعبدہ بازی کے دائرہ سے خارج نہیں کر سکتیں جبکہ اس کے باقی کام اور کلام غیر شرعی اور نہ سمجھ میں آنے والے اور غیر مفہوم ہیں۔ اور یہ تو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ دم کی یہ اہم ترین شرط ہے کہ عربی زبان میں ہو یا پھر جس کا معنی مشہور و معروف ہو اس زبان میں دم ہو۔

سمجھ میں نہ آنے والی تحریر کرنے اور تعویذ لکھنے والے جعلساز

ان تعویذات سے احتراز کریں جو حروف مقطعات اور خانوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

اور شعبدہ باز عامل تعویذ میں بعض خاکے بناتے ہیں اور بعض اوقات ان کے ساتھ کچھ حصہ قرآن پاک کا بھی لکھتے ہیں' مقابل پر یہ رعب جمانے اور ثابت کرنے کے لیے یا یہ وہم ڈالنے کے لیے کہ یہ شعبدہ باز شرع کا علم بھی رکھتا ہے۔[1]

بعض شعبدہ باز اور جادوگر تعویذ کی پڑیا بند کر کے دیتے ہیں اور اس کے کھولنے سے منع کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ تعویذ لے کر مریض ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ شعبدہ باز نے ہم سے کہا تھا: ''اسے کھولنا نہیں ہے۔'' اور جب ہم ان پر حقیقت واضح کرنے کے لیے اسے کھولتے ہیں تو تعویذ پیچ در پیچ اتنی پیچیدگی سے بند ہوتا ہے گویا کہ اس کے اندر کوئی بم ہو جس کے پھٹنے کا اندیشہ ہے۔

علاج میں ناجائز پابندیوں سے بچیں

شعبدہ باز یا جادوگر وغیرہ بعض ایسے امور کی پابندی کا مطالبہ کرتے ہیں جو شرع کے خلاف ہیں۔ مثلاً: معینہ مدت کے لیے پانی کے استعمال کرنے پر پابندی لگا دیتے ہیں۔ یا کہتے ہیں غسل نہ کریں۔ جب کہ ایسی پابندی وضوء نہ کرنے اور نماز نہ پڑھنے کے نتائج مرتب کرتی ہے۔ اور اسی طرح بعض شعبدہ باز کسی سے مصافحہ یا بات چیت کرنے پر پابندی لگا دیتے ہیں۔

مجھے یاد آیا کہ میں ایک آدمی کے ہاں ملاقات کے لیے گیا' اس کے پہلو میں اس کا بھائی بیٹھا ہوا تھا' میں نے اسے سلام کہا اور مصافحہ کے لیے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا' مگر اس نے ہاتھ نہ بڑھایا۔ جب اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ میں ان دم تعویذ کرنے والے عاملوں میں سے ایک کے ہاں گیا تھا کہ علاج کرواؤں تو اس نے کسی سے مصافحہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔[2]

بعض اوقات یہ مریض سے ایک مدت تک کے لیے علیحدہ رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

---

[1] اس کے تصویری نمونے خاکے' اور طلسم کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

[2] یہ شیخ سامی کی گفتگو ہے۔

جسے یہ پردہ (سُودک) کا نام دیتے ہیں۔

یہ تعویذ والے بعض اوقات مریض کو کوئی چیز دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے گھر میں یا کسی معین جگہ میں دفن کرے، یا اس سے جانور ذبح کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اسے کسی جگہ دفن کردو۔

غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں غیر شرعی اور مشتبہ کام کرواتے ہیں۔

جن زدہ کو دم کرنے کا طریقہ

دم کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق والا ہو' اس کی نافرمانیوں سے کنارہ کشی کرنے والا ہو' کیونکہ بندے کا جس قدر اپنے رب سے گہرا رابطہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے دشمن کے دل میں اسی قدر زیادہ اس کا رعب ڈال دے گا۔ اور جو دم کرنا چاہتا ہے اس کے لیے مستحسن یہ ہے کہ اس میں نفسیاتی استعداد ہو' قوت ارادی مضبوط ہو اور باکردار ہو' اور یہ بھی بہتر کہ ہے اس کی مساعدت و معاونت کے لیے کوئی نیک آدمی اس کے ساتھ ہو۔

اور دم کرنے سے پہلے مریض کے کان میں اذان کہے۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ))[1]

''جب نماز کے لیے اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے' یہاں تک کہ وہ اذان نہیں سنتا۔''

بعد ازاں دم کرنے والا مریض کے سر پر ہاتھ رکھے اور اس پر قراءت (پڑھائی) شروع کر دے۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ

[1] بخاری۔ مسلم کتاب الاذان: باب فضل التاذین (ح ۶۰۸)
مسلم۔ کتاب الصلوۃ: باب فضل الاذان (ح ۳۸۹)

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾

(الفاتحہ : ۱/ ۱۔۷)

﴿ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾

(البقرہ : ۲/ ۱ تا ۵)

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۵۵)

''اللہ تعالیٰ' نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر وہی' زندہ رہنے والا اور قائم رہنے والا ہے' نہیں پکڑتی اسے اونگھ اور نہ نیند' اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ کون ہے' جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے؟ جانتا ہے جو ان سے پہلے ہو چکا اور جو ان کے بعد ہوگا۔ اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو جانتے نہیں مگر جتنا وہ چاہتا ہے۔ اس کی کرسی کے اندر آسمان اور زمین سب آ گئے ہیں۔ اور ان کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بلند مرتبہ عظمت والا ہے۔''

﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ

رَبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۸۴ تا ۲۸۶)

’’میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے‘ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ‘ اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا‘ پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول خود ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ کی جانب سے نازل ہوئی اور مومن بھی اس پر ایمان لائے‘ یہ سب اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! (اے پروردگار) اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جو وہ نیکی کرے وہ اس کے لیے اور جو وہ برائی کرے وہ اس پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں‘ یا خطاء کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا‘ اے ہمارے رب!...... ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے! اور ہم پر رحم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطاء فرما۔‘‘

﴿ الٓمّٓ ○ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ

هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱ تا ۱۰)

''اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں' وہ زندہ ہے' قائم رہنے والا ہے۔ اس نے تجھ پر یہ کتاب (قرآن) اتاری۔ جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اسی نے تورات اور انجیل قرآن سے پہلے اتاریں تاکہ لوگ ہدایت پائیں اور اتارا اس نے فرقان' بے شک جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب انتقام لینے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہی ہے جو تمہاری شکلیں بناتا ہے رحموں میں جس طرح چاہتا ہے' نہیں کوئی معبود مگر وہی غالب حکمت والا ہے' وہی ہے جس نے تیرے اوپر کتاب کو اتارا' محکم (پختہ اور مضبوط) ہیں اس کی آیتیں جو کہ کتاب کا اصل ہیں اور کچھ دوسری متشابہ ہیں' لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ متشابہ کی اتباع کرتے ہیں فتنہ تلاش کرتے ہوئے اور اس کی تاویل تلاش کرتے ہوئے اور

نہیں جانتا اس کی تاویل کو مگر اللہ تعالیٰ۔ اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس کے ساتھ' سب کچھ ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر عقل والے' اے ہمارے رب! نہ ٹیڑھا کر ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور عطاء کر ہمیں اپنے پاس سے رحمت' بے شک تو ہی عطاء کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب!...... بے شک تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو اس دن کے لیے جس میں کوئی شک نہیں' بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے مال اور اولاد انہیں کفایت نہیں کریں گے' (یعنی قیامت والے دن ان کے کسی کام نہ آئیں گے) اور یہی لوگ آگ کا ایندھن ہیں۔''

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۸)

''میں شیطان مردود (کی شرارت) سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں' گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور علم والے بھی' کہ قائم ہے انصاف کے ساتھ نہیں کوئی معبود مگر وہی' غالب حکمت والا ہے۔''

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۲۶'۲۷)

''اے میرے اللہ! ملک کے بادشاہ!...... تو دیتا ہے بادشاہی جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے بادشاہی جس سے چاہتا ہے' تو عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہتا ہے' تمام بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو

ہر چیز پر قادر ہے۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں' تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور تو نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے' تو رزق دیتا ہے جسے چاہے بغیر حساب کے۔"

﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ ﴾

(الاعراف : ۷/ ۵۴ تا ۵۷)

"بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چھ دن میں پھر وہ عرش پر مستوی ہوا' ڈھانپتا ہے رات کو دن سے اور دن کو رات سے' (دن اور رات میں سے ہر ایک دوسرے کو) وہ طلب کرتا ہے اسے جلدی سے' سورج اور چاند کو مسخر کیا' ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں۔ خبردار اسی کی مخلوق ہے اسی کا حکم چلتا ہے' بابرکت ہے وہ اللہ جو جہانوں کا رب ہے۔ پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور پوشیدہ' بے شک وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ فساد کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو اسے خوف اور طمع سے' بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے' وہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت سے پہلے' خوشخبری دیتی ہیں' یہاں تک کہ جب وہ بوجھل بادلوں کو اٹھاتی ہیں تو ہم انہیں مردہ شہر کی طرف ہانکتے ہیں' پھر ہم ان سے پانی اتارتے ہیں' جس سے ہم پھل نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم

مُردوں کو نکالیں گے' تا کہ تم نصیحت پکڑو۔"

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ۝﴾

(بنی اسرائیل : ۴۵ تا ۵۱)

"اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے خفیہ پردہ کر دیتے ہیں۔ اور ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں' کہ وہ سمجھیں۔ اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے۔ اور جب تو ذکر کرتا ہے قرآن میں اپنے اکیلے رب کا تو یہ نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں' جب وہ غور سے سنتے ہیں اور جب یہ سرگوشی کرتے ہیں اور جب ظالم (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ نہیں تم پیروی کرتے مگر جادو زدہ آدمی کی۔ دیکھ یہ تیرے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ یہ بھٹک گئے ہیں پس نہیں طاقت رکھتے راستہ پانے کی۔ اور کہا انہوں نے' کیا جب ہم ہڈیاں یا ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے نئی مخلوق میں!!؟ کہہ دیجئے پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ' یا تمہارے سینوں میں جو اس سے بڑی مخلوق کا تصور ہے' وہ ہو جاؤ (تمہیں دوبارہ بہر صورت اٹھنا ہے)۔ پس وہ عنقریب کہیں گے ہمیں کون لوٹائے گا؟ (مرنے کے بعد دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے کون اٹھائے گا) کہہ دیجئے وہی (دوبارہ زندہ کرے گا) جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا

کیا ہے۔ وہ عنقریب یہ سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہوگا؟ کہہ دو یہ بہت قریب ہے (ہو کر رہے گا)۔"

﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ○ ﴾ (اعراف: ۷/ ۱۱۷ تا ۱۱۹)

"اور وحی کی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ کہ ڈالو اپنا عصا (لاٹھی زمین پر ڈال دیا گیا تو) اچانک وہ نگلنے لگا جو وہ (فرعون کے جادوگر) جھوٹ گھڑ کر لائے تھے۔ پس حق غالب ہوا اور باطل ہوا جو انہوں نے عمل کیا تھا' جادوگر وہاں مغلوب ہوئے اور ذلیل ہو کر پلٹے۔"

﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ ﴾ (یونس: ۱۰/ ۷۹ تا ۸۲)

"اور فرعون نے کہا لاؤ میرے پاس ہر ایک ماہر جادوگر" پس جب جادوگر (موسیٰ کے مقابلے میں) آئے تو ان کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو' پس جب انہوں نے ڈالا' تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے: جو تم لائے ہو وہ جادو ہے' بے شک اللہ تعالیٰ اسے بے کار کر دے گا' بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کے کام کو درست نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے اگرچہ مجرم ناپسند کریں۔

﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِىَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ○ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○ فَاَوْجَسَ فِىْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ○ وَاَلْقِ مَا فِىْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ

السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۝﴾ (طٰہٰ : ۲۰/ ۶۵ تا ۶۹)

انہوں نے کہا: ''اے موسیٰ! کیا (میدان میں تو پہلے) ڈالے گا یا ہم ڈالیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پہلے تم (میدان میں) ڈالو۔ پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ (گویا چلتے پھرتے خطرناک سانپ نظر آ رہے تھے) پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا، ہم نے کہا نہ ڈرو، بے شک آپ ہی سر بلند (وکامیاب) ہوں گے۔ اور ان کے مقابلے میں ڈالو جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے، یہ نگل جائے گا جو انہوں نے کیا ہے (یعنی تمہارے ہاتھ کی لاٹھی ان کے بظاہر نظر آنے والے سانپوں کو ہڑپ کر جائے گی) انہوں نے جادوگر والا مکر کیا تھا اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوسکتا۔

﴿ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝﴾ (المومنین : ۲۳/ ۱۱۵ تا ۱۱۸)

''کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟ پس بلند ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی، جو رب ہے عرش کریم کا، اور جو کوئی پکارتا ہے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو، نہیں دلیل اس کے لیے اس کے پاس، بے شک اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، شان یہ ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوسکتے، اور کہو! اے میرے رب! بخش دے! اور رحم کر! اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔

﴿ وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ۝ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ۝ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ۝ إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ

الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم مَّنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۝ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ دَاخِرُونَ ۝﴾

(الصافات : ۳۷/ ۱ تا ۱۸)

''قسم ہے صف باندھے ہوئے فرشتوں کی! اور ہانکنے والوں کی قسم! ذکر کرنے والوں کی قسم! بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے' جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور رب ہے مشرقوں کا' بے شک ہم نے آسمان دنیا کو زینت دے رکھی ہے ستاروں سے اور یہ ذریعہ حفاظت ہیں سرکش شیطانوں سے' وہ نہیں سن سکتے ملا اعلیٰ کو اور مارے جاتے ہیں ہر جانب سے' دھتکارا جاتا ہے انہیں اور ان کے لیے عذاب ہے ہمیشہ کا' مگر جو اچک لے اچک لینا' (یعنی اگر کوئی شیطان کسی طرح آسمان سے اللہ کے نئے وارد ہونے والے احکام کی کوئی خبر سن لیتا ہے) تو اس کے پیچھے شہاب ثاقب لگتا ہے۔ ان سے پوچھو کیا یہ زیادہ سخت ہیں پیدائش میں' یا جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے؟ بے شک ہم نے انہیں پیدا کیا ہے چپکنے والی مٹی سے' بلکہ تو تعجب کرتا ہے اور یہ مذاق کرتے ہیں۔ اور جب یہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو نصیحت نہیں پکڑتے۔ اور جب یہ نشانی دیکھتے ہیں تو اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ''نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر۔ کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں ہو جائیں گے' تو کیا دوبارہ اٹھائے جائیں گے!؟ یا ہمارے پہلے باپ بھی اٹھیں گے؟ کہہ دیجئے ہاں اور (یہ سب کچھ تمہاری مرضی کے خلاف ہوگا) تم ذلیل

ہو گے۔''

﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ ﴾ (الرحمن : ۵۵/ ۲۸ تا ۳۴)

''تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سوال کرتا ہے اس سے ہر کوئی جو کچھ آسمانوں میں ہے' اور زمین میں ہے' ہر روز وہ نئے معاملہ (کی تدبیر) میں (مصروف) ہے۔ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ عنقریب ہم فارغ ہوں گے تمہارے لیے اے جنو اور انسانو! پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اے جنو اور انسانو کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ تم نکل جاؤ زمین اور آسمانوں کے کناروں سے' تو نکل دیکھو۔ نہیں تم نکل سکتے مگر اجازت سے' پس اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو تم جھٹلاؤ گے؟''

﴿ لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ﴾ (الحشر : ۵۹/ ۲۱ تا ۲۴)

''اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے پھٹ کر گر پڑتا (ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا) یہ مثالیں ہیں' ہم انہیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے' تاکہ یہ غور و فکر کریں۔ وہ (اللہ) ہے جو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق

مگر وہی غیب جاننے والا ہے اور حاضر کو بھی' وہی رحمٰن رحیم ہے۔ وہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی' بادشاہ ہے' پاک ہے' سلام ہے' امن دینے والا ہے' نگہبان ہے' غالب ہے' زبردست ہے' بڑائی والا ہے' پاک ہے اللہ اس چیز سے جو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو خالق ہے' پیدا کرنے والا ہے' (ماں کے پیٹ میں) تصویر بنانے والا ہے' اس کے سب نام اچھے ہیں۔ تسبیح بیان کرتی ہے اس کے لیے ہر چیز' جو بھی آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے' وہ غالب حکمت والا ہے۔''

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ۝ ﴾ (الملک : ٦٧/ ١ تا ٤)

''بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ آزمائے تمہیں کہ کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔ وہ جس نے سات آسمان پیدا کیے اوپر تلے' نہیں تُو دیکھے گا رحمٰن کے پیدا کرنے میں کوئی فرق' لوٹا نگاہ کو' کیا تو دیکھے گا اس میں کوئی نقص؟ پھر لوٹا نگاہ' دو مرتبہ ناکام ہو کر لوٹے گی نگاہ تیری طرف اور وہ حسرت زدہ ہوگی۔''

﴿ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾ (القلم : ٦٨/ ٥١ تا ٥٢)

''قریب ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا' البتہ گرا دیں تجھے اپنی تیز نگاہوں سے جب سنتے ہیں ذکر اور کہتے ہیں بے شک یہ دیوانہ ہے۔ نہیں ہے یہ مگر ذکر جہان والوں کے لیے۔''

﴿ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ ﴾ (الجن: ۷۲/ ۳)

''بے شک بلند ہے بزرگی ہمارے رب کی، نہیں اختیار کی اس نے کوئی زوجہ اور نہ ہی اولاد۔''

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ ﴾ (الکافرون: ۱۰۹/ ۱ تا ۶)

''کہہ دیجئے اے کافرو!...... نہیں میں عبادت کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ ہی میں عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔''

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾ (اخلاص: ۱ تا ۴)

''کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہیں جنا اس نے کچھ بھی اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ نہیں کوئی اس کی برابری کرنے والا۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ﴾

(الفلق: ۱۱۳/ ۱ تا ۵)

''کہہ دیجئے! میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیرے کی برائی سے جب وہ چھا جاتا ہے۔ اور گرہوں میں بہت پھونکیں مارنے والوں والیوں (جادوگروں) کی برائی سے۔ اور حسد کرنے والے کے حسد کی برائی سے۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ

شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ۙ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ ﴾ (الناس : ۱۱۴/۱ تا ۶)

''کہہ دیجئے! میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ جو لوگوں کا بادشاہ ہے۔ اور جو لوگوں کا معبود ہے۔ وسوسہ ڈالنے والے (کے وسوسہ ڈالنے) کی برائی سے۔ جو لوگوں کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں (کے شر) سے (پناہ مانگتا ہوں)۔''

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ ' اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ ' لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ' اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلٰی هٰذَا الْوَجْعِ۔

''اے میرے اللہ!...... جو لوگوں کا رب ہے! بیماری دور کرنے والا ہے۔ شفاء دے دے! تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ نہیں شفاء دینے والا مگر تو ہی' ایسی شفاء دے جو کوئی بیماری نہ چھوڑے! اتار رحمت' اپنی رحمت سے اور شفاء' اپنی شفاء سے اوپر اس تکلیف کے۔

''بسم اللہ'' اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ مِنْهُ شَیْءٌ مُّمْتَنِعٌ ' وَبِعِزَّةِ اللّٰهِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ وَلَا تُضَامُ ' وَبِسُلْطَانِ اللّٰهِ الْمَنِیْعِ نَحْتَجِبُ بِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی كُلِّهَا عَائِذِیْنَ بِاللّٰهِ مِنَ الْاَبَالِسَةِ ' وَمِنْ شَرِّ كُلِّ مُسِرٍّ وَّمُعْلِنٍ ' وَمِنْ شَرِّ مَا یَكِنُّ بِالنَّهَارِ وَیَخْرُجُ بِاللَّیْلِ ' وَمِنْ شَرِّ مَا یَكِنُّ بِاللَّیْلِ وَیَخْرُجُ بِالنَّهَارِ ' وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ ' وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ ' وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ ' رَبِّیْ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

''اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں' ہم ایمان لائے اس اللہ کے ساتھ جس کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں' اللہ کی اس عزت کے ساتھ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی مقابلہ کیا جا سکتا ہے' اور ہم ایمان لائے اللہ کی اس سلطنت کے

---

[1] ابن باز رحمۃ اللہ نے اضافہ کیا ہے یہ ''قل'' تین مرتبہ پڑھے جائیں۔

ساتھ جو بہت ہی مضبوط ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے پردہ میں آتے ہیں' اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں ہر ابلیس سے' اور ہر شر سے جو کہ چھپی اور ظاہر ہو' اور ہر برائی سے جو چھپتی ہے دن کو اور نکلتی ہے رات کو' اور ہر برائی سے جو چھپتی ہے رات کو نکلتی ہے دن کو۔ اور اس کے شر سے جو اس نے پھیلایا اور جسے تخلیق کیا۔ اور ہر برائی سے جو اترنے والی ہے رات کو اور دن کو' اور ہر جانور کے شر سے' میرا رب اس جانور کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

''بِسْمِ اللّٰهِ'' اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا' وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ' حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَرَسُوْلًا۔

''شروع اللہ کے نام سے' میں اللہ عظیم کے ساتھ ایمان لایا ہوں' میں شیطان اور بت کا انکار کرتا ہوں۔ اور میں مضبوط کڑا پکڑتا ہوں جس کے لیے کھلنا ہونا نہیں اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ کافی ہے مجھے اللہ' سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس سے دعاء کی' اللہ کے سوا کوئی انتہا نہیں' میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کے ساتھ اور اسلام کے دین ہونے کے ساتھ اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے کے ساتھ۔''

بسم اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

''شروع اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں دیتی' زمین میں اور آسمان میں' وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ' اس چیز سے جو اس نے پیدا کی۔''

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَاَ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ۔

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کے ساتھ جن سے آگے نہیں گزر سکتا' کوئی نیک اور نہ ہی کوئی بدکار' اور پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جو اس نے پیدا کی اور اس برائی سے جو اس نے زمین میں پیدا کی' اور اس برائی سے جو زمین سے نکلتی ہے۔ اور رات اور دن کے فتنوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور رات اور دن میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ مگر وہ جو آنے والا ہے بھلائی کے ساتھ' اے رحمٰن!''

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے اور ہر زہریلی چیز سے اور ہر نظر سے جو لگ جانے والی ہے۔''

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ اس کے غضب سے' اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطان کے وسوسوں سے اور یہ کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَاْثَمَ وَالْمَغْرَمَ' اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ

وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ۔

''اے میرے اللہ!...... میں تیرے معزز چہرے کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جس کی پیشانی تو پکڑنے والا ہے۔ اے میرے اللہ!......تو دور کرتا ہے گناہ اور قرض کو' اے میرے اللہ! ...... آپ کا لشکر شکست خوردہ نہیں ہوتا اور نہیں خلاف ہوتا آپ کا وعدہ تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ۔''

أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَا شَيْءَ أَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَمِنْ شَرِّ مَا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے عظیم چہرہ کے ساتھ' وہ کہ کوئی چیز بھی اس سے بڑی نہیں۔ اور اس کے ان کلمات کے ساتھ جو پورے پورے ہیں' جن سے آگے نہ تو نیکوکار جا سکتا ہے اور نہ بدکار۔ اور اللہ کے اسمائے حسنٰی کے ساتھ جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں اور ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کو وہ پکڑنے والا ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔

''اے میرے اللہ!......تو میرا رب ہے' نہیں کوئی معبود مگر تو ہی' تیرے اوپر میرا توکل ہے۔ اور تو عرش عظیم کا رب ہے۔ جو اللہ چاہے گا ہوگا اور جو نہ چاہے گا وہ نہ ہوگا۔ نہیں طاقت برائی سے پھرنے کی اور نہیں طاقت نیکی کرنے کی مگر اللہ کی دی گئی توفیق کے ساتھ۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے علم کے لحاظ سے' اور اس نے شمار کیا ہے ہر چیز کی تعداد کو۔"

تَحَصَّنْتُ بِالْإِلٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاِلَیْهِ كُلُّ شَیْءٍ وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّ كُلِّ شَیْءٍ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ' حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِ' حَسْبِی الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوْقِ' حَسْبِی اللّٰهُ' هُوَ حَسْبِیْ' اَلَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ' حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰی' سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا' وَلَیْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مَرْمًی' وَصَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

"میں اس الٰہ کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہر چیز اس کی طرف جھکتی ہے۔ میں پناہ میں آتا ہوں اپنے رب اور ہر چیز کے رب کی۔ اور میں اس زندہ رہنے والے پر' جسے موت نہ آئے گی' توکل کرتا ہوں' اور میں شر دور کرتا ہوں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (نہیں برائی سے پھرنے کی طاقت اور نہیں نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ کے ساتھ۔) کے ذریعے سے مجھے اللہ کافی ہے۔ اور اچھا کارساز ہے۔ بندوں سے مجھے میرا رب ہی کافی ہے۔ مخلوق سے میرا خالق ہی کافی ہے۔ وہ جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی بادشاہی ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے اسے پناہ نہیں دی جاتی۔ کافی ہے مجھے اللہ میرا رب' سن لیا جس نے اسے پکارا' اللہ کے سوا میرا کوئی مطمع نظر نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے!

جناتی مریض پر شدید جان لیوا تشدد کرنا

نبی ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک دفعہ ایک جن کو ڈانٹا تھا۔ جیسے کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

ہم نے آپ سے سنا' آپ فرما رہے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ!

''میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں!''

پھر فرمایا:

اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ! (ثَلَاثًا)

''میں تجھے اللہ کی لعنت کرتا ہوں!'' (ایسے تین مرتبہ فرمایا):

اور ساتھ اپنا دست مبارک بھی پھیلایا جیسا کہ کسی چیز کو پکڑنے کے لیے پھیلایا جاتا ہے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ ﷺ سے نماز میں وہ کچھ سنا ہے' جو اس سے پہلے کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ ہم نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنا دست مبارک بھی پھیلایا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں! اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا انگارا لے کر آیا' کہ میرے چہرے پر مارے' تو میں نے تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھا (مگر وہ نہیں رکا۔) پھر میں نے کہا۔ ''تجھ پر اللہ تعالیٰ کی مکمل لعنت ہو! تین مرتبہ جب میں نے یہ کہا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔

ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَهٗ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِي سُلَيْمَانَ لَاَ صْبَحَ مُوْثُوْقًا تَلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔

''پھر میں نے ارادہ کیا تھا کہ اسے پکڑ لوں' اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعاء نہ ہوتی تو صبح یہ بندھا ہوا ہوتا۔ اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔''[1]

اسی طرح نبی ﷺ نے ایک دفعہ ایک جن زدہ بچے کو دم کرتے ہوئے جن کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا تھا:

((اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ))۔[2]

---

1. مسلم۔ کتاب المساجد: باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ (ح ۵۴۲)
2. مسند احمد (۴/ ۱۷۱، ۱۷۲) وقال الھیثمی فی المجمع (۹/ ۲) رجالہ رجال الصحیح وقال العراقی فی تخریج الاحیاء (۴/ ۲۰۲) اسنادہ جید۔

''نکل اے اللہ کے دشمن! میں اللہ کا رسول ہوں۔''

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا مشاہدہ کیا ہے' کہ وہ جن زدہ کی جانب کوئی آدمی بھیجتے اور وہ اس جن سے مخاطب ہوتا' جو اس شخص میں ہوتا تھا' وہ کہتا' نکل جا' یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے' (کہ انسانوں میں داخل ہوتا پھرے۔) تو جن زدہ آدمی ہوش وحواس بحال کر لیتا' اور بعض اوقات شیخ بنفس نفیس جن کو مخاطب کرتے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جن سرکش ہوتا تو شیخ اسے مار کر نکالتے تھے' تو جن زدہ ہوش میں آجاتا اور مار کی ذرہ برابر تکلیف محسوس نہ کرتا تھا۔ اس کا ہم نے اور ہمارے علاوہ لوگوں نے کئی مرتبہ مشاہدہ کیا ہے۔[1]

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

شیخ رحمۃ اللہ علیہ (ابن تیمیہ) نے ہم سے یہ واقعہ خود بیان کیا ہے کہ میں نے ایک جن زدہ کے کان میں پڑھا' تو جنّی نے کھینچ کر لمبا سا ''نعم'' کہا: کہ ہاں میں ہوں......! شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے لاٹھی لی اور اس جن زدہ کی گردن کی رگوں پر مارنا شروع کر دیا' اتنا مارا کہ میرے ہاتھ تھک گئے۔ حاضرین کو یقین ہو چکا تھا کہ یہ مریض مر جائے گا کہ جتنا میں نے مارا تھا۔ دوران مار وہ جنی کہنے لگی: ''میں اس سے محبت کرتی ہوں۔'' بعد میں وہ جن زدہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور دائیں بائیں جھانکنے لگا اور کہا: ''مجھے جناب شیخ کے پاس کیوں لائے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''شیخ کی خدمت میں لانے کا تو بتاتے ہیں تم اپنی مار کا سناؤ کیا بنا ہے؟'' اس نے کہا: ''شیخ نے مجھے کیوں مارنا تھا؟'' میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا اور مجھے قطعاً کوئی پتہ نہیں کہ مار پڑی ہے۔''[2]

---

[1] طب نبوی: ص ۱۹۳۔ ابن قیم رحمہ اللہ۔ تحقیق عبدالمعطی قلعجی۔ دارالواعی حلب۔

[2] ایضاً

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جنوں کا وجود قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اور اس پر امت کے سلف کا اتفاق ہے۔ اور اسی طرح ائمہ اھل سنت کے مطابق جن کا انسان کے جسم میں داخل ہونا بھی ثابت ہے۔ یہ ایک مشہور معاملہ ہے جو بھی اس میں ذرا تدبر سے کام لے گا وہ محسوس کرے گا کہ جن' کسی شخص میں داخل ہو جاتا ہے اور ایسی گفتگو کرتا ہے جس کو جن زدہ بھی نہیں پہچانتا اور نہ اسے اس کا علم ہوتا ہے۔ بلکہ جب اس (جن زدہ) کو کبھی بوقت ضرورت مارا جاتا ہے تو جن زدہ اسے محسوس تک نہیں کرتا خواہ اتنا مارا جائے کہ اگر اونٹ کو اتنا پیٹا جائے تو وہ بھی مر جائے۔[1]

اہم انتباہ

ایک بات ضروری ہے کہ مارنے سے مکمل طور پر بچنا چاہئے' کیونکہ یہ بہت ہی خطرناک چیز ہے اور اس پر بہت سے خطرناک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خصوصاً جب اس آدمی سے سرزد ہو جسے ضرب کو بروئے کار لانے کا ملکہ نہ ہو۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مصروع (مرگی زدہ) کو یہ سمجھ کر مارا جاتا ہے کہ اسے جن چمٹا ہوا ہے' حالانکہ جن نہیں ہوتا۔ اور مار جن کی بجائے براہ راست بدن انسانی پر پڑتی ہے' جس سے خطرناک نتیجہ نکلتا ہے۔

اور کبھی ایسے مریض کی نازک جگہوں پر ضربیں لگائی جاتی ہیں جو کہ انتہائی خطرناک ہے۔ کبھی تو یہ دم پڑھنے والے مریض کو مارنے میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے ہیں۔ اور بعض تو بجلی کے جھٹکے دیتے ہیں اور یہ تو بہت ہی خطرناک غلطی ہے۔

الحاصل

مریض کو مارنے کا مسئلہ نہایت ہی عقل و معرفت کا محتاج ہے' کہ پتہ ہو کہ مریض کو

[1] مجموع فتاوٰی ۲۴/ ۲۷۶۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

کب مارنا ہے' کہاں مارنا ہے' اور کتنا مارنا ہے۔ اور مارنے کی ضرورت بھی ہے یا کہ نہیں' اس طرح کی بہت سی قیود اور ضابطے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا جو کہ بعینہٖ ہم درج کرتے ہیں۔

سوال : کیا وہ معالج' جو جن زدہ مریض مریضوں کا علاج بذریعہ قرآن کی قراء ت کے کرتے ہیں' کیا ان کے لیے جائز ہے کہ مریض کو ماریں؟ گلا گھونٹ دیں اور جنوں سے باتیں کریں؟ جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

جواب : یہ بات ایسی ہے کہ ہمارے سابقہ علمائے کرام سے سرزد ہوتی رہی ہے۔ مثلاً: ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں' کہ آپ جن کو مخاطب کرتے' اس کا گلا گھونٹ دیتے' اسے مارتے' یہاں تک کہ وہ نکل جاتا' لیکن ان معاملات میں مبالغہ سے کام لینا جو کہ آج کل ہم بعض معالجوں کے متعلق سن رہے ہیں' اس کی اجازت کسی طور نہیں دی جاسکتی۔[1]

مریض پر شدید جان لیوا تشدد نہ کیا جائے

جنات کو نکالتے ہوئے مریض کو اتنا نہ مارا جائے کہ جنات کے ساتھ ساتھ مریض کی جان بھی نکل جائے جیسے کہ ایک مصری خاندان کے ساتھ پیش آیا جو اپنے سربراہ کی لا علاج آسیبی بیماری کی شفاء سے مایوس ہو چکا تھا۔ وہ مختلف معالجوں کے پیچھے طویل سفر کاٹتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کا بڑا بیٹا اسے پانچ شعبدہ بازوں کے پاس لے گیا' جن کو بہت گھمنڈ تھا کہ ہمارے پاس ان پیچیدہ بیماریوں کا علاج ہے۔ ان شعبدہ بازوں نے مل کر یہ قرار دیا کہ اس آدمی کی بیماری کا سبب شریر جن ہے' جو کہ اس کے جسم میں بس چکا ہے۔ اور جو نرمی کی زبان نہیں سمجھے گا کہ اسے چھوڑا جائے' لہٰذا ضروری ہے کہ اس کا علاج بالضرب (مارکر) کیا جائے۔ اور انہوں نے یہ کام شروع کردیا اور وہ پانچوں اسے مارنے پر چل

[1] مجلة الدعوة عدد ١٤٥٢۔ جمعرات ٢٥ ربيع الاول ١٤١٥ھ۔

پڑے' کوئی لاٹھیوں سے اور کوئی اسے لاتوں سے مار رہا ہے' یہاں تک کہ اس بے چارے کی جان ہی نکل گئی اور وہ مر گیا۔[1]

جب جن بول پڑے تو اس سے کیا پوچھا جائے؟

جن جب بولے تو اس سے درج ذیل سوال کرنا مناسب ہے:

① تیرا نام کیا ہے؟ ② تیرا دین کیا ہے؟ ③ تو اس انسان میں کیوں داخل ہوا ہے؟ ④ اس مریض آدمی میں تیرے علاوہ اور بھی کوئی ہے؟ ⑤ اگر ہے تو ان کی تعداد کتنی ہے؟ ⑥ اور ان کا مذہب کیا ہے؟

جنات سے گفتگو کا طریقہ کیا ہے؟

جنات سے گفتگو کا کوئی خاص طریقہ تو نہیں جو ہم یہاں بیان کریں۔ کیونکہ ہر دم کرنے والے کا ایک اپنا ہی انداز ہوتا ہے۔ بہرصورت مسلمان جن سے انداز گفتگو کافر جن کے انداز گفتگو سے مختلف ہوتا ہے اور مسلمان صالح جن سے انداز گفتگو فاسق مسلمان جن کے انداز گفتگو سے مختلف ہو گا۔

- اگر جن مسلمان ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا جائے' اور اسے کہا جائے کہ یہ جو تو اس مریض کو چمٹ گیا ہے جائز نہیں' بلکہ یہ ظلم ہے اور ایک ظلم روز قیامت بہت سے اندھیرے بن جائے گا۔
- اور اگر وہ بتائے کہ میں اس سبب سے اسے چمٹا ہوں' مثلاً: فلاں زیادتی کا بدلہ' یا انتقام لیتے ہوئے کہ اس انسان نے مجھے اذیت دی تھی۔ تو اس کے جواب میں اسے کہا جائے' کہ اسے کیا معلوم تھا کہ تمہیں تکلیف پہنچے گی؟ نیز جس سے بغیر قصد کے تکلیف پہنچے وہ سزا کا مستحق نہیں ہوتا۔
- اور اگر مریض نے وہ کام جس پر جن اعتراض کر رہا ہے' اپنے گھر میں اور اپنی ملکیت میں کیا ہو' تو جنوں کو سمجھایا جائے کہ گھر اس کا ہے' اس کی ملکیت میں ہے

[1] اخبار الیوم بروز جمعہ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ شمارہ ۲۹۴۔

اور اس میں وہ ہر جائز تصرف کر سکتا ہے۔[1]

❀ اگر چمٹنے والا جن کہے کہ میں عشق و محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ چمٹا ہوں تو اسے سمجھایا جائے کہ یہ حرام اور بے حیائی کا کام ہے جو جائز نہیں ہے۔

❀ اور اگر وہ بتائے کہ میں اسے ویسے ہی دل لگی کرتے ہوئے چمٹ گیا ہوں' تو اسے سمجھایا جائے کہ کسی کو خواہ مخواہ ستانا جائز نہیں۔ اس لیے اس سے نکل جاؤ۔

❀ اور اگر جنات چمٹنے کا سبب جادو ہو تو انہیں بتایا جائے کہ یہ کفر ہے اور یہ کوئی اچھا کام نہیں۔ اور اس صورت میں اس سے جادو کی جگہ کا پوچھا جائے تاکہ اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ بعض اوقات وہ جن خود ہی جادو کی جگہ بتا دیتے ہیں۔

❀ اگر وہ جن کافر ہو تو اسے بغیر مجبور کیے' دعوت اسلام دی جائے۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۵۶)

''کہ دین میں زبردستی نہیں۔''[2]

❀ اگر وہ اسلام قبول کر لے' تو اسے دین کی ضروری ضروری باتیں بتا دی جائیں اور شہادتین کی تلقین کی جائے۔

---

[1] مجموع الفتاوٰی ۱۹/ ۴۰ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

[2] سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اپنی وضاحت میں یہ آیت منسوخ قرار دی ہے۔ یا اسے اہل کتاب اور مجوسیوں کے ساتھ خاص قرار دیا ہے' جب کہ وہ جزیہ دیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کافر جن کے سامنے واضح کیا جائے کہ اس پر واجب ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو اور کفر پر باقی رہنا حرام ہے۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:
''جو اسلام کے علاوہ دین تلاش کرے گا اس سے یہ قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''
اور بیان کرے کہ ظلم حرام ہے اور جن کا اس انسان میں رہنا ظلم ہے۔ (عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ ۱۷/ ۱۴۱۳ھ)

❀ اور اگر وہ کفر پر اصرار کرے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو پھر اسے نکلنے کا کہا جائے' اگر انکار کرے تو اس پر بذریعہ دم وقراءت سختی کی جائے۔

جنات سے عہد لینا

بعض عامل جنوں سے اللہ تعالیٰ کا عہد لیتے ہیں کہ وہ مصیبت زدہ سے نکل جائیں اور واپس نہ لوٹیں۔ زیادہ تر جن یہ (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ) معاہدہ کر لیتے ہیں مگر پھر یہ عہد توڑ دیتے ہیں۔ اس لیے عامل کے لیے مناسب نہیں ہے کہ جنوں سے اللہ تعالیٰ کا عہد لے۔ اور پھر اس قسم کے عہد کے بارے میں ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ جیسے سیدنا سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر پر امیر مقرر کرتے تو اسے خصوصی وصیت فرماتے:

اے امیر! جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے چاہیں کہ تو انہیں اللہ تعالیٰ کا ذمہ' یا اس کے نبی کا ذمہ دے' تو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کا ذمہ نہ دینا۔ بلکہ خود اپنا ذمہ دینا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دینا۔ (پھر آپ ﷺ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی)

((فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَ ذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تَخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔))[1]

''کیونکہ اگر تم اپنے ذمے اور ساتھیوں کے ذمے توڑو گے تو یہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑو۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ علمائے کرام کہتے ہیں:

ذمہ سے یہاں مراد عہد و پیمان ہے اور (تُخْفِرُوْا) تاء کے ضمہ یعنی پیش کے ساتھ ہے۔ یہ (أَخْفَرْتُ الرَّجُلَ) سے ہے جس کا معنی ہے۔''میں نے آدمی کا عہد و پیمان توڑ دیا۔'' اور یہ بدعہدی اور بے وفائی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جب کہ

[1] مسلم۔ کتاب الجهاد: باب تامیر امام الامراء علی البعوث (ح ۱۷۳۱)

(خَفَرْتُ الرَّجُلَ) کا معنی ہے میں نے اسے امن دیا اور بچایا۔

اس بارے میں ایک قول ہے کہ یہ نہی تنزیہی (احتیاطی ممانعت) ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امیر اللہ کا ذمہ نہ کرے' کیونکہ کبھی نادانی کی بنا پر کوئی شخص اسے توڑ سکتا ہے اور کوئی دیہاتی یا لشکری اس کی حرمت پائمال کرسکتا ہے' اس طرح اللہ کے ذمہ کی توہین کا پہلو نکل سکتا ہے۔ اس لیے اپنی ذمہ داری رکھو۔

لجنة دائمة (سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی) کے سامنے اس بارہ میں درج ذیل سوال پیش ہوا' ملاحظہ فرمائیں:

سوال: بعض عامل لوگ جن زدہ مریض پر اللہ تعالیٰ کی آیات کریمہ پڑھتے ہیں' جس سے جنات حاضر ہوتے ہیں اور وہ جنوں سے عہد لیتے ہیں کہ اس دم شدہ آدمی کو اب نہ چھیڑیں گے۔ اس بارے میں بتائیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک مسلمان کا اپنے بھائی کو قرآن کی قراءت کے ذریعہ دم کرنا یہ تو جائز ہے' نبی ﷺ نے دم کی اجازت فرمائی ہے' بشرطیکہ اس میں شرک نہ ہو۔ تاہم جو جنوں سے خدمت لیتے ہیں یا ان کو حاضر کرکے ان سے عہد و پیمان لیتے ہیں کہ اس شخص کو جس پر دم کیا گیا ہے اسے دوبارہ تکلیف سے نہ چھوئیں اور نہ چھیڑیں تو یہ جائز نہیں۔

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم۔[1]

اللجنة (کمیٹی) الدائمة للبحوث العلمية والافتاء۔

رکن: عبداللہ بن قعود۔ رکن: عبداللہ بن غدیان۔

کمیٹی کے نائب رئیس: عبدالرزاق عفیفی۔ رئیس: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔

جن زدہ کا طبی و طبعی علاج

یہاں ہم ان چند دواؤں کا ذکر کرتے ہیں جو کہ طبعی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے

[1] البحوث۔ شمارہ ۲۷۔ ص ۶۱۔ فتوی ۴۸۰۴۔

شفاء بخش ہیں اور آسیب زدہ مریض کے لیے بہت نفع مند ہیں' جن پر قرآن کریم اور سنت مطہرہ بھی دلالت کرتے ہیں۔ جب مریض انہیں یقین اور صدق دل اور پختہ اعتقاد سے اپنائے گا (کہ نفع تو اللہ کے ہاتھ میں ہے) تو ان شاء اللہ' اللہ تعالیٰ اسے ضرور فائدہ دے گا۔

اسی طرح کچھ ایسی دوائیں ہیں جو جڑی بوٹیوں سے مرکب ہیں اور یہ دوائیں انسانی تجربہ کے مطابق ہیں۔ اور انسان ایک دوسرے کے تجارب سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور اس طرح ایک دوست سے فائدہ حاصل کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ وہ دواء حرام نہ ہو۔ فضیلۃ الشیخ علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یاد رکھیں کہ دواء شفاء کا سبب ہے۔ اور مسبب (سبب پیدا کرنے والا) حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے۔ اور شفاء کا سبب بھی وہی دواء بنتی ہے جسے اللہ نے شفاء کا سبب قرار دیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے اسباب کی دو قسمیں ہیں:

مسنون وظائف اور دعائیں

مثلاً قرآن کریم اور مسنون دعائیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا سورہ فاتحہ کے بارے میں دم کرنے والے صحابیؓ سے فرمانا کہ تجھے کیسے معلوم تھا کہ یہ دم ہے؟[1] اور نبی ﷺ بیماروں کے لیے شفاء کی دعاء فرمایا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ کی دعاء کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا شفاء دے دیتا تھا۔

مادی دواؤں سے علاج

دوسری قسم طبی یا مادی اسباب کی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹری دوائیں ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا شرع کے ذریعہ سے پتہ چلتا ہے مثلاً شہد' یا پھر انسانی تجربات کے ذریعہ سے بعض ادویات کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس طرح کی بے شمار ادویات ہیں۔ یہ دوسری

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بفاتحۃ الکتاب (ح ۵۷۳۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب اخذ الاجرۃ علی القرائۃ بالقران (ح/۱/ ۲۲)

قسم کی ادویات' وہم و خیال کے ذریعہ سے نہیں' بلکہ انہیں تجربے اور استعمال میں لا کر ہی' ان کی تاثیر معلوم ہوتی ہے۔ جب انہیں استعمال کرنے سے ان کا شفاء بخش ہونا ثابت ہو جائے تو پھر انہیں بطور دواء استعمال کرنے سے شفاء کا حصول اللہ کے حکم سے صحیح اور درست ہے۔

تعویذ دھاگہ وغیرہ لٹکانے جیسے وہمی طریقہ ہائے علاج

لیکن جب ذریعہ علاج محض خالی وہم و گمان ہی ہو' جس سے مریض تو ہم کا شکار ہو کر نفسیاتی سکون حاصل کرتا ہو اور اس وہم و خیال پر بناء رکھتے ہوئے اس کے مرض میں افاقہ ہوتا ہو۔ بلکہ خواہ بعض اوقات مریض نفسیاتی طور پر مسرت و انبساط بھی محسوس کرتا ہو' تاہم اس وہمی طریقہ علاج پر اعتماد کرنا جائز نہیں اور نہ اس طریقہ کو علاج ہی سمجھیں' کیونکہ انسان اس طرح اوھام و خیالات میں ہی کھو جائے گا۔ اور جونہی کبھی اس کا یہ وہم زائل ہو گا تو پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو جائے گا' بلکہ ہوسکتا ہے کہ پاگل ہو جائے' جس کی ہمارے معاشرے میں عام مثالیں پائی جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بیماری دور کرنے کے لیے کڑا' دھاگہ وغیرہ پہننے سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ یہ نہ تو شرعی سبب ہیں اور نہ حسی بلکہ انہیں سونے سے کسی قسم کا سبب قرار دینا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اسے سبب قرار دینا اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں تنازع کرنا اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی قبیل سے ہے۔ یعنی امراض کے لیے اسبابِ علاج متعین کرنے میں یہ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رہا ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے کتاب التوحید میں اس مسئلہ پر باب باندھا ہے۔ کہ ''یہ باب اس بیان میں ہے کہ گلے میں کچھ پہننا' دھاگہ وغیرہ لٹکانا تاکہ بلا و مصیبت دور ہو' یہ بھی شرک ہے۔''[1]

طبعی علاج درج ذیل ہیں جو کہ اللہ کے حکم سے نفع بخش ہیں:

---

[1] مجموع فتاوی ج۱' ۶۶-۶۹)

① علاج بذریعہ شہد............ ② علاج بذریعہ کلونجی............ ③ علاج بذریعہ آب زمزم یا آسمانی پانی............ ④ غسل اور صفائی وستھرائی کے ذریعہ سے علاج کرنا .... ⑤ خوشبو کے ذریعہ سے علاج کرنا۔

علاج بذریعہ شہد

شہد کے ذریعہ سے علاج کرنا جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی بیماریوں میں تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾

(النحل: ۱۶/ ۶۸ تا ۶۹)

''تیرے رب نے شہد کی مکھی کی جانب وحی کی یہ کہ پہاڑوں میں اپنا گھر بنا' اور درختوں میں اور جو یہ چھپر بناتے ہیں' ان میں' پھر ہر قسم کے پھل کھا' اور اپنے رب کی بتائی (مقرر کی) ہوئی راہوں پر چل' تیرے پیٹ سے ایسا مشروب نکلے گا کہ اس کے رنگ مختلف ہوں گے' جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔ بے شک اس میں البتہ نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاء ان تین چیزوں میں ہے:

((شَرْبَةُ عَسَلٍ وَشَرْطَةُ مِحْجَمٍ وَكَيَّةٌ بِنَارٍ وَاَنْهٰى اُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ))[1]

''① شہد پینا ② سینگی لگوانا۔ ③ آگ سے داغ لگوانا۔ اور میں اپنی امت کو آگ کے داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں (گویا یہ تنزیہی طور پر ممانعت ہے

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب الشفاء فی ثلاث (ح ۵۶۸۰)
صحیح بخاری ص ۴/ ۴۳۲ کتاب الطب:

اور حرام نہیں۔ اور یہ بھی درست طریقہ علاج ہے۔)

صرع (جن زدہ) کا علاج بذریعہ شہد کیسے کیا جائے؟

صرع (دورہ زدہ) کو نہار منہ روزانہ ایک کپ شہد پلایا جائے۔ اور اسی طرح شام کو ایک کپ اور گرم پانی کا ایک کپ۔ جس میں شہد ملایا گیا ہو' سورت جن پڑھی جائے اور مریض کو پلایا جائے' اس کے بعد مریض سو جائے' یہ عمل ایک ہفتہ تک جاری رکھا جائے۔ اللہ کے فضل سے مکمل طور پر صرع (مرگی وغیرہ) ختم ہو جائے گی۔[1]

علاج بذریعہ کلونجی

کلونجی ہر بیماری کے لیے استعمال ہو سکتی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَاِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ۔ وَهُوَ الْمَوْتُ))[2]

''کلونجی سے علاج کرو' اس میں ہر بیماری سے شفاء ہے' سوائے موت کے۔''

علاج بذریعہ زیتون

زیتون کا درخت ایک مبارک درخت ہے۔ اس کا پھل بھی برکت سے بھرپور ہے۔ کئی مقامات پر قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ ﴾ (التین : ۹۵/۱ تا ۲)

''انجیر کی قسم! زیتون کی قسم! طور سینا پہاڑ کی قسم!

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿ فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ○ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ○ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ○ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ○ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ○ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○ ﴾ (عبس : ۸۰/۲۷ تا ۳۲)

---

[1] معجزات شفاء ص ۳۲۔ ابو الفداء محمد عزت محمد عارف۔ دار الاصفهان جدہ۔

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب السوداء (ح ۵۶۸۷) باختلاف یسیر مسند احمد (۶/ ۱۳۸) واللفظ لہ۔

بخاری مع فتح الباری ص ۱۰/ ۱۵۰ رقم ۵۶۸۷ ط۔ الریان۔

"ہم نے اس میں اناج اگایا' انگور اور ترکاریاں' زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغ' پھل اور چارا اگائے جو تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لئے مفید ہیں۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ○ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ ○﴾

(النحل: ۱۶/۱۰تا۱۱)

"وہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا' اس سے تم پیتے ہو' اور اس سے درخت ہوتے ہیں' جن میں تم جانور چراتے ہو' تمہارے لیے کھیتی' زیتون' کھجوریں اور انگور اگاتا ہے۔"

ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: وَالزَّيْتُوْنَ کے بارے میں کعب احبار' قتادہ اور ابن زید رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ هُوَ شَجَرُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ (زیتون بیت المقدس کا درخت ہے) [1]

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ زیتون کا تیل سب سے بہتر تیل ہے۔ یہ مبارک سرزمین کا تیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

(بنی اسرائیل: ۱۷/۱)

"وہ اللہ پاک ہے جو اپنے بندے کو رات کے ایک حصہ میں' مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا وہ جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔"

یہ بات تجربہ سے ثابت ہے اور اسے استعمال کرنے سے بھی ثابت ہوا ہے اور پڑھائی (دم وغیرہ) میں بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بہترین تیل ہے۔

---

[1] تفسیر القرآن ابن کثیر ج۴ ص ۵۲۶۔ دار احیاء التراث العربیۃ۔

یہ تو زیتون کی فضیلت کے بارہ میں قرآن پاک کے بیانات تھے' اب ہم سنت سے بھی اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ))۔[1]

''زیتون کھاؤ' اس کو بطور تیل استعمال کرو' بے شک یہ مبارک درخت سے ہے۔''

اور بیہقی اور ابن ماجہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِئْتَدِمُوْا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ))[2]

''زیتون کا سالن بناؤ اور اسے بطور تیل استعمال کرو' بے شک یہ مبارک درخت سے ہے۔''

ابن سنی' ابو نعیم اور ابن جوزی نے' اپنی اپنی سندوں سے بیان کیا ہے کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((عَلَيْكُمْ بِزَيْتِ الزَّيْتُوْنِ فَكُلُوْهُ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ يَنْفَعُ مِنَ

---

[1] مستدرك حاكم (۲/ ۳۹۸) ابن ماجه' كتاب الاطعمة: باب الزيت ح ۳۳۲ وفيه ''فانه طيب مبارك''
وضعفه البوصيری فی الزوائد (۱/ ۲۰۰) وكذا الهيثمی فی المجمع (۵/ ۴۳)
حيث اورده للطبرانی بسياق اتم وقال الذهبی عبدالله بن سعيد واه وضعفه الالبانی رحمه الله فی ضعيف ابن ماجه قلت: والمتن صحيح ثابت جاء عن غير صحابی منهم عن ابی اسيد وعن عمر رضی الله عنهما اخرجهما فی الترمذی كتاب الاطعمة باب ماجاء فی اكل الزيت (ح ۱۸۵۱/ ۱۸۵۲) وابن ماجه (ح ۳۳۱۹)

[2] ابن ماجه۔ كتاب الاطعمة: باب الزيت (ح ۱۹/ ۳۳) بيهقی فی السنن الكبری (منهل الروی فی الطب النبوی ص ۲۲۴ محمد بن طولون

الْبَوَاسِيْرِ)) [1]

"زیتون کا تیل لازم پکڑو اور اسے کھاؤ اور بطور تیل استعمال کرو' بے شک یہ بواسیر کے لیے مفید ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص زیتون بطور تیل استعمال کرے گا شیطان اس کے قریب نہ جائے گا۔ [2]

اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زیتون کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو' یہ مبارک درخت سے ہے۔" [3]

زیتون کے تیل کے فوائد

زیتون [4] کا تیل گرم' تر ہے۔ پہلی مرتبہ استعمال کرنے سے گرمی کرتا ہے' تاہم اعتدال سے استعمال کریں تو تر رہتا ہے اور لو لگنے سے بچاتا ہے اور پیٹ نرم کرتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے نکالتا ہے۔ بڑھاپا جلدی نہیں آنے دیتا۔ مسوڑے مضبوط کرتا ہے۔ زیتون کا تیل استعمال کرنے سے بال اور اعضاء طاقتور رہتے ہیں اور اس کا پینا لو لگنے سے مفید ہے۔ جتنے بھی روغنیات ہیں سب معدہ کمزور کرتے ہیں' مگر زیتون کا روغن معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب (پھیپھڑوں کے امراض ومہٗ خناق' ٹی بی' اور نمونیا وغیرہ) کے لیے ورس بوٹی اور زیتون دونوں بطور علاج استعمال کرنے کے لیے فرمایا ہے۔ [5] (انتہٰی)

---

[1] اخرجه ابن السنی و ابو نعیم من طریقهما ابن الجوزی عن عقبة بن عامر

[2] ضعیف الجامع (۳۷۸۸) وقال الالبانی رحمہ اللہ ضعیف۔ وقال فی الضعیفة: موضوع۔ و اورده الهیثمی فی المجمع (۵/ ۱۰۰) نحوه۔ وقال ابو حاتم' هذا حدیث کذب' العلل (۲/ ۲۷۹)

[3] ترمذی۔ کتاب الاطعمة: باب ما جاء فی اکل الزیت (ح ۱۸۵۱)

[4] الاطعمة القرآنیة غذاء ودواء ص ۷/ ۱۹۔ ۲۲۵ محمد کمال عبدالعزیز۔ مکتبة القرآن قاهرة۔

[5] ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فی دواء ذات الجنب (ح ۲۰۷۸/ ۲۰۷۹)

ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب دواء ذات الجنب (ح ۳۴۶۷)

اس کی سند میں میمون ابوعبداللہ راوی ضعیف ہے۔ دیکھئے ضعیف ترمذی (۳۶۳' ۳۶۴/ ۲۱۷۵) وغیرہ۔

آب زم زم اور آسمانی پانی کے ذریعہ سے علاج

آب زم زم روئے زمین پر بہترین پانی ہے۔ یہ تمام پانیوں سے افضل، اشرف، اور بلند مرتبہ ہے۔ جیسے کہ بخاری مسلم میں ثابت حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ تیس شب و روز کعبہ کے پردوں میں ٹھہرے رہے تھے اور کوئی کھانا بھی نہ کھایا تھا اور صرف آب زم زم ہی نوش کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

((اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ))[1]

''بے شک یہ آب زمزم ایک خوراک ہے۔''

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں بیان کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روئے زمین پر بہترین پانی زم زم ہے، اس میں پوری خوراک ہے، بیماری کی شفاء ہے۔ اور روئے زمین پر بدترین پانی وہ ہے جو وادی برہوت حضرموت کے باقی ماندہ علاقہ میں ہے۔ اس میں مکڑی کے جھنڈ کی مانند کیڑے مکوڑے ہیں۔ صبح و شام اچھلتا ہے مگر اس میں نمی نہیں ہے۔''[2]

اس کے بارہ میں ابن قیم فرماتے ہیں: میں نے اور میرے علاوہ لوگوں نے آب زم زم سے بہت سے معاملات میں شفاء طلبی کے لیے تجربہ کیا ہے، بہت سے امراض کا اس کے ذریعہ سے علاج کیا تو اللہ کے حکم سے شفاء پائی ہے:

باقی رہا آسمانی پانی تو اس کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا﴾ (ق: ۵۰/ ۹)

---

[1] مسلم۔ کتاب فضائل الصحابة: باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ (ح ۲۴۷۳)

[2] طبرانی فی الکبیر (۱۱/ ۹۸) وقال الهیثمی فی المجمع (۳/ ۲۸۶) ورجاله ثقات وقال الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح الجامع (۳۳۲۲) صحیح۔

''اور اتارا ہم نے آسمان سے مبارک پانی۔''

غسل' صفائی ستھرائی کے ذریعہ سے علاج کرنا

اس چیز کی دعوت تو نبی کی سنت بھی دے رہی ہے۔ نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ لِلّٰهِ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِیْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ وَاِنْ كَانَ لَهٗ طِيْبًا اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ)) [1]۔

''ہر مسلمان پر اللہ نے اپنا یہ حق رکھا ہے' کہ وہ ہر سات دن میں نہائے' اگر خوشبو ہو تو وہ بھی استعمال کرے۔''

نبی ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِیْ فِی الصَّلَاةِ)) [2]

''تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو زیادہ پیاری ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ خوشبو کا تحفہ واپس نہ لوٹاتے تھے۔ [3]

صحیح مسلم میں نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

((مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهٗ فَاِنَّهٗ طَيِّبُ الرِّيْحِ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ)) [4]

''جس پر خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے' بے شک یہ اچھی مہک ہے

---

[1] ابن حبان (موارد۔ ۵۵۷)

[2] مسند احمد (۳/ ۱۲۸) نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء (ح ۳۳۹۱) بلفظ ''من الدنیا۔''

[3] بخاری۔ کتاب اللباس: باب من لم یرد الطیب (خ ۵۹۲۹)

[4] مسلم۔ کتاب الالفاظ من الادب: باب استعمال المسک (ح ۲۲۵۳)

اور اٹھانے میں ہلکی ہے۔"

سنن ابی داؤد اور نسائی میں بھی سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس پر خوشبو پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے یہ اٹھانے میں ہلکی ہے اور عمدہ مہک والی ہے۔" [1]

خوشبو کے روحانی وجسمانی فائدے

یہ فصل اس بارے میں ہے کہ نبی ﷺ خوشبو کے ذریعہ سے حفظان صحت کا اصول اپناتے تھے۔ اچھی خوشبو روح کی غذا ہے اور روح قوی کی سواری ہے اور قوی میں خوشبو سے اضافہ ہوتا ہے۔ اور دماغ، دل اور تمام باطنی اعضاء خوشبو سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور دل خوش ہوتا ہے سانس اس سے فرحت محسوس کرتا ہے۔ اور خوشبو سے روح میں انبساط پیدا ہوتا ہے۔ یہ روح کے لیے مناسب ترین اور موافق ترین چیز ہے۔ خوشبو اور پاکیزہ روح کے درمیان بہت ہی قریبی نسبت ہے حتی کہ اس دنیا کی سب سے زیادہ پاکیزہ ترین ہستی نبی ﷺ کے ہاں یہ خوشبو دنیا کی محبوب ترین متاع میں سے ایک تھی۔

ابن قیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

خوشبو میں ایک اور خصوصیت ہے کہ فرشتے اس سے محبت رکھتے ہیں اور شیطان اس سے نفرت کرتے ہیں۔ شیطان کے ہاں محبوب ترین چیز مکروہ بدبودار ہوا ہے۔ پس پاکیزہ روحیں عمدہ خوشبو ہی پسند کرتی ہیں۔ اور خبیث ارواح، خبیث اور بدبودار ہوا کو ہی پسند کرتی ہیں۔ گویا ہر روح اپنے ہم جنس کی جانب ہی مائل ہوتی ہے۔ جیسے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں۔ اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔ اگرچہ یہ اصول مردوں اور عورتوں کے درمیان ہے تاہم اس آیت کا عموم اعمال واقوال، اشیائے خورد ونوش، ملبوسات

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الترجل: باب فی رد الطیب (ح ۴۱۷۲)
نسائی۔ کتاب الزینۃ: باب الطیب (ح ۵۲۶۱)

اور خوشبویات سب کو شامل ہے۔[1]

نبی ﷺ عمدہ خوشبو استعمال کرتے تھے اور بدبو آپ پر بہت گراں گزرتی تھی۔

ابن قیم رحمہ اللہ مزید رقمطراز ہیں:

اچھی خوشبو روح کی غذا ہے۔ اور روح قوی کی سواری ہے۔ اور قوئ خوشبو کے ذریعہ سے بڑھتے اور دگنے ہوتے ہیں اور یہ خوشبو کے ذریعہ سے بھی اسی طرح ترقی کرتے ہیں جس طرح غذا' مشروبات' آرام' مسرت' دوستوں سے ملاقات کرکے' یا پسندیدہ معاملات کے پیش آنے سے ترقی کرتے ہیں۔[2]

ابن قیم مزید فرماتے ہیں:

خوشبو کی حفظان صحت میں اور بہت سے آلام و مصائب کے دور کرنے میں گہری تاثیر ہے۔

حفظان صحت اور بہت سی بیماریوں کے علاج کے لیے خوشبو کا استعمال بہت مؤثر ہے۔ اور اس کا تعلق علاج کے طبی اسباب سے ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

چار چیزیں بدن کو تقویت دیتی ہیں۔ ① گوشت کھانا ② خوشبو سونگھنا ③ بغیر جماع کے کثرت سے غسل کرنا ④ اور سوتی لباس پہننا۔

خوشبو کی اقسام

خوشبو کی سب سے زیادہ اور نفع بخش قسموں میں سے عود (اگربتی) ہے اسے اَلُوَّۃ بھی کہتے ہیں۔

امام مسلم اپنی صحیح میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خالص اگربتی (عود) جلاتے تھے اور اس پر کوئی چیز مخلوط نہ کرتے تھے۔ البتہ کچھ کافور ملا

---

[1] الطب النبوی ص ۳۳۷' ۳۳۸۔ ابن قیم رحمہ اللہ تحقیق عبدالمعطی امین قلعجی دارالوعی حلب۔

[2] الطب النبوی ص ۵۰۹۔

لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح اگر بتی کی خوشبو جلاتے تھے۔[1]

اہل جنت کی نعمتوں کے بیان میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ:

((مَجَامِرُهُمُ الْأُلُوَّةُ))[2]

''کہ ان کے خوشبویات اگر بتی کی ہوں گی۔''

مَجَامِرُ مِجْمَرٌ کی جمع ہے۔ یہ اس چیز کو کہتے ہیں جو خوشبو کے لیے استعمال کی جائے۔ جیسا کہ اگر بتی وغیرہ ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔ سب سے عمدہ ہندی اگر بتی ہے۔ پھر چینی پھر قماری' اور پھر مندلی ہے۔ سب سے عمدہ سیاہ رنگ کی اگر بتی ہے اور پھر نیلی جو ٹھوس' مضبوط اور چکناہٹ والی ہوتی ہے۔ سب سے کم درجہ کی وہ ہے جو ہلکی سی ہو اور پانی میں رکھیں تو تیرنے لگے۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مَجَامِرُ ایک درخت ہے جسے کاٹا جاتا ہے اور زمین میں دفن کیا جاتا ہے' ایک سال تک اس کا کچھ حصہ زمین کھا جاتی ہے اور یہ وہ حصہ ہوتا ہے جو بے کار ہے اور باقی اگر بتی رہ جاتی ہے' جو خوشبو والی ہوتی ہے۔ زمین اس میں ذرہ برابر اثر نہیں کرتی۔ صرف اس کے چھلکے میں ذرا تعفن سا پیدا ہو جاتا ہے اور اس جگہ پر بھی جس حصہ میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اس طرح خالص خوشبو بن کر کھل جاتی ہے اور اس کی ناپسندیدہ بو ختم ہو جاتی ہے اور فضول نمی نہیں رہتی۔ اور یہ اندرون جسم کو قوی کرتی ہے۔ اور دل اور دماغ کے لیے بھی مفید ہے۔ حواس کو طاقت بخشتی ہے اور پیٹ نہیں بڑھنے دیتی' اور پیشاب جاری رہنے کی بیماری (سلسل البول) کے لیے مفید ہے' جو کہ مثانہ میں ٹھنڈ پڑنے کی وجہ سے جاری رہتا ہے۔

ابن سمجون کا قول ہے۔

اگر بتی (عود) کی کئی اقسام ہیں جن کے لیے جامع نام الوۃ ہے' یعنی یہ ہر قسم پر بولا

---

[1] مسلم۔ کتاب الالفاظ من الادب: باب استعمال المسك (ح ۲۲۵۴)

[2] بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء: باب خلق آدم و ذریته (ح ۳۳۲۷)

مسلم۔ کتاب الجنة: باب اول زمرة تدخل الجنة علی صورة القمر لیلة البدر (ح ۲۸۳۴)

جا سکتا ہے۔ اور اسے داخل' خارج سے استعمال کیا جا سکتا ہے' اسے مفرد (تنہا) اور مرکب ہر طرح جلایا جا سکتا ہے۔ اور کافور ملا کر اسے ڈھانپ کر بھاپ لینا طبی نقطہ نظر سے بہت اچھا ہے۔ کافور' اگر بتی سے اور اگر بتی' کافور سے مل کر ایک دوسرے کی اصلاح کر دیتے ہیں اور ڈھانپ دینے سے ہوا کے جوہر کی صلاحیت کی رعایت ہو جاتی ہے۔ یہ ان چھ ضروری اشیاء میں سے ایک چیز ہے جس کی اصلاح سے بدن درست رہتے ہیں۔[1]

شعبدہ بازوں کی دھونیوں اور مسنون خوشبو میں فرق

ضروری ہے کہ یہاں ہم یہ واضح کرتے چلیں کہ خوشبو حاصل کرنے کے لیے اگر بتی استعمال کرنے اور دوسری طرف جو شعبدہ باز دھونیاں وغیرہ استعمال کرتے ہیں ان کے درمیان فرق ہے' یہ شعبدہ باز مختلف قسم کی زہریلی و مرچیلی جڑی بوٹیوں کے ذریعہ سے آسیبی مریض کو دھونی دیتے ہیں۔ **المملكة العربية السعودية لجنه دائمه** سے اس بارے میں سوال ہوا' ملاحظہ فرمائیں:

سؤال : کیا آگ روشن کر کے دھونی دینا جائز ہے۔ یا بُوٹیاں اور پتے وغیرہ جلا کر نظر بد کا علاج کرنا کیسا ہے؟

جواب : نظر زدہ کا مذکورہ طریقہ سے علاج جائز نہیں۔[2] کیونکہ یہ کوئی اس کے علاج

---

[1] الطب النبوی حوالہ مذکور۔

[2] کچھ ایسی ہی باتوں کو مدنظر رکھ کر بعض لوگ جڑی بوٹیوں اور لوبان وغیرہ کے استعمال کو مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر تو کوئی چیز شریعت کی رو سے حرام قرار دی گئی ہے تو اس کا استعمال تو بلاشبہ حرام کے زمرے میں ہی آئے گا اور اگر کسی ڈاکٹر حکیم یا طبیب وغیرہ نے طبی نقطہ نظر سے بھی میڈیکلی ضرورت کے پیش نظر اس کے استعمال کی تلقین کی ہے یعنی لوبان وغیرہ کی دھونی وغیرہ دینے کی ہدایت کی ہے تو اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا اور اگر کوئی کسی مریض کو کسی حلال یا حرام چیز کی دھونی وغیرہ اس نقطہ نظر سے دیتا ہے کہ اس سے جنوں یا شیطانوں کو راضی و خوش کرنا مقصود ہو اور درپیش بیماری میں ان سے مدد طلب کرنے کی خاطر دھونی وغیرہ دی جا رہی ہو تو ایسا کرنا یقیناً شرکیہ عمل ہو گا اور صریحاً شرک ہو گا۔ ایک قاعدہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کسی بھی قسم کا علاج کرنے سے پہلے =

کا شرعی یا طبعی طریقہ نہیں۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ بخور جلانے سے جنوں اور شیطانوں کو ان کی پسندیدہ بو مہیا کر کے انہیں راضی کرنا مقصود ہوتا ہے اور ان سے شفاء پر مدد طلب کی جاتی ہے۔ اور یہ شرک ہے۔ نظر کا علاج شرعی دموں سے ہی کیا جا سکتا ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

وباللّٰہ التوفیق وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وعلی آلہٖ وصحبہ وسلم[1]

اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء۔

رکن: عبداللہ بن قعود۔ رکن: عبداللہ بن غدیان۔

نائب رئیس: عبدالرزاق عفیفی۔ رئیس: عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔

مرکب علاج

دو دواؤں (یعنی طبی اور روحانی) کو ملا کر علاج کرنا' اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ))[2]

= اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ مسنون اور منصوص علاج سنت سے ثابت ہے تو پہلے اسے اپنایا جائے اگر سنت سے اس مسئلہ میں رہنمائی نہ ملتی ہو تو پھر تجویز کردہ علاج میں حلال وحرام اور عقیدہ توحید کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ عقیدہ ہی اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ اگر کسی تجویز کردہ ڈاکٹر یا حکیم کے علاج کے تحت اگر گھر میں مریض کو دھونی دی جائے تو عقیدے کی خرابی نہیں آنی چاہیے۔ اس سوال میں نظر بد کے متعلق دھونی دینے سے متعلق سوال کیا گیا ہے تو اس کا حل صاف نظر آ رہا ہے کہ جب سنت رسول میں صحیح احادیث سے ثابت شدہ بعض متعدد علاج دعاؤں اور اذکار وغیرہ کے ذریعے موجود ہیں تو پھر کسی غیر منصوص طریقہ کو اختیار کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (نقاش)

[1] مجموع فتاوی اللجنۃ الدائمۃ رقم ۴۳۹۳۔

[2] ابن ماجہ۔ کتاب الطب: باب العسل (ح ۳۴۵۲) وقال الشیخ الالبانی رحمہ اللہ ضعیف والصحیح موقوف۔ ضعیف ابن ماجہ (۷۵۶/ ۳۴۵۲)

"دو علاج لازم پکڑو' شہد اور قرآن۔"

ابن طولون کہتے ہیں:

نبی ﷺ نے یہ فرما کر کہ ''دو علاج لازم پکڑو شہد اور قرآن'' اس طرح آپ نے انسانی طب اور الٰہی طب' فاعل طبعی اور فاعل روحانی' جسمانی طب اور روحانی طب' زمینی سبب اور آسمانی سبب کو یکجا کر دیا ہے۔ اور نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''دو علاج لازم پکڑو'' اس میں ایک بہت باریک نکتہ ہے' جو یہ ہے کہ قرآن پاک سے علاج کرنا یہ تب مفید ہوگا' جب اس کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے اور رزق کے حصول میں حتی المقدور تگ و دو کی جائے اور اللہ سے مدد اور توفیق مانگی جائے۔[1]

چند اہم امور ملحوظ خاطر رکھیں

اس سے پہلے ہم علاج بذریعہ قرآن اور علاج بذریعہ طبعی ادویات (جن پر قرآن و سنت دلالت کرتے ہیں) بیان کر چکے ہیں' اسی طرح دونوں روحانی اور جسمانی طریقۂ علاج کے بارے میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں اب ہم بعض وہ امور بیان کریں گے جن کو مؤثر اور کامیاب علاج کے لیے مدنظر رکھنا بہت ہی ضروری ہے' ان میں سے پانچ زیادہ اہم درج ذیل ہیں:

1. نماز کی حفاظت کرنا......
2. اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء والتجاء کرنا......
3. صبر کا مظاہرہ کرنا......
4. مریض کی تیمارداری کرنا اور اس کی دلجوئی کرنا اور اس کے لیے دعاء کرنا......
5. بیماری کے وقت صدقات کرنا اور لوگوں سے حسن سلوک کرنا......

نماز کی حفاظت

بعض لوگ ایسا کرتے ہیں' کہ جب بیمار ہوتے ہیں (خواہ کسی بھی قسم کی بیماری ہو) تو نماز میں کاہلی اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ بعض اوقاتِ نماز نہ پڑھنے کے لیے

[1] المنهل الروى فى الطب النبوى لابن طولون ص ۲۵۰۔ ۲۵۲۔

بیماری کو بہانہ سمجھ لیتے ہیں۔ یہ ایک بہت غلط طرز عمل ہے۔ نمازوں کی حفاظت ضروری ہے بلکہ بیماری میں تو اس پر بہت ہی زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ نمازوں کی حفاظت کا عمل امراض اور بلاؤں کے دور کرنے اور شفاء کے حصول میں بہت گہرا اثر رکھتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ، وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝﴾

(البقرة : ۲ / ۴۵)

''اور مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ' بے شک یہ بہت ہی بڑا کام ہے مگر ڈرنے والوں پر (کہ ان پر آسان ہے)۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ، لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ، نَحْنُ نَرْزُقُكَ ، وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝﴾ (طٰہٰ : ۲۰ / ۱۳۲)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر صبر سے لگے رہو' ہم آپ سے رزق کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ہم تو خود تمہیں رزق دیتے ہیں۔ اور انجام کار تقویٰ ہی کا ہے۔''

نماز کا ذکر سنت میں اور اس کے فوائد

نماز کو باقاعدگی سے ادا کرنا جہاں مسلمان ہونے کی نشانی ہے' وہاں بیماریوں و تکالیف سے نجات کا بھی ذریعہ ہے۔

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزِعَ اِلَى الصَّلَاةِ))[1]

''نبی ﷺ کو جب بھی کوئی معاملہ پریشان کرتا'' تو آپ ﷺ نماز کی طرف توجہ فرماتے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] مسند احمد (۵/ ۳۸۸) ابو داؤد کتاب التطوع: باب وقت قیام النبی ﷺ من اللیل (ح ۱۳۱۹)

''نماز رزق کے حصول کا سبب بنتی ہے' صحت کی حفاظت کی ضامن ہے' اذیت کو دور کرتی ہے' بیماریاں بھگا دیتی ہے' دل کو قوت بخشتی ہے' چہرے کو چمکدار کرتی ہے' دل کو خوش کرتی ہے' سستی ختم کرتی ہے' اعضاء میں چستی بحال کرتی ہے' قوائے انسانی میں قوت پیدا کرتی ہے' سینہ کشادہ کرتی ہے' روح کی غذا ہے' دل کو روشن کرتی ہے' نعمت الٰہی کی نگہبانی کرتی ہے' سزاؤں سے تحفظ اور باعث برکت ہے' شیطان سے دور اور رحمٰن کے قریب کرتی ہے.........''

مزید لکھتے ہیں:

دنیا و آخرت کی پریشانیاں دور کرنے میں نماز عجیب و غریب تاثیر رکھتی ہے' خصوصاً جب اسے ظاہر و باطن طور پر پورے پورے حق کے ساتھ ادا کیا جائے۔ ہماری نگاہ میں سوائے نماز کے اور کوئی چیز نہیں' جو دنیا و آخرت کی شر انگیزیوں کو دور کرے اور مصلحتوں کے حاصل کرنے سے شاد کام کرے۔

اس میں نکتہ یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان اہم ترین رابطہ ہے۔ اور بندہ جس قدر اپنے رب عزوجل سے رابطہ مضبوط کرے گا اسی قدر اس پر خیر کے دروازے کھلیں گے اور شر وفتن کے اسباب منقطع ہوں گے۔ اور جب یہ حالت ہوگی تو اس پر اس کے رب کی توفیق کا مواد فیضان کرے گا' تو بندے کے لیے عافیت وصحت' غنی وغنیمت' راحت ونعمت' خوشیاں اور مسرتیں ہر چیز تیز روی سے حاضر خدمت ہو جاتی ہیں۔[1]

دعاء اور بیمار

بیمار و لاچار کی بیماری اور اس کی دعاء و پکار کے متعلق اللہ رب العالمین قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

---

[1] الطب النبوی: ۵۰۳۔ ۵۰۴ تحقیق (د) عبدالمعطی امین قلعجی۔

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۸۶)

''اور جب تجھ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو کہہ دو میں قریب ہوں۔ میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے' پس چاہیے کہ وہ میری بات قبول کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ وہ راہ پائیں۔''

دعاء ہر بلاء اور وباء کو دور کرنے میں بہت بڑا اثر رکھتی ہے۔ حقیقت میں شفاء اور عافیت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم بیان فرماتے ہیں۔

﴿ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ ﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۸۰)

''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔''

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے دعاء کریں اور یقین کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی جانب پناہ پکڑیں۔

بیماری کے لیے نفع بخش دعائیں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ پریشانی کے وقت درج ذیل دعاء کیا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔[1]

[1] بخاری۔ کتاب الدعوات: باب الدعاء عندالکرب (ح ۶۳۴۶)
مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: باب دعاء الکرب (ح ۲۷۳۰)
السماوات السبع کا اضافہ مسند احمد (۱/ ۲۵۴) اور ابن ماجہ کتاب الدعاء: باب الدعاء عندالکرب (ح ۳۸۸۳) میں ہے واللہ اعلم۔

"نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو بڑا اور بردبار ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو عرش عظیم کا رب ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔"

جامع ترمذی میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی معاملہ پریشان کرتا تو فرماتے:

((یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ))[1]

"اے زندہ رہنے والے! قائم رہنے والے!...... تیری رحمت کے ساتھ میں مدد مانگتا ہوں۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی کام غمگین کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہ آسمان کی جانب اٹھاتے اور فرماتے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ))۔

"پاک ہے اللہ ہر عیب سے، جو کہ بہت عظیم ہے۔"

اور جب آپ دعاء میں حد درجہ گڑگڑاتے تو فرماتے:

((یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ))[2]

"اے زندہ رہنے والے، اے قائم رہنے والے۔"

مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کبھی کسی بندے کو غم یا پریشانی لاحق ہو تو وہ کہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ، وَ ابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِیَتِی بِیَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُ كَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ

---

[1] ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب ۹۱ (ح ۳۵۲۴)
شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن۔ قرار دیا ہے۔

[2] ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب ماجاء ما یقول عندالکرب (ح ۳۴۳۶)
وقال الشیخ الالبانی رحمہ اللہ "ضعیف جدا" ضعیف سنن الترمذی (۳/ ۶۷۹، ۶۷۸)

لَكَ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ، اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ۔[1]

''اے میرے اللہ!...... بے شک میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے دست قدرت میں ہے۔ میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ انصاف والا ہے۔ میں تیرے ہر اس نام کے ساتھ تجھ سے مانگتا ہوں جو تو نے اپنا نام رکھا ہے۔ یا اس کو اپنی کتاب میں اتارا ہے۔ یا مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے۔ یا اپنے پاس علم غیب میں رکھا ہے' یہ کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار بنا دے' میرے سینے کا نور بنا دے' میرے غم کا سرور بنا دے اور پریشانی دور کر دے۔

فرمایا یہ کہنے سے اللہ تعالیٰ اس غمگین کی پریشانی دور کر دیتا ہے اور اس کو ہر خوشی عنایت فرماتا ہے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی دعاء جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی' اسے جو مسلمان کرے گا اور جب بھی کرے گا تو اس کی دعاء قبول ہوگی:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ))[2]

''نہیں کوئی معبود مگر تو ہی' تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالم ہوں۔''

---

[1] مسند احمد (۱/ ۳۹۱) مستدرك حاكم (۱/ ۵۰۹) ابن حبان (موارد ۲۳۷۲) وقال الحافظ فی تخريج الاذكار حديث حسن۔

[2] مسند احمد (۱/ ۱۷۰) مطولا' ترمذی' كتاب الدعوات: باب فی دعوة ذی النون' (ح ۳۵۰۵) وحسنه الحافظ فی تخريج الاذكار۔
(مسند احمد ص ۱۷۰' مستدرك حاكم ج۱' ص ۵۰۵) اور حاکم نے اس کی سند صحیح کہی ہے اور ذہبی نے بھی موافقت کی۔ ترمذی رقم ۳۵۰۰)

سیدنا ابودرداءؓ سے روایت ہے' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ کوئی خود بیمار ہو' یا اس کا بھائی بیمار ہو تو درج ذیل دعاء پڑھے تو صحت یاب ہوگا:

((رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِي فِي السَّمَآءِ' تَقَدَّسَ اسْمُكَ وَاَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ' كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ' اِغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَاءِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ!))[1]

''اے ہمارے رب' ہمارے وہ اللہ جو آسمان میں ہے' پاک ہے نام تیرا' زمین و آسمان میں تیرا ہی حکم چلتا ہے۔ جس طرح آسمان میں تیری رحمت ہے اسی طرح زمین میں بھی اپنی رحمت کر دے! ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے! تو پاکیزہ لوگوں کا رب ہے' اپنی خصوصی رحمت نازل فرما اور اس تکلیف پر اپنی خصوصی شفاء اتار دے!

صبر اور مریض کا بیماری پر صبر کرنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دنیا کی زندگانی کو بنایا تو اس میں غم' پریشانیاں اور مصائب وآلام بھی پیدا کیے' اور ان کا مقصد یہ ہے کہ اہل ایمان کے صبر کا امتحان لیا جائے تاکہ کامیابی کی صورت میں ان کے درجات بلند کیے جائیں اور ان پر رحمت کی جائے اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہو۔

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الطب: باب کیف الرقی (ح ۳۸۹۲) وضعف الشیخ الالبانی ؒ فی ضعیف سنن ابی داود (۸۳۹/ ۳۸۹۲)

''اور البتہ ہم تمہیں خوف، بھوک، اور مالوں کی کمی، اور جانوں کی کمی سے اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں ہیں اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ ﴾ (النحل : ۱۶/ ۱۲۶)

''اور اگر تم صبر کرو گے تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔''

مسند احمد میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو مصیبت پہنچے اور وہ کہے:

((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا))

''اے میرے اللہ!...... میری مصیبت میرے لیے باعث اجر بنا دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطاء فرما۔''

تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت کا اجر دیتا ہے اور اس کا نعم البدل عطاء کرتا ہے۔''[1]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ مذکورہ دعاء مصیبت زدہ کے لیے بہت ہی بلیغ اور مفید کلمات ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ دعاء مندرجہ ذیل دو عظیم اصولوں کو ضمن میں لیے ہوئے ہے، کہ جب بندہ ان کی حقیقت کی پہچان کر لے تو مصیبت میں تسلی حاصل ہوگی۔

- بندہ اور اس کے اہل وعیال، اور مال ومنال حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔
- بندے کو اپنے مولائے حق اللہ کی جانب ہی لوٹنا ہے۔

---

[1] مسند احمد (۶/ ۳۰۹) مسلم کتاب الجنائز: باب ما یقال عند المصیبة (ح ۹۱۸)

اور یقیناً اس بھری دنیا کو چھوڑ جانا ہے' اور بندہ اپنے رب کے پاس سے آیا بھی تنہا ہے اور جانا بھی تنہا ہے اور جب بندے کی ابتداء و انتہاء یہی تنہائی ہے' تو پھر اس پر ہجوم دنیا میں کھو کر کیوں رہ جائے گا؟ اور اس موجود پر کیسے اترا سکتا ہے؟ اور مفقود پر مایوس کیسے ہو سکتا ہے؟ گویا کہ بندے کا اپنے آغاز و انجام کی فکر کرنا اس مصیبت پر انتہائی رنج کی بیماری کا بہترین علاج ہے۔[1]

صبر پر معاون چیزیں

انسان یہ یقین رکھے کہ جو مصیبت آتی ہے یہ پہنچے بغیر ویسے نہیں گزر سکتی۔ اور جو مصیبت نہیں آنے والی وہ کبھی آ نہ سکے گی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴾ (الحدید: ۵۷/ ۲۲تا ۲۳)

''نہیں پہنچتی کوئی مصیبت' نہ زمین میں' اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ کتاب میں ہے' پہلے اس سے کہ ہم اسے پیدا کریں' بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ تا کہ تم اس پر جو تم سے چھن جائے غم نہ کرو۔ اور جو تمہیں ملا ہے اس پر گھمنڈ نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

مصیبت کو ذخیرۂ اجر سمجھا جائے

دوسری چیز جو صبر پر معاونت کرتی ہے' وہ یہ ہے کہ انسان اس پر نظر رکھے کہ اسے اپنے رب کی طرف سے اس نقصان و تکلیف کے مقابلہ میں جو کچھ حاصل ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اور پھر اگر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اجر ذخیرہ کر دے گا' اور اس پر راضی ہو گا جو کہ مصیبت سے کئی گناہ بڑھ کر انعام ہے۔

---

[1] الطب: النبوی ص ۳۳۸۔ تحقیق عبدالمعطی قلعجی۔

اس عورت کا کردار جو نبی ﷺ کے زمانہ میں مرگی زدہ تھی' کس قدر بہترین ہے۔ جسے نبی ﷺ نے اختیار دیا تھا کہ میں تیری صحت یابی کے لیے دعاء کرتا ہوں' اور اگر چاہے تو صبر کرلے تو تمہیں اس کے صلہ میں جنت ملے گی۔ تو اس نے جنت کے حصول کے شوق میں صحت کے مقابلہ میں بیماری کا انتخاب کرلیا تھا۔[1]

دوسروں کے درد و الم اور تکالیف دیکھ کر صبر کرنا

ان ذرائع میں سے جن کے ذریعہ سے صبر پر معاونت ہوتی ہے یہ بھی ہے کہ انسان اپنی آتش مصیبت' مصیبت زدگان کو اسوہ قرار دینے کی ٹھنڈک سے بجھا لیا کرے اور معلوم کرلے کہ ہر وادی میں بنوسعد ہوتے ہیں' یعنی ''دکھیا نانک سب سنسار'' اگر دائیں دیکھے گا تو پریشان حال اور محنت و مشقت والے ہی نظر آئیں گے' اور اگر بائیں طرف نظر پھیرے گا تو حسرت میں ڈوبے ہی نظر پڑیں گے۔

زمانہ چھان مارا ہے یہ دنیا دیکھی بھالی ہے
نہ کسی کو خوش و خرم دیکھا نہ کوئی غم سے خالی ہے

انسان جب اس عالم رنگ و بو پر نگاہ فکر دوڑائے گا تو اس میں یا تو کسی محبوب چیز کی گمشدگی کا مرثیہ پڑھ کر اظہار درود و الم کر رہا ہے' یا کوئی کسی مصیبت میں کراہتا ہوا نظر آرہا ہے۔ گویا دنیا کی مسرتیں ایک خواب ہیں' یا پھر ڈھلتا ہوا سایہ ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے:

((لِكُلِّ فَرْحَةٍ قَرْحَةٌ))

''(کہ ہر خوشی کے بعد غم ہے۔) یعنی ہر خوشیوں سے لبریز گھر غموں بھرا بھی ہوتا ہے۔''

---

[1] بخاری۔ کتاب المرضی: باب فضل من یصرع من الریح (ح ۵۶۵۲) مسلم۔ کتاب البر و الصلة: باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض (ح ۲۵۷۶)

ایک آدمی نے معزول بادشاہ نعمان[1] کی بیٹی ھند سے پوچھا' کہ اپنا وہ معاملہ بیان کریں' جو انقلاب کی وجہ سے تمہارے خاندان کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس نے کہا: صبح کے وقت ہماری یہ حالت تھی کہ عرب کا ہر باشندہ ہمارے در پر امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھا' پھر شام کے وقت ہمارا یہ حال ہو رہا تھا کہ عرب کا ہر باشندہ ہماری حالت زار پہ ترس کھا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہنا

صبر پر معاونت کے لیے ایک چیز یہ بھی ہے کہ جزع' فزع نہ کرے۔ کیونکہ اس سے مصیبت دور نہیں ہوتی' بلکہ اس طرح اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں یہ چیزیں مرض میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔ ایک سچے مؤمن بندے کے لیے یہ مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تقسیم کر رکھی ہے وہ اس پر راضی رہے اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم تر پر نگاہ رکھے۔ اور اسی طرح اس پر نظر رکھے جو اس سے بڑی مصیبت میں گرفتار ہے' اس طرح سے اس کا دل مطمئن ہوگا۔ اور ضمیر آرام محسوس کرے گا' اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر قناعت پیدا ہوگی۔

مریض کی تیمارداری' دلجوئی اور اس کے لیے دعاء کرنا

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهُ فِي الْاَجَلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَهُوَ يُطَيِّبُ نَفْسَ الْمَرِيْضِ))۔[2]

---

[1] نعمان بن منذر بن ماء السماء (۵۸۰۔۶۰۲) حیرہ میں بنولخم کا آخری اور مشہور ترین بادشاہ۔ یہ عیسائی تھا۔ اسے کسریٰ ثانی نے معزول کر کے مدائن میں قید کر دیا تھا۔

[2] ترمذی۔ کتاب الطب: باب ۳۵ (ح ۲۰۸۷)

ابن ماجه۔ کتاب الجنائز: باب ما جاء فی عیادۃ المریض (ح ۱۴۳۸)

وضعفه الشیخ الالبانی رحمه الله فی ضعیف الترمذی (۳۶۷) / (۲۱۸۳)

''جب تم مریض کے ہاں جاؤ' تو اس کے سامنے اجل و موت کی مدت میں توسیع کا اظہار کرو' (یعنی کہو کہ تم ان شاء اللہ بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے) اس سے موت تو نہیں روکی جا سکتی' تاہم مریض کا دل خوش ہو جاتا ہے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مریض کی روح میں کشادگی پیدا کرنا اور اس کی دل جوئی کرنا اور اسے خوش کن چیز سے ہمکنار کرنا' بیماری کی خفت اور شفاء میں یہ چیز عجیب تاثیر رکھتی ہے۔ روحیں اور قویٰ اس سے مضبوط ہوتے ہیں اور انسانی طبیعت تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے میں تعاون حاصل کرتی ہے۔ لوگوں نے (ہسپتالوں میں) بہت سے مریضوں کو دیکھا ہوگا کہ ان سے پیار کرنے والے اور تعظیم کرنے والے جب آتے ہیں اور مریض سے لطف و مہربانی کا سلوک کرتے ہیں اور محبت بھری گفتگو کرتے ہیں تو اس عیادت کی وجہ سے مریض کے قویٰ تازگی محسوس کرتے ہیں۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مریض سے اس کی بیماری کا پوچھتے تھے اور اس کے لیے دعاء کرتے تھے اور جو دواء یا غذاء اس کی بیماری کے لیے مفید ہو' وہ بتاتے تھے۔ اور آپ مریض سے کہا کرتے تھے:

((لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى))[2]

''کوئی تکلیف نہیں' ان شاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاکیزگی کا سبب ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ))[3]

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ' مریض کی عیادت کرو اور گردنیں آزاد کرواؤ۔''

بیمار کے لیے صدقہ و خیرات اور احسان کرنا چاہیے۔

---

[1] زاد المعاد لابن قیم ۴/ ۱۱۶۔

[2] بخاری۔ کتاب التوحید باب فی المشیة والارادة (ح ۷۴۷۰)

[3] بخاری۔ کتاب المرضی: باب وجوب عیادة المریض (ح ۵۶۴۹)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مصائب اور پریشانیوں کو دور کرنے میں صدقات اور کارہائے خیر بہت موثر ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ[1]

''بذریعہ صدقہ اپنے بیماروں کا علاج کرو۔''

[1] صحیح الجامع (۳۳۵۳) بحوالہ ابو الشیخ فی الثواب۔

باب : ٦

سحر و جادو کی حقیقت

(جادو کا حکم' خطرات اور اس سے بچاؤ کی تدابیر و طریقہ کار)

سحر کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغت میں سحر' پوشیدہ اور لطیف سبب کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سَحَرُوٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ۝﴾

(الاعراف : ۷/ ۱۱۶)

''جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا))۔[۱]

''بعض بیان (وعظ تقریر کلام وغیرہ) جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔''

عرب لوگ سحر کا لفظ دھوکہ کے مفہوم میں بھی استعمال کرتے ہیں' کیونکہ جادو کی طرح دھوکے کا سبب بھی پوشیدہ اور نظر نہ آنے والا ہوتا ہے۔ لبید کا قول ہے:

((فَاِنْ تَسْأَلِيْنَا فِيْمَ نَحْنُ فَاِنَّنَا عَصَافِيْرُ فِيْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَحَّرِ))[۲]

''اگر تو ہمارے متعلق پوچھے کہ ہم کس حال میں ہیں تو بے شک ہماری مثال ان دھوکے باز لوگوں میں پرندوں کی سی ہے۔''

سحر (جادو) ایک فن ہے' کیونکہ یہ مہارت اور تجربہ کا تقاضا کرتا ہے۔ نیز سحر

[۱] بخاری۔ کتاب الطب: باب ان من البیان سحرا (ح ۵۷۶۷)

[۲] لسان العرب ابن منظور مادۃ سحر ۲/ ۱۰۲

[۳] الانسان والسحر سعید اسماعیل ص ۲۸ دار آزال للطباعۃ بیروت۔

(جادو) ایک باطل علم ہے کیونکہ اس کے اصول ہیں اور طریقہ کار ہے اور باقاعدہ اس کے ضابطے اور قواعد ہیں مگر جادو کے قواعد اس کے نام اور کام کی مناسبت سے نہایت ہی پیچیدہ اور خفیہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کی تعداد جو بزعم خویش جادوگر ہیں' بہت ہی زیادہ ہے۔ لیکن حقیقی معنوں میں جادوگر بہت کم ہیں۔ اور یہی وہ ابلیس کے نائب دجال اور انتہائی درجہ کے مکار' شاطر اور فریب کار ہوتے ہیں' نیز پرلے درجے کے بدکار' حب مال اور حب جاہ کے مریض ہوتے ہیں۔ مغربی اسلامی دنیا میں مشائخ کہلاتے ہیں اور مشرقی ممالک اسلامیہ میں پیری اور گدی نشینی کی آڑ میں اپنا مکروہ دھندہ چلاتے ہیں۔ جیسے کہ یورپی ممالک اور عیسائی دنیا میں یہ لوگ ہپناٹزم' ٹیلی پیتھی' مسمریزم اور پامسٹری جیسے جدید ناموں کی آڑ میں اپنا مکروہ دھندہ چلا رہے ہیں۔ برصغیر کے شہری علاقوں میں یہ لوگ ماہرین نفسیات یا سائیکالوجسٹ بھی کہلاتے ہیں۔ جبکہ دیہی علاقوں میں انہیں عامل بابا' نجومی بابا' پیر سائیں رمال' جوتشی' پامسٹ وغیرہ کہتے ہیں۔

سحر (جادو) کی اصطلاحی تعریف

تعویذ' دم اور گرہیں باندھنا' اور ان میں پھونکنا وغیرہ جیسا عمل جو کہ دلوں اور جسموں میں اثر انداز ہوتا ہے اور جو بیمار کر کے قتل تک کر دیتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ یا کم از کم میاں اور بیوی جادو کی وجہ سے ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے رہنے لگتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۰۲)

"پس وہ سیکھتے تھے ان دونوں فرشتوں سے' جو چیز جدائی ڈالے شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان' اور نہیں وہ نقصان پہنچا سکتے اس (جادو) کے ساتھ کسی کو بھی مگر اللہ کے حکم کے ساتھ۔"

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴾ (الفلق : ۱۱۳/ ۴)

''اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں جادوگرنیوں کی برائی سے (پناہ مانگتا ہوں'')۔

یعنی وہ جادوگرنیاں جو اپنے جادو میں گرہ مارتی ہیں اور پھر ان گرہوں پر پھونکیں مارتی ہیں' ان کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اگر جادو کا وجود نہ ہوتا یا اس کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیتا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ نفاثات سے مراد بدروحیں ہیں۔[1]

جادو کے واقع ہونے کا ثبوت کتاب وسنت سے

کتاب وسنت اور اجماع سے سحر (جادو) کا وقوع پذیر ہونا ثابت ہے۔

قرآن مجید سے جادو کے وجود پر دلائل

سورہ بقرہ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۚ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۗ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ أَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرہ : ۲/ ۱۰۲)

''انہوں نے پیروی کی اس کی جو سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی میں شیطان پڑھتے تھے اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہ کیا تھا' بلکہ شیطانوں نے کفر کیا' جو لوگوں کو جادو

[1] الکافی ص ۴/ ۱۶۴ ابن قدامۃ مقدسی۔

سکھاتے تھے اور جو اتارا گیا بابل میں ھاروت اور ماروت پر۔ اور وہ نہیں سکھاتے تھے کسی کو یہاں تک کہ اس سے کہتے کہ ہم تو ایک آزمائش میں ہیں' تو جادو سیکھ کر کفر نہ کر۔ (وہ یہودی) پھر بھی ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جو شوہر اور بیوی کے درمیان تفریق ڈالے۔ اور نہیں وہ نقصان پہنچانے والے کسی کو مگر اللہ کے حکم کے ساتھ اور سیکھتے تھے جو چیز نقصان پہنچائے انہیں اور نہ نفع دے۔ انہیں البتہ تحقیق جان لیا انہوں نے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے' البتہ برا ہے جو بیچا ساتھ اس کے اپنی جانوں کو کاش! یہ جانتے۔"

نیز فرمایا:

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (اعراف: ۷/ ۱۱۶)

"پس جب انہوں نے ڈالا (جادو) تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا اور انہیں خوف زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑا جادو لائے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (اعراف: ۷/ ۱۳۲)

"انہوں نے کہا کسی قسم کی' کوئی بھی نشانی لے آ' جس کے ذریعہ سے تو ہم پر جادو کرے' پھر بھی ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔"

مزید فرمایا:

﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۶۶)

"پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے تصور پیش کر رہی تھیں' کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔"

﴿ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ﴾ (طٰہٰ : ۲۰/ ۶۹)

''جو تیرے دائیں ہاتھ میں (لاٹھی) ہے اسے ڈال دے وہ نگل جائے گا جو انہوں نے بنایا ہے بے شک انہوں نے جادوگر کا کھیل کھیلا ہے۔''

﴿ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴾ (طٰہٰ : ۲۰/ ۶۹)

''اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہ ہوگا۔''

﴿ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴾ (یونس : ۱۰/ ۸۰)

''جب جادوگر آئے تو ان کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔''

جادو کا ثبوت سنت سے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا' آپ کو خیال آتا تھا کہ وہ کچھ کر رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں کر رہے ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے دعاء کی۔ اور پھر دعاء کی۔ اور پھر مجھ سے کہا: ''تجھے پتہ ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میری بیماری کے لیے کس چیز میں شفاء ہے؟ ہوا یوں کہ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میری پائنتی کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ''اس آدمی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) کو تکلیف ہے'' دوسرے نے کہا: ''کیسی تکلیف ہے؟'' اس نے کہا: ''اسے جادو ہوا ہے۔'' اس نے کہا: ''اسے جادو کس نے کیا ہے؟'' دوسرے نے کہا: ''لبید بن اعصم نے کیا ہے۔'' کہا: ''کس چیز سے کیا ہے؟'' کہا: ''کنگھی کے بال لے کر کیا ہے اور نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں رکھا ہے۔'' دوسرے نے کہا: ''وہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا ''ذروان نامی کنویں میں ہے۔''

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں کی جانب گئے پھر واپس لوٹے اور جب واپس تشریف لائے

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "اس کی کھجوریں ایسی تھیں جیسے شیطانوں کے سر ہیں۔" میں نے کہا: آپ نے اسے نکال کیوں نہیں لیا تھا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

((اَمَّا اَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ وَ شَفَانِيْ وَخَشِيْتُ اَنْ اُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَ اَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ))[1]

"لیکن مجھے تو اللہ نے شفاء دے دی ہے اور میں ڈر گیا تھا کہ اس سے لوگوں میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔" پھر آپ کے حکم سے اس کو دفنا دیا گیا۔

اجماع سے جادو کا ثبوت

قرافی کہتے ہیں:

((وَكَانَ السِّحْرُ وَخَبَرُهُ مَعْلُوْمًا لِلصَّحَابَةِ))......الخ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جادو کے وجود سے باخبر تھے' اور قدریہ فرقہ کے ظہور سے پہلے اس جادو کے وجود پر سب کا اجماع تھا۔[2]

کیا جادو ایک حقیقت ہے؟

جادو ثابت ہے اور یہ ایک مؤثر حقیقت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ:

﴿وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (اعراف: ۷/ ۱۱۶)

"اور وہ جادوگر بہت بڑا جادو لائے۔"

مفسرین کا اتفاق ہے' کہ سورت فلق کے نازل ہونے کا سبب ہی' لبید بن اعصم نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا' بنا تھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شفاء یاب ہوئے تو فرمایا:

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب السحر (ح ۵۷۶۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب السحر (ح ۲۱۸۹)

[2] الفروق ص ۴/ ۱۵۰) قرافی۔

((اِنَّ اللّٰهَ شَفَانِیْ))۔[1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔''

اور شفاء کہتے ہی اس کو ہیں کہ جب بیماری اٹھ جائے اور مرض ختم ہو جائے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جادو ثابت ہے اور حقیقت رکھتا ہے۔ نیز اس بات کا انکار ممکن نہیں کہ جادوگر کے ہاتھوں کچھ خلاف عادت واقعات ظہور پذیر ہو سکتے ہیں' جو عام انسان کی طاقت سے باہر ہیں۔ مثلاً کسی کو بیمار کر دینا' میاں بیوی کے درمیان تفریق ڈال دینا' عقل زائل کر دینا' کوئی عضو ٹیڑھا کر دینا' یا قتل کر دینا۔ وغیرہ

قرافی فرماتے ہیں: جادو کی حقیقت ہے' کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس سے جادو زدہ مر جاتا ہے' یا اس کی طبیعت اور عادت بدل جاتی ہے۔ اگرچہ کوئی ہتھیار یا جادو بظاہر جسم انسانی سے نہ بھی چھوئے۔ یہ قول شافعی اور ابن حنبل رحمہما اللہ کا بھی ہے۔[2]

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔ جمہور کا یہی پختہ مؤقف ہے اور اسی پر علمائے کرام کی اکثر رائے ہے۔ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ اور مشہور اقوال بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں۔[3]

جادو سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جادو سیکھنا کفر ہے۔ کیونکہ جادو کی تکمیل ہی شیطان سے مدد طلب کرنے اور اس کی بندگی کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اس کی تعلیمات حرام کاموں کے گرد گھومتی ہیں اور اس میں شرک و بدعت والے طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جنہیں کبھی تو انسان سمجھ بھی جاتا ہے مگر زیادہ تر سمجھ نہیں پاتا۔

لہٰذا جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے ساتھ ایمان ہے' اس کے لیے جائز نہیں

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: السحر (ح ۵۷۶۶)

مسلم۔ کتاب السلام: باب السحر (ح ۲۱۸۹)

[2] الفروق ص ۸۹ قرافی

[3] روضۃ الطالبین ۹/ ۳۴۶

ہے کہ وہ جادو سیکھے۔ جادوگر کے کافر ہونے پر بہت سے دلائل موجود ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۰۲)

''اور نہیں وہ سکھاتے تھے (جادو) کسی کو بھی یہاں تک کہ کہتے کہ بے شک ہم آزمائش میں ہیں' تو (جادو سیکھ کر) کفر نہ کر۔''

یہ آیت صراحت سے بتا رہی ہے کہ جو جادو سیکھے گا اس نے کفر کیا۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ وَذَكَرَ مِنْهَا السِّحْرَ))[1]

''سات تباہ کن گناہوں سے بچو اور ان میں سے جادو کا ذکر بھی فرمایا۔''[2]

جادو میں قطعاً کوئی فائدہ نہیں' بلکہ نقصان ہی نقصان ہے' اگرچہ بعض لوگ اس میں فائدہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ شریعت نے ہر وہ چیز جس میں محض نقصان ہی ہو اسے حرام قرار دیا ہے۔ جیسے خودکشی حتیٰ کہ جس چیز کا نقصان زیادہ ہے نفع کم ہے شریعت نے اسے بھی حرام قرار دیا ہے۔ جیسے کہ شراب۔

ابن حجر رحمہ اللہ مندرجہ بالا آیت (بقرہ: ۲/۱۰۲) سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جادو کفر ہے اور اس کا سیکھنے والا کافر ہے۔

نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادو کا عمل حرام ہے اور اس پر اجماع ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اسے نبی ﷺ نے تباہ کن گناہوں میں شمار کیا ہے۔[3]

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب الشرك والسحر من الموبقات (ح ۵۷۶۴)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب الکبائر واکبرھا (ح ۸۹)

[2] وہ سات گناہ یہ ہیں ① شرک۔ ② سود کھانا۔ ③ جادو کرنا۔ ④ یتیم کا مال کھانا۔ ⑤ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ ⑥ جنگ کے دن میدان سے بھاگنا۔ ⑦ قتل کرنا۔

[3] فتح الباری ص ۱۰/ ۲۲۴۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں:

((تَعَلُّمُ السِّحْرِ وَتَعْلِيمُهُ حَرَامٌ لَا نَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ))[1]

''جادو سیکھنا اور اس کی تعلیم دینا حرام ہے' اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔''

علامہ ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تیسرا کبیرہ گناہ جادو ہے اور جادوگر لازمی طور پر کافر ہو جاتا ہے۔[2]

جادوگر کی سزا

جادوگر کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے جیسے کہ سیدنا جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ))[3]

''جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے اڑا دیا جائے۔''

سیدنا عمرؓ نے اپنی وفات سے دو ماہ پہلے عاملوں کو لکھا تھا:

((اُقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَّ سَاحِرَةٍ))[4]

''ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔''

امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں روایت کیا ہے' کہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک جادوگرنی لونڈی کے متعلق حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔[5]

---

[1] المغنی ابن قدامة: ۸/ ۱۵۱۔

[2] الکبائر ص ۱۴ ذھبی

[3] ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی حد الساحر (ح ۱۴۶۰) بیهقی (۸/ ۱۳۶) وقال سنده ضعیف (ضعیف سنن الترمذی ۲۴۴/ ۱۵۰۱)
(ترمذی باب الحدود ص: ۴/ ۶۰۔ رقم: ۱۴۶۰ ترمذی نے کہا ہے ہمیں اس سند سے یہ حدیث مرفوع ملی ہے۔ ابو داؤد ۳/ ۲۲۸۔ سند صحیح ہے۔

[4] مسند احمد (۱/ ۱۹۰' ۱۹۱) ابوداؤد' کتاب الخراج: باب (فی اخذ الجزیة من المجوس) (ح ۳۰۴۳)

[5] موطا امام مالك (۲/ ۸۷۱) کتاب العقول: باب ما جاء فی الغیلة والسحر' (ح ۱۴) السنن الکبری بیهقی۔ (۸/ ۱۳۶) (موطا ص ۵۴۳ بیهقی ۸/ ۱۳۶)

ابن قدامہ کہتے ہیں: وہ جادوگر جو اپنی جھاڑو پر سوار ہو جائے اور ہوا میں لہرائے' اس طرح کرتب دکھانے کے سبب وہ کافر ہے' اسے قتل کر دیا جائے۔[1]

اگر جادوگر توبہ کر لے تو !!؟

اس مسئلہ میں علمائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جادوگر کی توبہ کا کیا حکم ہے؟
امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور مذہب یہی ہے' کہ جادوگر سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کر دیا جائے۔ یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔ اس فتوی کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جن جادوگروں کے قتل کا حکم دیا تھا ان سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا۔
امام احمد رحمہ اللہ کا دوسرا قول ہے کہ جادوگر سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے' اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے۔ یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ اس فتوی کی دلیل یہ ہے' کہ اس کا گناہ شرک سے بڑا اور زیادہ نہیں اور جب کہ مشرک سے توبہ کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور مشرک کی توبہ قبول ہوسکتی ہے تو جادوگر کی توبہ بھی ہوسکتی ہے۔

یہ اختلاف تو توبہ کے وقت حد کے ساقط ہونے میں ہے' لیکن رہا جادوگر اور اللہ کے درمیان کا معاملہ؟ تو پھر اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اگر جادوگر نے سچے دل سے توبہ کی ہے تو ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

---

[1] المقنع ابن قدامة ۳/ ۵۲۳۔

جادو سے بچاؤ کے طریقے

شریعت اسلامیہ مطہرہ حصول خیر کا ہر ذریعہ اور رفع شر کا ہر طریقہ لے کر آئی ہے۔ ان میں سے جادو سے بچاؤ کے لیے اذکار اور دعائیں بھی ہیں' جو بہت سی نصوص میں وارد ہوئی ہیں۔ شر سے بچاؤ کے طریقوں کے تحت ان کی تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں ہم صرف جادو سے بچاؤ کے طریقے بتائیں گے۔

اذکار کے ذریعہ سے جادو سے بچاؤ

شر وفتن سے بچاؤ کے طریقوں کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں[1] ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل جب ذکر الٰہی سے لبریز اور معمور ہو اور اس کی اپنے رب سے خصوصی لو لگی ہو۔ دعائیں' اوراد' اذکار اور مسنون وظائف (جن میں انسان خلل نہ آنے دے) اور دل و زبان ہم نوا بھی ہوں تو یہ چیزیں جادو سے بچاؤ کا سب سے عظیم سبب ہیں اور اگر جادو ہو بھی جائے تو یہ اس کا بہترین علاج بھی ہیں۔

جادو کے متعلق یہ بات عام ہے کہ جادو کمزور دلوں اور جلدی متاثر ہونے والوں' نفسانی خواہشات سے مغلوب دلوں پر اپنا اثر زیادہ جماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر یہ جادو دین میں سست' توکل و توحید میں ناقص اور اوراد الٰہیہ' دعاؤں اور مسنون وظائف پر عمل نہ کرنے والے پر اثر کرتا ہے۔[2]

---

[1] بچاؤ کی تدبیر کے تحت گزشتہ صفحات میں دیکھیں۔

[2] الطب النبوی: ص: ۲۷۰ ابن قیم رحمہ اللہ۔

عجوہ کھجور کے استعمال کے ذریعہ جادو سے بچاؤ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

((مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ تَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ))[1]

"جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے گا' اس دن اسے زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

مسلم کی ایک روایت میں ہے جس نے صبح کے وقت سات کھجوریں کھائیں جو کہ مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان ہیں' تو شام تک اسے کوئی زہر اثر نہ کرے گا۔[2]

"عجوۃ" مدینہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور کی قسم ہے جو کہ صیحانی کھجور سے ذرا بڑی ہے۔ رنگت سیاہی مائل ہے۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشت کیا تھا۔ یہ برکت شائد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کاشت ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے کہ یہ اتنی مفید ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذابِ الٰہی میں مبتلا دو قبر والوں کی قبروں پر دو ٹہنیاں رکھی تھیں اور فرمایا تھا کہ خشک نہ ہونے تک شاید یہ عذاب سے بچے رہیں۔[3] تو یہ عذاب میں تخفیف گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ٹہنیاں رکھنے کی وجہ سے تھی۔[4]

خطابی فرماتے ہیں: عجوہ کا' زہر اور جادو کے لیے' مفید ہونا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی کھجوروں کے لیے برکت کی دعاء کی تھی اور یہ برکت کھجور میں خصوصیت کی وجہ سے نہ تھی۔[5]

۱۔ بخاری کتاب الطب: باب الدواء بالعجوۃ للسحر (ح ۵۷۶۹)
مسلم کتاب الاشربة: باب فضل تمر المدینة (ح ۲۰۴۷)

۲۔ مسلم حوالہ سابق (ح: ۱۵/ ۲۰۴۷)

۳۔ بخاری۔ کتاب الوضوء: باب من الکبائر لا یستتر من بوله (ح ۲۱۶)
مسلم۔ کتاب الطهارۃ: باب الدلیل علی نجاسة البول (ح ۲۹۲)

۴۔ المنهل الروی فی الطب النبوی ص ۱۹۰۔ ابن طولون تصحیح عزیز بیگ العزیز یہ حیدر آباد

۵۔ فتح الباری ۱۰/ ۲۵۰ ابن حجر رحمہ اللہ

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدیث میں عجوہ کی خصوصیت آئی ہے' جو دوسری کھجوروں کی بیان نہیں ہوئی۔ تاہم سات کی تعداد کا تعین کرنا اس کا مطلب عقل میں نہیں آتا' لیکن ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ نمازوں کی تعداد اور زکوۃ کا نصاب بھی مقرر ہے' مگر عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اولیٰ یہی ہے کہ زہر وغیرہ کے لیے مفید ہونا مدینہ کی عجوہ کھجور کے ساتھ ہی خاص ہے' لیکن آیا یہ خصوصیت اسی زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھی' یا ہر زمانے کے لیے ہے۔ روایت کے الفاظ میں دونوں باتوں کا احتمال ہے۔ تاہم یہ احتمال تجربہ سے دور کیا جا سکتا ہے۔ جو اس کا تجربہ کرے گا اسے صحت میسر آئے' تو یہ بات طے ہو جائے گی کہ یہ تاثیر ہمیشہ جاری ہے۔ ورنہ یہ اسی زمانہ کے ساتھ مخصوص سمجھی جائے گی۔[2]

درست بات یہی ہے کہ یہ قیامت تک رہنے والا علاج ہے۔ کیونکہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث شریف نے اسے مطلق رکھا ہے اور کسی زمانے سے مخصوص نہیں کیا۔ نیز یہ بھی درست ہے کہ یہ برکت عجوہ کے لیے ہی خاص نہیں' بلکہ مدینہ کی ہر کھجور اس میں شامل ہے۔ کیونکہ مسلم کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ''مدینہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان۔'' کہا ہے۔ اس سے اس میں مدینہ کی سب کھجوریں شامل ہیں۔[3]

جادو کا علاج

جادو کا علاج مندرجہ ذیل دو طریقوں سے ممکن ہے:

① حرام طریقہ

اور یہ جادوگروں' شعبدہ بازوں کی طرف جانا اور ان سے جادو کا حل دریافت کرنا

---

[1] شرح نووی ص: ۳/ ۱۴ معمولی تصرف ہوا ہے۔

[2] فتح الباری ص: ۱۰/ ۲ ابن حجر رحمہ اللہ

[3] تعلیقات سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (۸/ ۱/ ۱۴۱۳)

ہے۔ اور یہ تو قطعاً حرام ہے۔

۲ جائز طریقہ

یہ درج ذیل شرعی طریقوں سے حاصل ہوتا ہے:

الف: جادو نکال کر اس کا اثر بے کار کر دینا' یہ سب سے زیادہ بہتر اور مؤثر علاج ہے۔

ب: وہ جن جو جادو کا مؤکل ہے اسے مریض کے جسم سے نکال دینا۔

ج: سینگی وغیرہ کے ذریعہ سے مریض کا خون نکالنا۔

د: شرعی دم کرنا۔

مریض کے جسم و روح سے جادو نکال کر بے اثر کرنا

یہ طریقۂ علاج جادو کے لیے بہت ہی بہتر اور مؤثر ہے۔ یہاں کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اگر جادو بے کار کرنے کے لیے جادوگروں کے پاس جانا جائز نہیں' تو پھر جائز طریقے بتائیں۔ تو اس بارے میں مندرجہ ذیل چند امور ذکر کیے جاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی جانب خالص توبہ کی جائے اور اللہ سبحانہٗ کی بارگاہ میں دعاء کی جائے کہ وہ مریض کو (خواب میں) بتا دے کہ جادو کس جگہ ہوا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جب آپ کو جادو کیا گیا' تو آپ نے اس بارے میں اپنے رب سے سوال کیا' کہ پروردگار مجھے میری تکلیف کے بارہ میں بتا دے' جس کے نتیجہ میں آپ کو خواب آیا۔ اور آپ نے اس پر عمل کرتے ہوئے ایک کنوئیں سے جادو کو نکالا' وہ آپ کے کنگھی کے بالوں کو لے کر کیا گیا تھا۔ جسے ایک نر خشک شگوفے میں رکھا گیا تھا۔ جب اسے نکال دیا گیا تو آپ کی جو بھی پریشانی اور تکلیف تھی وہ دور ہوگئی۔ گویا کہ آپ اس سے آزاد ہوگئے ہیں۔[1]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب السحر (ح ۵۷۶۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب السحر (ح ۲۱۸۹)

گویا جادو زدہ کے لیے یہ بہت ہی مؤثر ذریعہ ہے' کہ جادو کی جگہ سے جادو نکال باہر کیا جائے۔ یہ اس طرح سمجھیں' جیسا کہ پھوڑے سے گندہ مواد زائل کر دیا جائے۔ یا یہ مریض کے جسم سے خون نکال کر فاسد مادے ختم کرنے کی مانند ہے۔

کہنے والا کہہ سکتا ہے' کہ رسول اللہ ﷺ کو تو جادوگر کا بذریعہ وحی پتہ چل گیا تھا' ہمیں کیسے پتہ چلے گا؟ تو اس کا جواب درج ذیل ہے:

- خواب میں اللہ تعالیٰ اپنے کرم و احسان کے ساتھ ہمیں بھی جادو کی جگہ دکھا سکتا ہے۔ جب بندہ اپنے رب سے اس بارے میں دعاء کرتا ہے' کہ اے اللہ مجھے جادو کی جگہ دکھا دے تو وہ اسے خواب میں جادو کی جگہ دکھا دے گا۔
- اللہ تعالیٰ کی یہ ایک عظیم نعمت ہے' جو وہ اپنے مصیبت زدہ بندے پر کرتا ہے۔ کیونکہ علاج کا یہ ایک آسان ترین طریقہ ہے۔
- اس طرح بھی ممکن ہے کہ مریض کو جادو کی جگہ کرید کر دیکھنے کے دورانِ یا اس کی نقب زنی کے دوران جادو کی جگہ کی نشاندہی کی توفیق مل جائے۔
- یہ طریقہ بھی ہے کہ جنوں کے ذریعہ سے جادو کی جگہ کی پہچان ہو۔ وہ یوں کہ جنوں کے چمٹنے کی وجہ سے جادو زدہ پر دم پڑھا جائے' تو اس جن زدہ آدمی کی زبان پر جن بولنے لگ جائیں اور جادو کی جگہ بتا دیں۔

جیسے کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکی پر ہم نے دم پڑھا' اس کا جن بولنے لگا' اور اس نے بتا دیا کہ یہ لڑکی جادو زدہ ہے۔ تو ہم نے اس سے جادو کی جگہ کے متعلق سوال کیا تو اس نے بتایا' کہ جادو ان کے گھر ہی میں ہے اور وہ جادو ایک درخت کے نیچے دبایا گیا ہے۔ اس لڑکی کا ماموں گیا اور اس جگہ سے جادو نکال لایا۔

ایک اور واقعہ ہے کہ ہم نے ایک جادو زدہ عورت پر دم پڑھا' تو اس کی زبانی جن نے بتایا کہ اس عورت کو اس کی سوتن نے جادو کیا ہے۔ اور جادو' جادو زدہ عورت کے

سرہانے رکھا ہوا ہے' جس پر یہ محو خواب ہوتی ہے۔ اس کا خاوند گیا تو اس نے واقعتاً جادو اسی جگہ پر پایا جس جگہ کی جن نے نشاندہی کی تھی۔

جادو کے ذریعہ سے داخل کیے گئے جن کو مریض کے جسم سے نکالنا

جن زدگی کی ایک قسم یہ ہے کہ جادوگر جن کو بھیج دیتا ہے' جو مریض کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو اسے اذیت دیتا ہے' یا اس کے اعضاء ٹیڑھے کر دیتا ہے۔ جب ہم میں یہ استطاعت ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے اس جن کو مریض کے جسم سے دور کر سکیں' تو ہمیں ایسا کرنا چاہیے۔ اور ایمان رکھا جائے کہ جادو اللہ کے حکم ہی سے دور ہوتا ہے۔ اور مریض سے جن کو دور کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ شرعی دم کیے جائیں' جن کا عنقریب ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

جناتی و شیطانی بوجھ سے مریض کا وجود ہلکا کرنا

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں وجود ہلکا کرنے والی پانچ چیزیں ہیں:

① دست کے ذریعہ سے
② قئی کے ذریعہ سے
③ خون نکال کر
④ بخارات کے ذریعہ سے
⑤ پسینہ کے ذریعہ سے

مریض میں استفراغ (وجود کی صفائی) اسی جگہ سے ہونی چاہیے جہاں پر جادو کی اذیت کا اثر ہے۔ خلطوں میں ہیجان اور رمزاج میں تشویش پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی عضو میں جادو کا اثر ہو اور اس عضو سے وبائی مادے نکالنے ممکن ہوں تو یہ بہت ہی مفید ہے۔ اللہ کے حکم سے سب سے زیادہ مفید استفراغ (جسم سے وبائی مواد نکالنا) جو جادو کے دفع کرنے کے لیے مفید ہے' وہ سینگی لگوانا ہے۔[1]

---

[1] (الطب النبوی: ص: ۲۶۷ ابن قیم رحمہ اللہ)

انتباہ

ایک لڑکی آٹھ سال تک جادو کی اذیت میں مبتلا رہی' جس کی وجہ سے وہ اپنے سر میں شدید درد برداشت کر رہی تھی' ہم نے اسے سینگی کا مشورہ دیا۔ اور جب اس نے سر میں سینگی لگوائی' اللہ کے حکم سے وہ صحت یاب ہوگئی۔ اور کہنے لگی ''اتنی مدت سے میرا یہ علاج کیوں نہ کیا گیا کہ اتنی دیر میں رنج والم برداشت کرتی رہی؟''

حجامت یا سینگی کیا ہے؟

حجامت کا لفظ لغت میں حجم سے نکلا ہے' جس کا معنی کسی چیز کا ابھرنا ہے۔ کیونکہ جہاں سینگی لگوائی جاتی ہے وہ گوشت ابھر آتا ہے۔ حجام مصاص (چوسنے والے) کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ سینگی کے آلہ کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر چوستا ہے' اس لیے اسے حجام کہا جاتا ہے (آگاہ رہیں ہمارے ہاں حجام بالوں کی حجامت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یہاں یہ مراد نہیں۔ بلکہ عربی میں حجام سینگی لگانے والے کو کہتے ہیں۔)

جادو میں سینگی کا اثر

ابو عبید نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ذکر کیا ہے: وہ اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ:

((انَّ النبیَّ ﷺ اِحۡتَجَمَ عَلٰی رَاۡسِهٖ بِقَرۡنٍ حِیۡنَ طُبَّ))

''جب نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا تو سینگ کے ساتھ آپ ﷺ نے سر اقدس پر سینگی لگوائی۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نبی ﷺ کے زمانہ میں سینگی لگوانا سب سے زیادہ مؤثر دواء تھی اور سب سے زیادہ مفید طریقہ علاج تھا' اس لیے آپ ﷺ نے بھی سینگی لگوائی۔ لیکن جادو کے علاج کے لیے آپ نے سینگی اس وقت لگوائی تھی جب ابھی آپ کے پاس اس کے بارے میں وحی نہیں

آئی تھی کہ آپؐ پر جادو کیا جا چکا ہے۔ جب آپؐ پر بذریعہ وحی واضح کر دیا گیا کہ آپ پر جادو ہوا ہے تو پھر آپ ﷺ نے جادو کا حقیقی علاج کیا اور وہ یہ تھا کہ جادو کو اس کی جگہ سے باہر نکال لیا اور اسے ضائع کر دیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے آپ ﷺ نے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ کی راہنمائی کی۔ پھر آپؐ نے جادو وہاں سے نکالا' جب یہ کیا تو آپؐ کی طبیعت بحال ہوگئی جس طرح کسی رسی میں جکڑے ہوئے شخص کو کھول دیا جائے' اسی طرح آپؐ کو سکون آیا۔[1]

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوانے کے مفید وقت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنَ الشَّهْرِ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ كَانَ لَهٗ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ))۔[2]

''جس نے مہینے کی سترہ' انیسویں' یا اکیسویں تاریخ کو سینگی لگوائی اسے ہر بیماری سے شفاء ملے گی۔''

نشرہ یعنی جادو کا علاج بذریعہ دم

نُشْرَۃ ایک دم ہے جس کے ذریعہ سے مجنون یا جادو کے مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ اور مریض پر دم پڑھا جاتا ہے۔[3]

تیسیر میں ابو سعادات نے کہا:

((اَلنُّشْرَةُ ضَرْبٌ مِّنَ الْعِلَاجِ وَالرُّقْيَةِ يُعَالَجُ بِهٖ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنَّ بِهٖ مَسًّا مِّنَ الْجِنِّ))

''نشرہ علاج اور دم کی ایک قسم ہے جس کے ذریعے سے اس شخص کا علاج کیا

---

[1] طب نبوی: ۱۱۸ ابن قیم رحمہ اللہ۔

[2] ابو داود کتاب الطب: باب متی تستحب الحجامۃ (ح ۳۸۶۱)

[3] لسان العرب ص: ۵/ ۲۰۹ ابن منظور افریقی۔

جاتا ہے جس کے بارے میں خیال ہو کہ اسے جن نے چھوا ہے۔''

نشرہ کو نشرہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ مریض کی عقل کو جو بیماری نے ڈھانپ رکھا ہوتا ہے اس کے ذریعہ اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

حسن کہتے ہیں: نشرہ' جادو کے دور کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

ابن جوزی فرماتے ہیں: نشرہ جادو زدہ سے جادو دور کرنا ہے۔ اس ذریعہ سے علاج وہی کر سکتا ہے جو جادو کے اثرات کو پہچانتا ہو۔[1]

نشرہ کی اقسام اور اس کا حکم

سیدنا قتادہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے کہا: ایک آدمی جادو زدہ ہے اور اس وجہ سے وہ بیوی سے بے رخی سی اختیار کرتا ہے۔ کیا اس سے یہ حالت دور کرنے کے لیے منتر کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا' کوئی حرج نہیں' کیونکہ اس سے مقصد اصلاح ہے اور مفید چیز سے ممانعت نہیں۔[2]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نشرۃ' (جادو زدہ سے جادو دور کرنا) اس کی دو قسمیں ہیں:

① جادو کی جادو کے ذریعہ ہی کاٹ کرنا' یہ تو شیطانی عمل ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ کا قول کہ ''ناشر (یعنی جادو کا دم کرنے والا اور جس پر دم کیا جا رہا ہے' دونوں شیطان کے قریب ہو رہے ہیں)'' اسی ممانعت پر محمول کیا جائے گا' کہ جو اپنے من مانی کے جادو کے ذریعے سے جادو زدہ پر جادو کرتا ہے۔

② جائز دم' اور دواؤں کے ذریعے سے جادو کا علاج کرنا' تو یہ جائز ہے۔

کتاب التوحید کے شارح نے کہا ہے:

یہ دوسری قسم جو جائز دم والی ہے' ابن مسیّب کی اجازت دینے والی گفتگو اس پر

---

[1] تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید۔ ص ۴۱۶ شیخ سلیمان بن عبداللہ۔

[2] بخاری مع فتح الباری ۱۰/ ۲۳۲۔

دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح جو امام احمد رحمہ اللہ نے نشرۃ (دم) کی اجازت دی ہے' اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ تاہم اس شخص کی بات غلط ہے جو اس کے لیے بذریعہ جادو دم کی اجازت دیتا ہے۔[1]

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرۃ (جادوئی دم) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ))۔[2]

''وہ شیطانی عمل ہے۔''

جادو کے لیے جائز دم

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادو کے واقع ہو جانے کے بعد بھی اس کا علاج ممکن ہے۔ مثلاً جب جادو زدہ بیوی سے جماع کرنا بند کر دے تو اس کا علاج یہ ہے کہ بیری کے سات سبز پتے لیے جائیں۔ انہیں پتھر یا دواؤں کو پیسنے والے برتن میں کوٹ لیا جائے اور انہیں ایک برتن میں رکھ دیا جائے پھر ان پر پانی ڈالا جائے' جو اتنی مقدار میں ہو کہ اس سے غسل ہو سکے۔ پھر اس پر[3] درج ذیل سورتیں اور آیتیں پڑھ کر دم کیا جائے:

آیۃ الکرسی پڑھی جائے:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ

---

[1] تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید ص ۴۱۹ شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد عبدالوھاب۔

[2] مسند احمد (۳/ ۲۹۴) ابو داؤد کتاب الطب: باب فی النشرہ (ح ۳۸٦۸)

[3] اسے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور صاحب تیسیر العزیز الحمید نے بھی ص ۴۲۰ پر ذکر کیا ہے۔

مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ (البقرہ: ۲/ ۲۵۵)

''اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں' اور وہ زندہ ہے' قائم رہنے والا ہے' نہیں پکڑتی اسے اونگھ اور نہ ہی نیند' اسی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے' کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس مگر اس کے حکم سے؟ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے' نہیں جانتے یہ اس کے علم سے کچھ بھی' مگر جو وہ چاہے' وسیع ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں پر اور نہیں تھکاتی اسے ان کی نگہبانی اور وہ بڑا بلند عظمت والا ہے۔''

سورہ الکافرون پڑھی جائے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝﴾ (الکافرون: ۱۰۹/ ۱ تا ۶)

''کہہ دو! اے کافرو!...... نہیں میں عبادت کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ ہی میں عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔''

سورہ الاخلاص پڑھی جائے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾ (الاخلاص: ۱۱۲/ ۱ تا ۴)

''کہہ دو: اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔''

سورۃ ''الفلق'' پڑھی جائے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○﴾ (الفلق : ۱۱۳/۱ تا ۵)

''(اے پیغمبر) کہہ دو: میں اس معبود کی پناہ میں آیا جو صبح کا مالک ہے۔ ہر چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے' اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے' اور گنڈوں (گرہوں) پر پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے (جادوگرنیوں کے جادو سے) اور حسد کرنے والے کے شر سے کہ جب وہ حسد کرے۔''

سورہ ''الناس'' پڑھی جائے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○﴾ (الناس : ۱۱۴/ ۱ تا ۶)

''کہہ دو: میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ جو لوگوں کا بادشاہ ہے۔ جو لوگوں کا معبود ہے۔ خناس کے وسوسہ کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ خواہ جنوں سے ہو خواہ وہ انسانوں سے ہو۔''

تنبیہ: مذکورہ سورتوں کو تین مرتبہ پڑھنا ہے۔

اور یہ آیت بھی پڑھی جائے:

﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ○﴾ (الاعراف : ۷/ ۱۱۷تا۱۱۹)

''اور ہم نے موسیٰ کی جانب وحی کی' کہ اپنی لاٹھی ڈالو پس اچانک وہ جو انہوں (جادوگروں) نے جھوٹ باندھا تھا' اسے نگلنے لگی' پس حق ثابت ہوا اور جو

انہوں نے عمل کیا تھا وہ بے کار ہوا' پس وہ وہاں مغلوب ہوئے اور پست ہو کر لوٹے۔''

یہ آیت بھی دم کی جائے:

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝﴾

(یونس : ۱۰/ ۷۹ تا ۸۲)

''اور کہا فرعون نے: لے آؤ میرے پاس ہر ایک ماہر جادوگر۔ پس جب جادو گر (مقابلے کے لیے سامنے) آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ''(میدان میں) ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو''! پس جب انہوں نے ڈالا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جو تم لے کر آئے ہو یہ جادو ہے' بے شک اللہ تعالیٰ اسے بے کار کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کے کام کو درست نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ حق کو اپنے کلمات (اپنی نشانیوں) کے ساتھ ثابت کرتا ہے اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں۔''

یہ آیات بھی دم کی جائیں:

﴿قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۝ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۝ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۝﴾ (طٰہ : ۲۰/ ۶۵ تا ۶۹)

''جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ!...... تُو ڈالے گا یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے؟ کہا بلکہ تم ڈالو! پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے

اسے (موسیٰ علیہ السلام) کو محسوس ہو رہی تھیں کہ وہ بھاگ رہی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا: نہ ڈرو بے شک آپ ہی سر بلند ہوں گے۔ اور ڈال دو جو آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے وہ نگل جائے گا جو انہوں نے کیا ہے۔ بے شک انہوں نے جادوگر کا کرتب بنایا تھا اور جادوگر جہاں سے بھی آ جائے وہ کامیاب نہ ہوگا۔"

مذکورہ دم پڑھنے کے بعد پانی پر دم کیا جائے۔ اور اس کا کچھ حصہ مریض کو پلایا جائے اور باقی کے ساتھ اسے غسل کرایا جائے۔ ان شاء اللہ بیماری دور ہوگی۔ اگر اس عمل کی دو یا تین مرتبہ استعمال کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بیماری ختم ہونے تک یہ عمل جاری رکھا جا سکتا ہے۔[1]

ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور ابو الشیخ بھی لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتے ہیں: وہ یہ کہتے ہیں' مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ درج ذیل آیات اللہ کے حکم سے جادو سے شفاء دیتی ہیں۔[2] ایک برتن میں پانی لیا جائے پھر ان کا دم کر کے جادو زدہ پر اسے ڈالا جائے۔

﴿ فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ ﴾ (یونس: ۱۰/ ۸۱ تا ۸۲)

"پس جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تم لے کر آئے ہو وہ جادو ہے' بے شک اللہ تعالیٰ اسے بے کار کر دیں گے' بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کے عمل کو درست نہیں کرتا۔ اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ذریعہ ثابت کرتا ہے' خواہ مجرموں کو یہ ناپسند ہو۔"

---

[1] رسالة فی حکم السحر والکهانة شرح کتاب التوحید (ص: ۳۲۰) الشیخ سلیمان بن عبداللہ۔

[2] درمنثور (۴/ ۳۸۱)

﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِينَ ۝ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝﴾

(الاعراف: ۷/ ۱۱۸ تا ۱۲۱)

''پس حق واقع ہوا اور باطل ہوا جو وہ عمل کرتے تھے۔ پس وہ (آل فرعون) وہاں مغلوب ہوئے اور ذلیل ہو کر لوٹے۔ جادوگر گرا دیے گئے سجدے میں۔ انہوں نے کہا: ہم سب جہانوں کے پروردگار (اللہ) پر ایمان لے آئے۔''

﴿إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى ۝﴾ (طٰہ: ۲۰/ ۶۹)

''بے شک انہوں نے جادوگر کی چال چلی اور جادوگر جہاں بھی ہو کامیاب نہ ہوگا۔''

ابن بطال فرماتے ہیں: وھب بن منبہ کی کتاب میں ہے کہ بیری کے سات سبز پتے لیے جائیں ان کو دو پتھروں میں کوٹ لیا جائے' اور پھر انہیں پانی میں حل کر لیا جائے اور اس پر آیۃ الکرسی' چاروں قل پڑھے جائیں۔ پھر اس سے تین چلو لیے جائیں' پھر اس پانی سے غسل کیا جائے۔ اس طرح مریض کی تمام بیماری چلی جائے گی۔

اور یہ خصوصاً اس شخص کے لیے بہت ہی عمدہ علاج ہے جسے بذریعہ جادو بیوی سے جماع کرنے سے روک دیا جائے۔[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

جادو کا سب سے زیادہ مفید علاج وہ ہے جو شرعی دواؤں کے ذریعہ سے کیا جائے۔ بلکہ یہ دوائیں ذاتی طور پر ہی سراپائے علاج ہیں' جادو سفلی بدروحوں کے اثرات کی وجہ سے ہوتا ہے اور ان کے اثرت بد کا دفاع اس چیز کے ساتھ ہی ممکن ہے جو ان کا معاوضہ و مقابلہ کر سکے۔ اور وہ ذکر اذکار' آیات کی تلاوت اور وہ دعائیں پڑھنا ہے جن سے ان بدروحوں کا عمل اور ان کی تاثیر ختم ہو سکے۔[2]

---

[1] تیسیر العزیز الحمید فی شرح التوحید۔ الشیخ سلیمان بن عبداللہ ص۴۲۰۔

[2] الطب النبوی: ۲۶۹ ابن قیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُلٹ پلٹ اور جناتی و شیطانی کارروائیوں کے ماہر اکثر لوگوں کو اصحاب کہف کے کتے کا نقش بنا کر دیتے ہیں۔ یوں وہ اپنے آپ کو روحانی وقرآنی معالج و عامل ثابت کرتے ہوئے اپنے شیطانی چکروں پر پردہ ڈالتے ہیں اور ایسے نقشوں کو فریق مخالف کی تباہی و بربادی کا یقینی نشان ثابت کر کے لوگوں سے ۱۵ سے ۲۰ ہزار روپے تک بٹور لیتے ہیں۔ یہ نقش بھی ایسے ہی جادوگر کا بنایا ہوا ہے۔

باب : ۷

العین یعنی نظر لگنا

کہا جاتا ہے: عَانَ الرَّجُلُ بِعَيْنِهِ عَيْنًا فَهُوَ عَائِنٌ نظر لگائی آدمی نے نظر لگانا۔ عَائِنٌ اسم فاعل ہے نظر لگانے والا۔ جسے نظر لگی ہو اسے مَعِيْنٌ کہا جاتا ہے، اگر مکمل نہ لگی ہو۔ اور اگر مکمل لگی ہو تو اسے مَعْيُوْنٌ کہتے ہیں۔ یہ عین یعنی نظر لگنے کی لغوی تعریف ہوئی۔[1]

عین (نظر) کی اصطلاحی تعریف

عین (نظر لگنے) کی حقیقت یہ ہے کہ نظر لگانے والا اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے اور کبھی خبیث طبع کے حسد کی آمیزش بھی ہو جاتی ہے، جس سے نظر زدہ کو نقصان پہنچتا ہے۔[2]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> نظر ایک تیر ہے جو حاسد اور نظر لگانے والے کی جانب سے نکلتا ہے جو کہ نظر زدہ کے جسم میں پیوست ہو جاتا ہے۔ کبھی تو لگ جاتا ہے اور کبھی خطاء ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نظر زدہ کو غیر مسلم ہونے کی صورت میں لگے تو پھر اسے متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور اگر نظر زدہ پرہیز گار، مسنون اذکار کا پابند مسلمان ہو اور اس میں کوئی شرعی عیب نہ ہو تو پھر اس پر اثر انداز نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات یہ نظر کا تیر پھینکنے والے ہی پر لوٹ جاتا ہے۔ یہ نظر کا تیر بالکل دوسرے تیر کی مانند ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ نظر کا تیر دل اور روح کے متعلق ہے جب کہ دوسرا

---

[1] لسان العرب: ص ۱۳/ ۳۰۱۔ ابن منظور

[2] فتح الباری: ص ۱۰/ ۲۱۰ ابن حجر رحمہ اللہ

تیر جسموں اور بدنوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔[1]

کتاب اللہ سے نظر لگنے کے دلائل

① قرآن مجید میں یعقوب علیہ السلام کا قول جو وہ بیٹوں کو غلہ لینے کے لیے مصر روانہ کرتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں:

﴿ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف: ۱۲/۶۷)

''(اور یعقوبؑ نے جب سب بیٹے چلنے لگے تو کہا) بیٹا (جب تم مصر میں پہنچو تو شہر میں) ایک ہی دروازے سے سب داخل نہ ہونا' (ایسا نہ ہو کہ تم کو نظر لگ جائے) بلکہ الگ الگ دروازوں میں سے داخل ہونا' اور میں (یہ تدبیر بتا کر) اللہ کے حکم کو تم پر سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا' حکم تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہی چلتا ہے اور کسی کا نہیں چلتا' اسی پر میرا توکل (و بھروسا) ہے۔ اور اسی پر توکل (بھروسا) کرنے والوں کو توکل کرنا چاہیے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما' محمد بن کعب' مجاہد' ضحاک' قتادہ' سدی وغیرہ رحمہم اللہ نیز بہت سے علمائے کرام نے کہا ہے: یہ سیدنا یعقوبؑ نے نظر لگنے کے ڈر سے کہا تھا۔ کیونکہ ان کے بیٹے' صحت و جوانی کے حسین پیکر تھے۔ آپ ان پر اس بات سے ڈرے کہ انہیں لوگوں کی نظر نہ لگ جائے۔ کیونکہ نظر ایک حقیقت ہے جو شاہ سوار کو گھوڑے سے گرا دیتی ہے۔[2]

② ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

---

[1] زاد المعاد ص ۱۶۷/ ۴ ابن قیم رحمہ اللہ تحقیق ابن الارناؤوط۔

[2] تفسیر القرآن العظیم۔ ابن کثیر ص ۲/ ۴۱۹۔تصحیح شیخ خلیل المیس۔

[3] تفسیر القرآن العظیم ص ۴/ ۳۵۷ ابن کثیر تصیح الشیخ خلیل المیس۔

وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ○ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○﴾

(قلم : ۶۸/ ۵۱، ۵۲)

''اور کافر جب قرآن (تیرے منہ سے) سنتے ہیں تو اس طرح تجھے اپنی آنکھوں سے گھورتے ہیں جیسے وہ تجھ کو (اپنی جگہ سے پھسلا دیں گے (گرا دیں گے) اور (حسد سے جل بھن کر) کہتے ہیں یہ تو باؤلا (مجنون) ہے۔ حالانکہ قرآن سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور مجاہد رحمہ اللہ سے بھی روایت ہے کہ لَيُزْلِقُوْنَكَ کا معنی ہے نفوذ کریں۔ مطلب ہے کہ اپنی نگاہوں سے تجھے نظر لگا دیں۔ یعنی اپنے بغض اور شعلہ حسد سے تجھے بھسم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ تجھے بچاتا اور محفوظ رکھتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں دلیل ہے کہ نظر لگ جاتی ہے اور اس کی تاثیر حق ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نظر بذات خود نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

۴ ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○﴾ (الفلق : ۱۱۳/۱ تا ۵)

''کہہ دو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیرے کی برائی سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں (یعنی جادوگرنیوں) کی برائی سے۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔''

اس آیت مبارکہ سے دلیل یہ ہے کہ اس میں جو حسد کرنے والے کے حسد سے پناہ ہے، اس سے مراد نظر بد لگ جانا ہے۔

حدیث نبوی سے نظر لگنے کے دلائل

۱ سیدنا ابو ہریرہؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ))[1]

''نظر کا لگ جانا حقیقت ہے اور آپ ﷺ نے گوندھنے (جسم میں رنگ بھرنے) سے منع کیا ہے۔''

❷ سیدنا ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا۔))[2]

''نظر کا لگ جانا حقیقت ہے' اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ جانے والی ہوتی تو نظر ہوتی۔ اور جب نظر کے علاج کے لیے تم سے غسل (دھون) کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کر کے دو۔''

❸ سیدنا عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْعَيْنِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ)) [3]

''نظر لگ جانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو' بے شک نظر حقیقت ہے۔''

❹ سیدنا ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نظر آدمی کو اللہ کے حکم سے لگ کر متاثر کرتی ہے' یہاں تک کہ وہ چوٹی پر چڑھا ہوتا ہے' مگر نظر اسے گرا دیتی ہے۔[4]

❺ حافظ ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب باب العین حق (ح ۵۷۴۰)
مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب والمرضی والرقی (ح ۲۱۸۷) ترمذی نے گوندھنے کا ذکر نہیں کیا۔

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب والمرضی والرقی (ح ۲۱۸۸)

[3] ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب العین (ح ۳۵۰۸) مستدرك حاکم (۴/ ۲۱۵)

[4] مسند احمد (۵/ ۱۳۶، ۱۴۷)

((اَکْثَرُ مَنْ یَمُوْتُ مِنْ اُمَّتِیْ بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰہِ وَقَدَرِہٖ بِالْعَیْنِ))[1]

''میری امت میں اکثر افراد قضاء و قدر کے بعد نظر لگ جانے سے آغوشِ موت میں جائیں گے۔''

❻ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کرتے تھے' کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوتے تو آپ کو جبریل علیہ السلام دم کرتے تھے' وہ کہتے:

((بِسْمِ اللّٰہِ یُبْرِیْكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ یَشْفِیْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِیْ عَیْنٍ۔))[2]

''اللہ کے نام سے وہ تجھے صحت یاب کرے' اور ہر بیماری سے تجھے شفاء دے! اور ہر حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرتا ہے (اس سے بچائے) اور ہر آنکھ کی برائی سے (بچائے)۔

❼ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدہ اسماء بنت عمیس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں اپنے بھائی (سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ) کے بیٹوں کے جسم دیکھتا ہوں' کہ وہ لاغر ہیں؟ کیا کوئی فاقہ مستی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ انہیں نظر بہت جلد لگ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: انہیں کوئی دم کیا کرو۔ وہ کہتی ہیں ''میں نے آپ کو نظر کے لیے اپنا دم سنایا۔ تو آپ نے فرمایا ''انہیں (یہ) دم کیا کرو۔''[3]

قرآن و سنت سے ثابت ہوا کہ حاسد کے حسد کی سانس محسود کو اذیت دیتی ہے۔ اس کے حسد کی شر محسود تک' حاسد کے سانس اور نظر کے ذریعہ سے پہنچتی ہے۔ اگرچہ حاسد ہاتھ اور زبان کے ذریعہ اذیت نہ بھی پہنچائے۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے!

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق: ۱۱۳/ ۵)

---

[1] مسند الطیالسی (ص ۲۴۲۔ ح ۱۷۶۰) تاریخ کبیر (۴/ ۳۶۰) مجمع الزوائد (۵/ ۱۰۶) وقال الھیثمی رواہ البزار و رجالہ رجال الصحیح خلا طالب بن حبیب وھو ثقۃ۔

[2] مسلم کتاب السلام: باب الطب والمرضی والرقی (ح ۲۱۸۵)

[3] مسلم کتاب السلام: باب استحباب الرقیۃ من العین (ح ۲۱۹۸)

"حاسد کے حسد کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

قرآن پاک نے حاسد کے سینے سے حسد صادر ہونے کے وقت شر کو ثابت کیا ہے۔ اور قرآن پاک میں ایک لفظ بھی مہمل نہیں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی طبعًا حاسد ہوتا ہے اور وہ محسود سے غافل و بے خبر ہوتا ہے مگر کسی واقعہ کی وجہ سے اچانک حسد کی چنگاری اس کے دل میں بھڑک اٹھتی ہے، جس سے محسود اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ کی پناہ میں نہ آئے اور حفاظت اختیار نہ کرے تو حاسد کی شر سے اسے ضرور نقصان پہنچے گا۔ اور اس سے حفاظت یوں ہوگی کہ مسنون وظائف اور اذکار کا اہتمام کرے اور دعاء کے ذریعہ سے اللہ کی طرف متوجہ ہو، اور اس کی بارگاہ میں خلوص سے جھک جائے۔ تو مذکورہ اسباب سے ان شاء اللہ حاسد کے حسد اور نظر کی برائی کا دفاع کر سکے گا۔[1]

نظر کی اقسام

نظر لگنے کی دو اقسام ہیں۔ اور یہ دونوں قرآن و سنت اور دلائل شرعیہ سے ثابت اور واضح ہیں:

① انسانی نظر لگ جانا۔ جو کہ کسی انسان سے سرزد ہوتی ہے۔
② جن کی نظر لگ جانا۔ اور یہ وہ ہوتی ہے جو کسی جن سے صادر ہوتی ہے۔

انسانی نظر لگنا اور اس کے مہلک اثرات مرتب ہونے کا ثبوت

اس کی دلیل نبی ﷺ کا وہ قول ہے، جو کہ آپ نے سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، جب انہوں نے سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگا دی تھی:

((عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ؟))[2]

"تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو (نظر سے) کیوں قتل کرتا ہے؟"

---

[1] تفسیر سورت فلق۔ امام محمد بن عبدالوهاب تحقیق فهد رومی۔

[2] موطا امام مالک (۲/ ۹۳۸، ۹۳۹) کتاب العین: باب الوضوء من العین۔ ابن ماجه کتاب الطب: باب العین (ح ۳۵۰۹)

جنی نظر لگنے کا ثبوت

جن کی نظر لگ جانے کی یہ دلیل ہے جو ام سلمہؓ نے بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا' جس کے چہرے میں (سُفْعَۃ) زردی تھی' آپ نے فرمایا:

((اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا نَظْرَةً))۔[1]

''اسے دم کروائیں' اسے نظر لگی ہے۔''

حسین بن مسعود فراء بغوی کہتے ہیں: سَفْعَةٌ کا معنی ہے کہ اسے جن کی نظر لگ گئی ہے۔[2]

ابن قتیبہ فرماتے ہیں: سفعۃ وہ رنگ ہے جو چہرے کے رنگ کے مخالف ہو۔

خطابی فرماتے ہیں: جنوں کی نظریں نیزوں سے بھی زیادہ پار اترنے والی ہیں۔[3]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نظر دو طرح لگتی ہے۔ ① انسانی نظر ② جنی نظر۔[4]

شیخ محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق: ۱۱۳/ ۵)

''اور حسد والے کے حسد کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرے۔''

اس میں جنوں کے حاسد اور انسانوں کے حاسد سب شامل ہیں۔ بے شک شیطان اور اس کا گروہ ایمانداروں سے حسد کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنات کے مقابلہ میں اپنے خصوصی فضل سے نواز رکھا ہے۔[5]

---

[1] بخاري۔ كتاب الطب: باب رقية العين (ح ۵۷۳۹)
مسلم۔ كتاب السلام: باب استحباب رقية من العين (ح ۲۱۹۷)

[2] زاد المعاد ص ۴/ ۱۶۴۔

[3] عمدة القاري لعيني ۱۷/ ۴۰۴۔

[4] زاد المعاد ص ۴/ ۱۶۴۔

[5] تفسير سورت فلق ص ۳۰ شيخ محمد بن عبدالوهاب تحقيق ڈاکٹر مهدی رومی

نظر کس طرح برباد کرتی ہے؟

اوّلاً سب سے ضروری ہے کہ ہمارا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ نظر وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت سے ہی اثر ڈال سکتی ہے۔

پھر کبھی انسان کو اپنی نظر بھی لگ جاتی ہے اور کبھی دوسرے کی۔ اور کبھی غیر ارادی طور پر لگتی ہے۔ اور بلکہ کبھی نظر لگانے والا بغیر دیکھے بھی نظر لگا دیتا ہے۔ مثلاً وہ نابینا ہوتا ہے۔ یا جسے نظر لگی ہے وہ موجود نہیں ہوتا اور نظر لگانے والا اس کی عدم موجودگی میں اس کی تعریف کرتا ہے' جس سے نظر لگ جاتی ہے۔ کبھی نظر پسندیدگی کے اظہار کی وجہ سے لگتی ہے' یعنی غصہ یا حسد نہیں ہوتا۔ اور کبھی محبت کرنے والے کی نظر بھی لگ جاتی ہے۔ اور کبھی صالح آدمی کی نظر لگ جاتی ہے۔ لہٰذا خیال رہنا چاہیے کہ کسی دوسرے کی اچھی چیز پر نظر پڑے یا خود اسے اپنا آپ ہی بھلا لگے' یا اہل وعیال وغیرہ کو دیکھے تو قرآن میں مذکور ورد

مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''(جو اللہ چاہے (ہوگا) کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے)''

کرنا چاہئے اور عنقریب نظر سے بچاؤ کے مزید طریقے آ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> نظر بد کی تاثیر نظر لگانے والے کی طرف سے' دیکھنے پر ہی موقوف نہیں' بلکہ کبھی نظر لگانے والا نابینا ہوتا ہے' اس کے لیے چیز کا وصف بیان کیا جاتا ہے' تو اس کی سانسیں (یا غیر مرئی لہریں) اس میں اثر انداز ہو جاتی ہیں' اگرچہ اس کو نہ دیکھا ہو۔ بلکہ زیادہ تر نظر والے نظر لگانے میں بغیر دیکھے چیز کے بیان سے ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔[1]

ابن قیم رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

> نظر اصل میں کسی چیز کو نظر لگانے والے کو پسند آنے کی وجہ سے لگتی ہے۔ پھر

---

[1] زاد المعاد ص ۳/ ۱۱۷۔ ۱۱۸)

اس کا خبیث نفس اس کا پیچھا کرتا ہے۔ پھر نظر لگی چیز کی طرف اس کا دیکھنا اس کے زہر کو سرایت کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اور پھر کبھی آدمی کو برے ارادے سے دیکھتا ہے۔ اور کبھی بغیر کسی اچھے یا برے ارادہ کے نظر لگ جاتی ہے۔ گویا یہ نوع انسانی کی بہت بڑی خرابی ہے۔[1]

ایک اشکال اور اس کا شافی جواب

ابن حجر کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ نظر بد کا اثر دیکھے بغیر اور پھر دور دراز کے فاصلوں سے کیسے اثر انداز ہو جاتا ہے؟

اور پھر وہ خود ہی اس اشکال کا یوں جوب دیتے ہیں:

لوگوں کی طبائع مختلف ہیں۔ کبھی یہ نظر لگنا اس زہر کی وجہ سے ہوتا ہے جو ہوا کی لہروں کے ذریعہ سے نظر لگانے والے سے نظر زدہ کے بدن تک پہنچتا ہے۔ بعض نظر لگانے والوں سے منقول ہے کہ جب میں کسی پسندیدہ چیز کو دیکھتا ہوں تو میں اپنی آنکھوں میں سے حرارت سی نکلتی ہوئی محسوس کرتا ہوں۔ پس یہ جو نظر لگانے والے کی آنکھ سے حرارت سی نکلتی ہے دراصل یہ معنوی تیر ہوتا ہے' اگر وہ اس بدن سے ٹکراتا ہے جو غیر مسلم ہوتا ہے تو اس میں زہریلی تاثیر پیدا کرتا ہے۔ اور اگر مسلم ہو تو تیر بدن میں سے گزرتا نہیں بلکہ اس کے چھوڑنے والے کی جانب لوٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ نظر آنے والے تیر کی کیفیت ہے' اسی طرح اس روحانی تیر کی ہے۔[2]

شیخ محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نظر نفس خبیث کے واسطہ سے اثر انداز ہوتی ہے۔ اور یہ سانپ کے زہر کی

---

[1] زاد المعاد ص ۴/ ۱۶۷، ۱۶۸

[2] فتح الباری ص ۱۰/ ۲۱۰ دارالریان۔ تفسیر سورت الفلق شیخ محمد بن عبدالوھاب۔ تحقیق ڈاکٹر فہد رومی ص ۲۷/ ۲۹۔

مانند ہے کہ جب وہ کاٹتا ہے تو اس کا زہر بھی پورے وجود میں سرایت کر جاتا ہے۔ کیونکہ جب وہ کاٹتا ہے تو سانپ اپنا پورا غضب یکجا کر لیتا ہے۔ تو اس میں یہ زہریلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے' جو ڈسے ہوئے آدمی میں اثر انداز ہوتا ہے۔

اور پھر بعض اوقات سانپ کا یہ زہر اتنا شدید ہوتا ہے کہ خالی دیکھنے سے ہی اثر ڈال دیتا ہے۔ لیکن یہ حالت ہر سانپ کی نہیں بلکہ بعض انتہائی زہریلے سانپوں کی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے صرف دیکھتے ہی نظر کی بینائی مٹ جاتی ہے اور حمل گر جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے دم بریدہ اور دو نکتہ والے سانپوں کے متعلق فرمایا ہے۔[1]

نظر لگانے والے کے لیے امام وقت کا فریضہ

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب وغیرہ فقہاء نے فرمایا ہے:

''جو نظر لگانے میں معروف ومشہور ہو امام وقت اسے بند کر دے اور موت تک اس کے اخراجات ادا کرتا رہے۔ یہی درست رائے ہے۔''[2]

قاضی عیاض فرماتے ہیں: بعض علمائے کرام نے کہا ہے:

جب کوئی نظر بد لگانے میں معروف ہو تو مناسب ہے کہ اس سے اجتناب و احتراز کیا جائے۔ اور امام وقت کا فرض ہے کہ اس کے عوام سے میل ملاقات پر پابندی لگائے اور اسے گھر میں ہی (نظر بند) رہنے کو لازم قرار دے۔ اگر وہ نظر بد والا فقیر ہے تو اس کی کفالت لازم ہے۔

کیونکہ اس نظر بد والے کا نقصان لہسن اور پیاز کھانے والے سے زیادہ سنگین ہے' کہ جنہیں استعمال کرنے والے کے لیے نبی ﷺ نے مسجد میں داخل

---

[1] بخاری۔ کتاب بدء الخلق: باب قول اللہ تعالیٰ (وبث فیھا من کل دابۃ) (ح ۳۲۹۷)
مسلم کتاب السلام: باب قتل الحیات وغیرھا (ح ۲۲۳۳، ۲۲۳۲)

[2] زاد المعاد ۱۶۸/ ۴

ہونے سے ممانعت فرما دی ہے' تا کہ لہسن اور پیاز کی وجہ سے لوگوں کو اذیت نہ ہو[1] اور کوڑھی آدمی کے ضرر سے بھی زیادہ ہے جس پر سیدنا عمرؓ نے مجالس میں آنے پر پابندی لگا دی تھی۔[2]

امام نووی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح مذکور ہے۔[3]

نظر بد سے بچاؤ کے طریقے

نظر سے بچاؤ کے لیے شریعت نے بہت سے طریقے بیان کئے ہیں' جو کہ درج ذیل ہیں:

اللہ کی پناہ مانگنا

حاسد کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور معوذتین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی تلاوت کرنا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ﴾ (الفلق : ۱۱۳/ ۵)

''حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے میں' پناہ مانگتا ہوں۔''

سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جنوں اور انسانی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے' یہاں تک کہ معوذتین یعنی دو سورتیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ نازل ہوئیں۔ جب یہ نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں اختیار کرلیا اور ان

---

[1] بخاری۔ کتاب الاذان: باب ما جاء فی الثوم النیء والبصل والکراث (ح ۸۵۳) وما بعدہ۔
مسلم۔ کتاب المساجد: باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا (ح ۵۶۱) وما بعدہ۔

[2] شرح مسلم للنووی (۱۴/ ۱۷۳)
(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۷/ ۴۰۵)

[3] صحیح مسلم مع شرح ص ۱۴/ ۱۷۳۔

کے علاوہ تعوذ چھوڑ دیا۔[1]

برکت کی دعاء کرنا

جب آدمی پسندیدہ چیز دیکھ لے تو برکت کے لیے دعاء کرے۔

امام نووی رحمہ اللہ اس آیت :

﴿وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ ٱللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللَّهِ﴾ (الكهف : ۱۸/ ۳۹)

''کیوں نہیں تو نے کہا جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے نہیں قوت مگر اللہ کے ساتھ۔''

کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: مطلب ہے کہ جب اس باغ میں داخل ہوا تھا اور تجھے یہ بہت پیارا لگا تھا اور تو نے اسے تعجب کی سے نظر دیکھا تو تجھے اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر اس کی حمد کرنی چاہیے تھی کہ اس نے تجھے مال اور اولاد عطاء کر رکھا ہے جو کہ تیرے علاوہ دوسرے کو نہیں دے رکھا۔ اور تجھے (مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) کہنا چاہیے تھا۔[2]

لہٰذا نظر ڈالنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ نظر زدہ کے لیے برکت کی دعاء کرتے ہوئے کہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ۔

''اے اللہ برکت کر اس میں۔''

---

[1] ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فی الرقیة بالمعوذتین (ح ۲۰۵۸)
نسائی۔ کتاب الاستعاذة: باب الاستعاذة من عین الجان (ح ۵۴۹۶)
ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب من استرقی من العین (ح ۳۵۱۱)
(روضة الطالبین ص ۹/ ۲۴۸ امام نووی المکتب الاسلامی۔

[2] تفسیر ابن کثیر ۳/ ۷۵)

اور کہے:

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''جو اللہ کی مرضی، نہیں قوت سوا اللہ تعالیٰ کے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کوئی چیز دیکھی اور وہ اسے بھلی اور اچھی لگے تو کہے:

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔''[1]

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَاَعْجَبَهٗ مَا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ۔))[2]

''جب تم میں سے کوئی اپنی ذات، یا مال میں کوئی خوش کن چیز دیکھے تو اسے برکت کی دعاء کرنی چاہیے۔''

اس تبریک کا انداز یہ ہے کہ کہے:

تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

''بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔''

یا یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ

''اے میرے اللہ!...... اس میں برکت فرما۔''

یا کہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهٗ [3]

---

[1] ابن السنی فی ''عمل الیوم واللیلة'' (ح ۲۰۶) اس کی سند میں ابوبکر ھذلی راوی متروک ہے۔

[2] مسند احمد (/ ۴۴۷) ابن السنی فی ''عمل الیوم والیلة'' (ح ۲۰۴، ۲۰۵)

[3] عمدة القاری شرح صحیح بخاری ص ۱۷/ ۴۰۴، ۴۰۵۔

''اے اللہ! اس میں برکت فرما اور اسے نقصان سے بچا۔''

اللہ کی مدد کا حصول

نظر لگانے والے کے سامنے صبر کا مظاہرہ کرنا' اسے برا بھلا نہ کہنا اور اسے اذیت نہ دینا۔ یہ بھی بچاؤ کے اسباب میں سے ایک ہے۔ نیز اللہ کی مدد طلب کی جائے۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۝ ﴾ (الحج: ۲۲/ ۶۰)

''اور جس نے بدلہ لیا مثل اس کے جو اسے سزا دی گئی ہے تو پھر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد کرے گا۔''

اور فرمایا:

﴿ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۝ ﴾ (البقرہ: ۲/ ۴۵)

''اور نماز کے ذریعہ سے اللہ کی مدد حاصل کرو۔''

نظر لگانے والے سے حسن سلوک کرنا

جو شخص نظر لگانے کے لحاظ سے معروف و مشہور ہو چکا ہو اس سے حسن سلوک کرنا چاہئے' جس طرح کہ ایک مالدار فقیر سے حسن سلوک کرتا ہے۔ جو فقیر کہ امیر کے ہاتھ میں جو مال ہے اس کی طرف للچائی نظروں سے دیکھتا ہے' وہ حسن سلوک کا مستحق ہے۔ اسی طرح یہ حاسد ہے۔

نظر لگانے والے سے عمدہ چیز کو بچانا

جس چیز کو نظر لگنے کا خدشہ ہو اسے نظر لگانے والے سے پردہ میں رکھا جائے۔ کیونکہ نظر بد لالچی اور حاسد نفس سے سرزد ہوتی ہے' کہ جو چیز اسے پسند آتی ہے اس میں لالچ یا حسد کا اظہار کرتا ہے۔ اس لیے جب انسان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس پر نظر

لگنے کا ڈر ہے تو اسے اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اسے ظاہر نہ کرے۔ خصوصاً اس شخص کے سامنے وہ چیز نمایاں نہ کرے جس کی نظر لگنا مشہور ہو چکا ہے۔

تاہم یہ مکمل یقین ہو کہ یہ نظر وغیرہ بذات خود کچھ بھی نہیں' ہر چیز صرف اللہ کے حکم اور تقدیر سے واقع ہوتی ہے۔ جیسا فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۝﴾ (البقرہ : ۲/ ۱۰۲)

''اور نہیں وہ نقصان پہنچا سکتے کسی ایک کو بھی مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔''

ایک دفعہ سیدنا عثمانؓ نے ایک خوبصورت بچہ دیکھا اور فرمایا: ''اس بچے کی ٹھوڑی کے گڑھے کو سیاہ کر دو' تا کہ اسے نظر نہ لگے۔''[1]

اسی طرح نظر لگانے والے سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔ جیسے کہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

بعض علمائے کرام کا قول ہے' کہ جب پتہ چل جائے کہ فلاں نظر لگانے میں معروف ہے تو اس سے اجتناب واحتراز کیا جائے۔

اپنی ضروریات کی برآری بھید سے اور چھپا کر کرنے سے بھی نظر بد سے بچاؤ پر تعاون ہو سکتا ہے۔

اللہ کا تقویٰ اور صبر

اللہ کا تقویٰ اور اس کے امر و نہی کا خیال رکھنے سے بھی نظر بد سے بچاؤ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہے' غیر کے سپرد نہیں کرتا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا۟ بِهَا ۖ وَإِن تَصْبِرُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۲۰)

''اور اگر تم نے صبر کیا اور پرہیزگاری اختیار کی تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ

---

[1] شرح السنۃ ص ۲/ ۱۲۶ امام بغوی۔ تحقیق زھیر الشاویش اور شعیب ارناؤط۔

دے گا۔"

دشمن کی ایذاء رسانی پر صبر کرنے سے بھی نظر بد سے بچا جا سکتا ہے۔ اور وہ یوں کہ اس سے لڑائی جھگڑا پیدا نہ کیا جائے' اس کی شکایت نہ کی جائے اور اس کی اذیت نا کی کو دل میں بالکل جگہ نہ دی جائے۔

اللہ پر توکل اور......

اسی طرح اللہ پر توکل ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے کافی ہے۔ نیز اللہ کی جانب متوجہ رہے اور اخلاص اختیار کرے اور اس کی محبت' رضاء اور انابت کو دلی میلانات میں شامل کرے۔ جب صورت یہ ہوگی تو پھر یہ انسان کے لیے ممکن ہی نہیں ہے کہ اپنے خانۂ دل و افکار میں اپنے حاسد کے متعلق کوئی دوسری پریشان کن سوچ پیدا کر سکے۔ بلکہ وہ جب صرف اپنے رب کی جانب ہی متوجہ ہو جاتا ہے تو نظر بد کے تیر اس کو لگنا تو درکنار اسے چھو بھی نہ سکیں گے۔

گناہ چھوڑنا

یعنی ان گناہوں سے جو اس کے سب سے بڑے حاسد دشمن ابلیس نے اس پر مسلط کر رکھے ہیں ان کو خیر باد کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ۝﴾

(الشوریٰ : ۳۰/۴)

"اور تمہیں جو تکلیف پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔"

برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا

اور یہ آخری سبب ہے' جو ہے تو بہت مشکل' دل پہ گراں گزرتا ہے اور بڑا محنت طلب ہے لیکن تحفظ اور دفاع کے حوالے سے بلکہ دشمنی کی آگ کو دوستی کی سلامتی والی ٹھنڈک میں بدل دینے کے لیے اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے اور جس کی کامیاب تاثیر کی اللہ تعالیٰ نے

سورہ حم سجدہ میں گارنٹی دی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اسے وہی اختیار کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا نصیب میسر آیا ہو' اور وہ نصیب یہ ہے کہ حاسد کے سینہ میں جلنے والا شعلہ حسد بجھانا' باغی اور اذیت دینے والے سے حسن سلوک کرنا اور جس قدر اس کی اذیت و شرارت' حسد و بغاوت میں اضافہ ہو تو اسی قدر حسن سلوک بڑھاتے چلے جانا اور نصیحت و شفقت کا اظہار کرتے چلے جانا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ○ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○﴾

(حم السجدہ: ۴۱/ ۳۴ تا ۳۶)

''اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی' برائی کا بدلہ اچھے سے اچھا دے (ایسا کرے گا تو دیکھ لے گا) جو تیرا دشمن تھا وہ ایک دم سے ایسا ہو جائے گا جیسے (تیرا) دلسوز دوست ہو' اور یہ بات (برائی کے بدلے میں بھلائی و نیکی کرنا) انہی کو حاصل ہوتی ہے جو نصیبے والے ہیں۔ اور اے پیغمبر! اگر شیطان کی طرف سے آپ کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیجیے (وہ تجھ کو بچا لے گا) بے شک وہ سب سنتا جانتا ہے۔''

مذکورہ تمام اسباب کا جامع سبب اور جس پر ان کا دارومدار ہے وہ خالص توحید اختیار کرنا' اور اپنی مہار فکر کو اس عزیز حکیم مسبب الاسباب کی جانب موڑنا ہے۔ بندہ جب خالص توحید اپناتا ہے تو اللہ کے سوا ہر کسی کا خوف اس کے دل سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو ہر چیز اس سے ڈرنا شروع کر دیتی ہے۔ اور جو اللہ کے خوف سے عاری ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے خوفزدہ کر دیتا ہے۔ اور جو غیر اللہ سے ڈر گیا تو گویا وہ چیز اس پر مسلط اور حاوی کر دی گئی۔[1]

[1] بدائع الفوائد ج ۲/ ۲۳۸ اس کو مجمل کیا ہے۔ فہد بن عبدالرحمن رومی نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتاب تفسیر سورت فلق کی تحقیق میں لکھی ہے۔ ص ۳۷۔

نفسیاتی بیماریاں

ہم ان نفسیاتی بیماریوں کے، جو اس وقت پائی جاتی ہیں اسپیشلسٹ ڈاکٹرز تو نہیں۔ ان نفسیاتی امراض کی اصل صورت حال تو ان کے ماہرین ہی جانتے ہیں۔ لیکن بعض واضح نفسیاتی حالات کی معرفت سے تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ کیونکہ وہ اس قدر عام ہیں کہ عرف عام میں ان سے ہر آدمی واقف ہے۔ اور وہ یہ کہ نفس انسانی سکون و اطمینان سے محروم ہو جاتا ہے، قرار نہیں پکڑتا، جس کی وجہ سے انسان میں قلق و اضطراب، بے چینی وغم واندوہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے مختلف اسباب ہیں:

① اللہ تعالیٰ سے روگردانی اور اس کے ذکر سے اعراض کرنا، اور برائیوں کا بے تحاشا ارتکاب کرنا۔ یہ سب چیزیں نفس انسانی کی بے سکونی اور عدم اطمینان کا باعث بن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ۝ ﴾

(طه : ۲۰/ ۱۲۴)

”اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا بے شک اس کے لیے معیشت تنگ ہو جاتی ہے۔“

② نفسیاتی دباؤ اور مادی، کاروباری اور سماجی زندگی کی مشکلات بھی بعض اوقات انسانی نفسیات کے حالات کے تغیر کا سبب بنتی ہیں۔ تو آدمی اس حیات دل فگار میں بہت سے تغیرات کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے، جن کا عکس اس کے نفسیاتی قرار پر پڑتا ہے۔ مثلاً: کوئی انسان اپنے کسی حبیب یا قریب کی موت سے دردِ

لازوال کا شکار ہوا ہے اور اس کے پاس ایمان کی دولت اس قدر نہ ہو جو اسے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر آمادہ کر سکے تو اس کی نفسیاتی حالت اسے آہستہ آہستہ زمین بوس کر دے گی' اور زندگی بھر کا رنج والم اس کا لازمہ حیات بن جائے گا۔

④ جسمانی بیماریاں بھی نفس انسانی پر برا اثر ڈالتی ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا عکس انسان کے گھریلو معاملات اور لوگوں کے ساتھ میل جول پر بھی پڑتا ہے۔ اگر انسان کو کوئی تکلیف ہو جس کی وجہ سے وہ ساری رات بے خوابی سے دوچار رہا ہو تو خود اندازہ لگائیں اس کی نفسیاتی حالت کی ابتری کیسی ہوگی۔ انسانی نفسیاتی حالت کا کیا کہیں یہ تو معمولی کانٹا لگنے سے بھی بے قرار ہو جاتی ہے۔

ہماری اس کتاب کے موضوع کا نفسیاتی حالات کے ساتھ خصوصی تعلق ہے' کیونکہ انسان کو جادو کبھی نفسیاتی امراض کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ جادو زدہ آدمی چین نہیں پکڑتا۔ اسے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ یہی حال کبھی کبھار مرگی زدہ کا ہوتا ہے۔ بہرحال نفسیاتی امراض کا میدان دراصل ایک لق و دق صحراء کی مانند ہے جس میں کانٹوں اور دھول کے سوا کچھ نہیں۔ اور اسے عبور کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔

بیماری کی کوئی بھی حالت ہو اس کا علاج ایمان' قرآن اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے اور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے سامنے جھکنے سے ہی ممکن ہے۔ ہاں نفسیاتی امراض کے لیے جدید طریقہ علاج اپنانے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں لیکن ایک شرط ہے وہ علاج بذریعہ حرام چیز نہ ہو۔

ہمیں اس سے بھی ضرور آگاہ ہونا چاہئے کہ نفسیات کا وہ ڈاکٹری علاج' جس کا ربط و ضبط ایمان اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ ہو' اس کی کامیابی غیر یقینی ہے۔ مجھے امراض نفسانی کے مشیر نے بتایا' کہ ہمارے پاس بعض ایسے نفسیاتی مریض آتے ہیں جن کا ہم علاج کرتے ہیں مگر انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر کچھ مدت بعد آتے ہیں اور وہ بہت بہتر

---

[1] الکتاب۔ ڈاکٹر زھیر السباعی ڈاکٹر ادریس عبدالرحیم۔

حالت میں ہوتے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے کیا علاج کروایا ہے کہ حالات رو بہ صحت ہیں؟ وہ بتاتے ہیں کہ ہم نے قرآن پاک کے ذریعہ سے علاج کیا ہے۔

ہم ایک کتاب پڑھ کر بہت ہی حیران ہوئے جس کا عنوان تھا۔ ''بے قراری سے نجات کیسے؟'' اس کتاب کے دونوں مؤلف اس بات پر ہی بنیاد رکھتے ہیں کہ قلق اور بے چینی کا علاج قرآن پاک سے ہی ہوسکتا ہے اور یہ کہ اس مرض کا جو انہوں نے علاج تجویز کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سب سے بہتر طریقہ علاج ہے' جو اپنایا جا سکتا ہے[1] اور مفید بھی ہے۔

بندے پر گناہوں کے اثرات

گناہوں اور نافرمانیوں کے مرتکب گنہگار پر دنیا و آخرت میں بہت گہرے اور برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس دنیا میں کوئی بھی شر اور آزمائش جو انسان پر آتی ہے اس کا سبب گناہ اور نافرمانیاں ہیں۔'' (انتہی)

آج کے دور میں بہت سے لوگ معصیتوں اور گناہوں میں قید ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے انہیں پابہ زنجیر کر دیا ہے اور بیڑیوں میں جکڑ کر بے حس و حرکت کر دیا ہے۔ جنوں اور انسانوں پر شیطان غالب آ چکے ہیں' ان کی زندگی اجیرن ہوچکی ہے۔ اور معیشت و گزران تنگی کا شکار ہے۔ اور جو لوگ جادو اور جنوں کے لگنے کا شکار ہو چکے ہیں یہ زیادہ تر وہی ہیں' جو اللہ تعالیٰ سے دور ہٹ چکے ہیں۔

نفسیاتی امراض بہت زیادہ ہیں' ان کا بنیادی سبب اللہ تعالیٰ سے دوری اور برائیوں کا ارتکاب کرنا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ گناہوں کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عاصی (نافرمان) گناہ کی وجہ سے اپنے دل اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایسی وحشت پاتا ہے' جس کا ازالہ گناہ کی لذت نہیں کرسکتی۔ اور اس گناہ کی عارضی لذت زائل ہو جاتی ہے مگر وحشت و بے سکونی کی آگ کی جلن بڑھتی جاتی

ہے۔ اور اس جلن میں افاقہ تب ہو اگر گنہگار گناہ کی بدبودار دلدل میں گرنے سے بچنا چاہے مگر گنہگار ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا' لٰہذا وحشت و بے سکونی بڑھتی جاتی ہے۔ تاہم عقلمند اس وحشت کو چھوڑنے کی اہلیت رکھتا ہے مگر گناہ عقل کو مفلوج کر دیتے ہیں۔

ایک آدمی نے ایک عارف باللہ کے سامنے ذکر کیا کہ میں اپنے نفس میں وحشت محسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اگر اس وحشت نے تیرے گناہوں کی وجہ سے ڈیرے ڈال رکھے ہیں' تو انہیں چھوڑ دے' جب اللہ سے مانوس ہونے کی مرضی ہو تو گناہ چھوڑ کر وحشت دور کر لینا اور انسیت اختیار کر لینا۔

گناہ پر گناہ کرتے جانے سے بڑھ کر اور کوئی بھی چیز دل پر زیادہ وحشت انگیز اور بدمزہ نہیں۔

گناہ وحشت وظلمت پیدا کرتے ہیں

گناہوں سے لوگوں اور عاصی کے درمیان وحشت پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً اہل خیر اور گنہگار کے درمیان آپس میں وحشت پائی جاتی ہے۔ اور اس میں جس قدر شدت آتی جاتی ہے' دوری پیدا ہوتی ہے اور بندہ اہل خیر کی مجالس سے الگ ہوتا جاتا ہے۔ اور ان نیک نام لوگوں سے نفع حاصل کرنے کی برکت سے یہ محروم ہوتا جاتا ہے۔ اور جس قدر اہل خیر سے دور ہوتا جاتا ہے اور رحمٰن کے گروہ سے نکلتا جاتا ہے تو وہ اسی قدر شیطان کے گروہ میں شامل ہوتا جاتا ہے۔ اس طرح یہ وحشت بڑھتی جاتی اور مستحکم ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اس گنہگار اور اس کی بیوی کے درمیان' اور اس کے اور اولاد کے درمیان' عزیز و اقارب کے درمیان وحشت کی خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ آپ دیکھیں گے اس کی اپنی ذات میں وحشت چھا جاتی ہے اور وہ خود سے بھی وحشت زدہ ہو کر چلنے پھرنے لگتا ہے۔

گناہ کرنے کی وجہ سے ظلمت اس کے دل پہ چھا جاتی ہے۔ وہ ایسے محسوس کرتا ہے جیسا کہ تاریکی شب نظر آتی ہے' جو کہ سیاہ ترین ہو۔ معصیت کی تاریکی اس کے دل کے لیے اس طرح ہوتی ہے جیسے کہ ظاہری تاریکی اس کی نگاہ کے لیے ہے۔ یاد رہے اطاعت نور ہے اور معصیت ظلمت ہے۔ جب بھی اس گناہ کی ظلمت میں اضافہ ہوگا وحشت و بے چینی بڑھتی جائے گی۔[1]

نظر بد کا علاج کیسے کیا جائے؟

مسنون طریقہ علاج یہ ہے کہ نظر لگانے والے کا جب پتہ چل جائے تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا جائے۔ جب غسل کرے تو وہ پانی لیا جائے اور نظر زدہ انسان کے سر پر ڈالا جائے۔ یہ نظر لگنے کا بہترین علاج ہے۔

نظر لگانے والے سے پانی لینے کا طریقہ یہ ہے کہ نظر لگانے والے کو ایک پانی کا پیالہ دیا جائے جس میں وہ اپنی ہتھیلی ڈالے' پھر اس میں کلی کرے' پھر وہ کلی کا پانی پیالے میں ڈال دے' پھر اس پیالے میں اپنا چہرہ دھوئے' پھر اپنا بایاں ہاتھ داخل کرے' اس سے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی میں ڈالے' پھر اس سے اپنے بائیں ہاتھ پر ایک ہی مرتبہ پانی ڈالے' پھر اپنا بایاں ہاتھ پانی میں داخل کرے' اور دائیں کہنی پر پانی ڈالے' پھر اپنا بایاں ہاتھ پانی میں داخل کرے' اس کے ساتھ اپنی بائیں کہنی پر پانی ڈالے۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ داخل کرے' اس کے ساتھ اپنے بائیں قدم پر پانی ڈالے' پھر اپنا بایاں ہاتھ داخل کرے اور اپنے دائیں گھٹنے پر پانی ڈالے' پھر اپنا دایاں ہاتھ داخل کرے اور اس کے ساتھ بائیں گھٹنے پر پانی ڈالے' یہ سارا عمل پیالے کے اندر ہی ہو' پھر اپنے تہبند کے اندر کا حصہ بھی پیالے ہی کے اندر دھوئے' اور پیالہ زمین پر نہ رکھا جائے۔

پھر نظر زدہ انسان کے سر پر پچھلی جانب سے اور ایک ہی دفعہ وہ پانی انڈیل دیا جائے۔

---

[1] الجواب الکافی' ابن قیم رحمہ اللہ

یہ انداز غسل نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسے کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ ابو سہل بن حنیفؓ نے خزار جگہ میں غسل کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اپنا جبہ اتارا۔ اور اس وقت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بہت ہی زیادہ سفید رنگ کے تھے' جلد بہت خوبصورت تھی۔

سیدنا عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے آج تک کسی آدمی کی جلد اتنی حسین نہیں دیکھی' یہ تو پردہ نشین دوشیزہ کی مانند جسم ہے! سیدنا سہل رضی اللہ عنہ وہیں گر پڑے اور انہیں سخت بخار ہو گیا' ان کے بخار کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی گئی اور بتایا گیا کہ وہ تو سر نہیں اٹھا سکتے۔

آپ نے فرمایا: ''کیا تم اسے کسی کی نظر لگ جانے کا خیال رکھتے ہو؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں! عامر بن ربیعہؓ کے متعلق خیال ہے۔

انہیں رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور سخت وعید فرمائی۔ اور فرمایا: تم اپنے بھائی کو نظر بد کے تیر سے کیوں مارتے ہو؟ تو نے اس کے لیے دعائے برکت کیوں نہ کی؟ اب اس کے لیے غسل کرو۔ تو عامرؓ نے اپنا چہرہ' ہاتھ' کہنیاں' گھٹنے اپنے پاؤں کی انگلیاں اپنے تہبند کے اندر کا حصہ ایک پیالے میں دھویا' پھر اس پانی کو سیدنا سہل کے پیچھے سے ڈالا گیا' سیدنا سہلؓ اسی وقت صحت یاب ہو گئے۔[1]

پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا))[2]

''جب تم سے غسل دھون کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کرو۔''

---

[1] موطا امام مالك (۲/ ۹۳۸۔ ۹۳۹) کتاب العین: باب الوضوء من العین' ابن ماجه کتاب الطب: باب العین (ح ۳۵۰۹)

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب والمرض والرقی (ح ۲۱)
(موطا' احمد' ابن ماجہ' نسائی' ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔ شعیب ارناؤوط نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔ جامع اصول ص ۷/۵۸۴ رقم ۵۷۴۰۔ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ صحیح جامع دیکھیے ص ۴/۳۷ رقم ۳۹۰۸)۔

سنن ابی داؤد میں سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نظر لگانے والے کو حکم دیا جاتا تھا تو وہ وضوء کرتا پھر غسل کرتا تھا۔[1]

نظر لگانے والے کی پہچان کیسے ہوسکتی ہے؟

نظر لگانے والا درج ذیل طریقوں سے پہچانا جا سکتا ہے۔

1. یہ کہ لوگوں کے نزدیک نظر لگانے میں وہ مشہور و معروف ہو اور وہ اس مجلس میں موجود ہو جس مجلس میں کسی کو نظر لگ جائے۔ تو اس صورت میں گمان غالب یہی ہوگا کہ اسی کی نظر لگی ہے۔
2. ایک دوسرے سے گفتگو کے دوران پتہ چل جائے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ سامنے ہو یا غائب ہو۔ اگر نظر اس کی موجودگی میں لگی ہے تو اسے غسل کا حکم دیا جائے۔ اور اگر اس کی عدم موجودگی میں لگی ہو تو پھر اس شخص کا ذمہ ہے، جو نظر لگانے والے کے ساتھ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی تلقین کرے۔ اور جب معلوم ہو کہ جس کے بارے میں بات ہوئی ہے اسے نظر اس کی ہی لگی ہے تو پھر اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ نظر لگانے والے کو غسل کا حکم دے۔

نظر لگانے والے سے پانی طلب کرنے کا طریقہ

یہ بہت ہی مشکل کام ہے کہ نظر زدہ یا اس کے اہل خانہ نظر لگانے والے سے آمنا سامنا کریں، یہ کیسے ممکن ہے! جب کہ اس کے برا ماننے اور اس کی حمایت میں اس کے اہل خانہ کے غضبناک ہونے کا ڈر ہے۔ اور یہ بھی خوف ہے کہ اس سے قطع رحمی وغیرہ کی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے۔

اس کا حل ہم یوں پیش کرتے ہیں۔ کہ پہلی اور ضروری بات ہے کہ اس بارے میں اٹکل نہ لگائے جائیں، بلکہ اولاً نظر لگانے والے کی بابت اچھی طرح تحقیق کرلی جائے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے سیدنا سہل بن سعدؓ کو نظر لگنے کے واقعہ میں حاضرین سے پوچھا تھا تم

[1] ابو داؤد۔ کتاب الطب: باب ماجاء فی العین

کسی پر الزام لگاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا سیدنا عامر رضی اللہ عنہ تھے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور مذکورہ طریقہ غسل اختیار کرنے کا کہا تھا الخ۔[1]

❀ یہ تحقیق نظر لگانے والے سے صادر ہونے والی گفتگو سے بھی ہو سکتی ہے' یا پھر اس کے متعلق کوئی بتا دے' یا اس کے علاوہ قرائن ہوں جو نظر لگانے والے پر دلالت کریں۔

❀ اور اگر مکمل یقین نہ ہو تو کم از کم گمان غالب سے کام لیا جائے کہ کس کی نظر لگی ہوگی۔؟

❀ پھر نظر لگانے والے کی حالت پر غور کیا جائے گا کہ وہ خوف الٰہی سے معمور ہے یا کہ نہیں؟ اور خلاف طبع بات برداشت کر سکتا ہے کہ نہیں؟ اگر اس میں یہ وصف ہو تو اسے اللہ کا واسطہ دے کر اس سے معاملہ کی صراحت حاصل کی جا سکتی ہے' کہ تیری نظر لگی ہے یا کہ نہیں۔

❀ اور اگر گمان غالب یہی ہو کہ نظر فلاں نے لگائی ہے' مگر ڈر یہ ہے کہ اگر اس سے پوچھا گیا تو وہ غصہ میں آ جائے گا۔ تو اسے بہت ہی زیادہ اللہ کا واسطہ دیا جائے اور اس کا خوف دلایا جائے اور اس کام کے لیے اس کی طرف اس کا کوئی قریبی تعلق رکھنے والا بھیجا جائے اور جسے نظر لگی ہے اس کے حال پر اس سے ترس کی اپیل کی جائے۔

❀ اگر نظر لگانے والا غسل کرنے سے انکار کر دے تو کیا اسے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

مازری کہتے ہیں: ''میرے نزدیک صحیح قول یہی ہے کہ نظر لگانے والے پر فرض ہے کہ وہ غسل کرے' خصوصاً نظر زدہ کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اس وقت تو نظر لگانے والے پر غسل کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اس وقت اس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ

---

[1] موطا امام مالک

ہلاکت کے قریب پہنچی ہوئی جان کو ہلاکت سے اور خود کو جرم قتل سے بچائے۔“[1]

نظر لگے مریض کو دم کس طرح کیا جائے؟

نظر لگنے سے دم کرنے پر نبی ﷺ سے منقول بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

((اَنْ نَّسْتَرْقِیَ مِنَ الْعَیْنِ))[2]

”نبی ﷺ نے حکم دیا: کہ ہم نظر لگنے سے دم کریں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((اِنَّ النَّبِیَّ رَخَّصَ فِی الرُّقْیَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَیْنِ وَالنَّمْلَةِ))[3]

”نبی ﷺ نے ڈسے جانے، نظر لگے اور نملہ پھوڑے سے دم کی رخصت دی ہے۔

نظر زدگی کے لیے مسنون دم

◇١ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حسن، اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں آنے کا دم یوں کیا کرتے تھے، فرماتے:

((اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ))[4]

”میں تم دونوں کو اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ہر شیطان سے اور ہر زہریلی چیز سے اور ہر اس نظر سے جو لگ جانے والی ہے۔“

---

[1] کتاب العین: باب الوضوء من العین۔ ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب العین

[2] مسلم۔ مع شرح نووی ۵/ ۳۷۔

[3] بخاری۔ کتاب الطب: باب رقیة العین (ح ۵۷۳۸)

مسلم۔ کتاب السلام: باب استحباب الرقیة من العین (ح ۲۱۹۵)

[4] مسلم۔ کتاب السلام: باب استحباب الرقیة من العین (ح ۲۱۹۶)

[4] بخاری کتاب احادیث الانبیاء: باب ۱۰ (ح ۳۳۷۱)

آپ فرماتے: ابراہیم علیہ السلام' اسحاق اور اسماعیل علیہم السلام کو اسی طرح دم کیا کرتے تھے۔"[1]

۲ ((بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ' اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ))[2]

"میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتا ہوں' ہر بیماری سے جو تجھے تکلیف دے' اور ہر نفس کی شرارت سے' یا حاسد کی نظر کی شرارت سے اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دے۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھے دم کرتا ہوں۔"

۳ ((بِاسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ))[3]

"اللہ کے نام کے ساتھ (شروع کرتا ہوں) وہ تجھے صحت دے' ہر بیماری سے تجھے شفاء دے اور حسد کرنے والے کے حسد سے جب وہ حسد کرتا ہے' وہ تجھے بچائے اور ہر نظر والے کی برائی سے بچائے۔"

۴ ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

"میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جسے اس نے پیدا کیا۔"

۵ ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))[4]

"میں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان سے اور ہر زہریلی چیز سے اور ہر اس نظر سے جو لگ جانے والی ہے۔"

---

[1] بخاری ۴/ ۱۱۹۔

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب: والمرض والرقی (ح ۲۱۸۶)

[3] مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۲۱۸۵)

[4] بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء: باب ۱۰ (ح ۳۳۷۱)

۶ ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَءَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ))

''میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ مانگتا ہوں' وہ جونہیں ان سے تجاوز کر سکتا کوئی نیک یا بد' ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی' اور اس چیز کی برائی سے جو آسمان سے اترتی ہے۔ اور اس کی برائی سے جو اس میں چڑھتی ہے۔ اور اس کی برائی سے جو زمین میں پیدا ہوئی۔ اور اس کی برائی سے جو زمین سے نکلتی ہے۔ اور رات اور دن کے فتنوں سے۔ اور اس رات اور دن میں آنے والی چیزوں سے مگر وہ رات کو آنے والا جو بھلائی لاتا ہے۔ اے بہت ہی زیادہ رحمت کرنے والے!''

۷ ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ))

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ' اس کے غضب سے' اس کے عذاب سے' اور اس کے بندوں کی برائی سے' اور شیطان کے وسوسوں سے' اور اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

۸ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَاْثَمَ وَالْمَغْرَمَ اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ))

''اے میرے اللہ! ...... بے شک میں تیرے کریم چہرے کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں' اور تیرے پورے پورے کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں' اس چیز کی

شرارت سے جس کی پیشانی کو تو پکڑنے والا ہے۔ اے میرے اللہ!...... تو ہی گناہ اور چٹی (نقصان) کا ازالہ کرتا ہے۔ اے میرے اللہ!...... تیرا لشکر شکست نہیں کھاتا اور نہ تو اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے۔ پاک ہے تو اپنی تعریف کے ساتھ۔

۹((اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ الَّذِىْ لَاشَىْءَ اَعْظَمُ مِنْهُ۔ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ۔ الَّتِىْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ۔ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ۔ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ اَوْ بَرَاَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ لَا اُطِيْقُ شَرَّهٗ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ۔ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ))

''میں اللہ تعالیٰ کے عظیم چہرے کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں' وہ کہ جس سے کوئی چیز عظیم تر نہیں۔ اور اس کے ان کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کرسکتا۔ اللہ کے نیک ناموں کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں' جن کو میں جانتا ہوں اور جنہیں نہیں جانتا ہوں' ہر اس چیز کی برائی سے' جو اس نے پیدا کی۔ اور ہر اس برائی والی چیز کی برائی سے جس کے شر (کے مقابلہ) کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ اور ہر برائی والے کی برائی سے کہ تو پکڑنے والا ہے اس کی پیشانی کو۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

۱۰((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا۔ وَاَحْصٰى كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا۔ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ))

''اے میرے اللہ! ...... تو میرا رب ہے۔نہیں کوئی معبود مگر تو ہی۔ تیرے اوپر میرا بھروسہ ہے' اور تو عرش عظیم کا رب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا۔ اور جو نہ چاہے گا نہ ہوگا' نہیں پھرنے کی طاقت اور کچھ کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ عظیم کے ساتھ ہے۔ میں جانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے علم کے لحاظ سے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ اے میرے اللہ! ...... بے شک میں اپنے نفس کی شرارتوں سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور ہر جانور کی برائی سے تو جس کی پیشانی پکڑنے والا ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

⑪((تَحَصَّنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلٰهِیْ وَاِلٰهُ كُلِّ شَیْءٍ۔ وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّ كُلِّ شَیْءٍ۔ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ۔ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ۔ حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِ۔ حَسْبِیَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوْقِ۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ' هُوَ حَسْبِیْ حَسْبِیَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰی۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا۔ وَلَیْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مَرْمٰی۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ))

''میں اس اللہ کی حفاظت میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' جو کہ میرا اور ہر چیز کا معبود ہے۔ میں اپنے رب کی پناہ میں آتا ہوں' جو ہر چیز کا رب ہے۔ میں توکل کرتا ہوں' اس زندہ رہنے والے پر' جسے موت نہ آئے گی۔ اور میں شر دور کرتا ہوں (اس سے دفاع طلب کرتا ہوں) اس اللہ کے ذریعہ سے جو نہیں پھیرتا برائی کو مگر وہی۔ اور نہیں طاقت مگر اسی کی۔ میرا اللہ مجھے کافی ہے

اور اچھا کارساز ہے۔ کافی ہے مجھے میرا رب بندوں سے۔ کافی ہے میرا خالق مجھے مخلوق سے۔ کافی ہے میرا رازق مجھے رزق دیئے گئے سے۔ کافی ہے میرا اللہ! وہی مجھے کافی ہے۔ کافی ہے وہ اللہ مجھے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے' اسے کسی کی پناہ کی ضرورت نہیں۔ کافی ہے میرا اللہ مجھے جو کفایت کرتا ہے۔ سن لیا اللہ تعالیٰ نے اس کو جس نے اس سے دعاء کی۔ اللہ کے سوا کوئی منزل مقصود نہیں۔ کافی ہے میرا اللہ' نہیں کوئی معبود مگر وہی' اسی پر توکل ہے اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔''

جو بھی مذکورہ دعاؤں اور وظائف کو تجربہ کی دنیا میں لائے گا' اسے ان کے نفع بخش ہونے کا اندازہ ہوگا۔ اور ان کی شدید ضرورت و افادیت کا اسے پتہ چلے گا۔ یہ نظر لگانے والے کے اثرات بد کو انسان تک پہنچنے سے روکتی ہیں اور نظر لگنے کے بعد اس کا علاج بھی کرتی ہیں۔ لیکن یہ پڑھنے والے کے ایمان' نفسیاتی قوت و استعداد اور اس کے دل کی توجہ اور قوت یقین کے مطابق اثر انداز ہوں گی۔ کیونکہ یہ دعائیں تو ایک ہتھیار ہیں اور ہتھیاروں کا دارومدار ان کے چلانے والوں کی قوت کے مطابق ہوتا ہے۔[1]

---

[1] فتح الحق المبین فی علاج الصرع والسحر والعین ص ۲۱۵۔

باب : ۸

حسد' جادو' علاج اور دفاع

حسد کی لغوی تعریف : لسان العرب میں ہے' حسد ایک معروف چیز ہے۔

((حَسَدَ یَحْسِدُهٗ وَیَحْسُدُهٗ حَسَدًا وَحَسَّدَهٗ))

''ان تمام کا مطلب ہے کہ کسی کی نعمت اور فضیلت تبدیل ہونے کی تمنا کرے' یا اس سے اس کے چھن جانے کی آرزو رکھے۔''

حسد کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ محسود (حسد زدہ) سے نعمت کے زوال کی تمنا رکھنا' اگرچہ خود کو اس کی مثل حاصل نہ ہی ہو' یا یہ آرزو رکھنا کہ دوسرے کو کوئی نعمت حاصل ہی نہ ہو۔

حسد کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اس کینہ کا نتیجہ ہوتا ہے جو غضب کی پیداوار ہے۔

حسد اور رشک میں فرق

(**حسد**) یہ ہے کہ آدمی یہ تمنا رکھے کہ فلاں سے نعمت زائل ہو جائے یا وہ اس سے چھن کر مجھے حاصل ہو۔

(**غَبطٌ**) (یا رشک) یہ ہے کہ آدمی تمنا کرے کہ اسے بھی اس نعمت کی مانند مل جائے مگر دوسرے سے زوال نعمت کی آرزو نہ ہو۔[1]

حسد کا ثبوت قرآن وسنت سے

حسد کے متعلق قرآن و حدیث میں واضح ثبوت ملتے ہیں' چند ایک ذکر کئے جاتے ہیں: ارشاد ربانی ہے:

[1] لسان العرب: ۳/ ۱۴۸۔ ۱۴۹ ابن منظور دار صادر بیروت۔

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم﴾ (البقرہ : ۲/ ۱۰۹)

''اہل کتاب میں سے زیادہ تر کی خواہش ہے' کہ وہ تمہیں بھی تمہارے ایمان کے بعد کافر بنا کر واپس لوٹا دیں۔ یہ ان کے دلوں میں حسد کی وجہ سے ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا﴾ (النساء : ۴/ ۵۴)

''کیا یہ لوگوں سے اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے؟ پس تحقیق ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ہم نے انہیں عظیم ملک دیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ))[1]

''کہ حسد نیکیوں کو اس طرح ملیامیٹ کر دیتا ہے جیسا کہ آگ ایندھن کا نام و نشان مٹا دیتی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا مزید فرمان ہے:

((لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا))[2]

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الادب: باب فی الحسد (ح ۴۹۰۳) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ابن ماجہ۔ کتاب الزھد: باب الحسد (ح ۴۲۱۰) عن انس رضی اللہ عنہ دونوں روایتوں کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے ضعیف ابوداؤد (۱۰۴۸/ ۴۹۰۳) ضعیف ابن ماجہ: (۹۲۲/ ۴۱۰)

[2] بخاری۔ کتاب الادب: باب ما ینھی عن التحاسد والتدابر (ح ۶۰۶۴/ ۶۰۶۵) مسلم۔ کتاب البر والصلۃ: باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر (ح ۲۵۵۹، ۲۵۶۳) باختلاف یسیر۔

’’آپس میں حسد نہ کرو‘ آپس میں قطع تعلق نہ کرو‘ آپس میں بغض نہ رکھو‘ آپس میں ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو‘ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔‘‘

نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کو بھی وہی بیماری آ لے گی جو پہلی امتوں میں تھی۔ لوگوں نے کہا پہلی امتوں کی بیماری کیا تھی؟‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْاَشْرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّکَاثُرُ وَالتَّنَافُسُ فِی الدُّنْیَا وَالتَّبَاعُدُ وَالتَّحَاسُدُ حَتّٰی یَکُوْنَ الْبَغْیُ ثُمَّ الْھَرَجُ))[1]

’’بے رخی‘ اور تکبر اور کثرت کی طلب‘ دنیا میں ریس کرنا‘ اس میں بہت دور تک چلے جانا‘ آپس میں حسد کرنا‘ یہاں تک کہ سرکشی پیدا ہوگی‘ پھر قتل و غارت ہوگی (یعنی یہ پہلی امتوں کی بیماریاں ہیں جو اس امت میں بھی ہوں گی۔)

نظر بد لگانے والے اور حاسد کے درمیان فرق

نظر بد لگانے والا اور حاسد ایک چیز میں دونوں مشترک ہیں اور ایک چیز میں مختلف ہیں۔ دونوں میں قدر مشترک یہ پائی جاتی ہے کہ ہر ایک کے نفس کی اور ذہنی کیفیت یوں ہو چکی ہوتی ہے کہ جیسے ان کا مقصد ہی دوسروں کو اذیت پہنچانا ہے۔

لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ نظر بد لگانے والا جب نظر زدہ کو دیکھتا ہے‘ یا آمنا سامنا کرتا ہے‘ تو وہ اس وقت اپنی خبیثانہ نفسی کیفیت اختیار کرتا ہے۔ جب کہ حاسد کا حسد محسود کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں صورتوں میں سلگتا رہتا ہے۔

اس تعریف سے حاسد اور نظر لگانے والا دونوں الگ الگ ہو جاتے ہیں کہ نظر بد والا اس کو بھی نظر لگا دیتا ہے‘ جس سے اسے حسد نہیں ہوتا‘ مثلاً: حیوان‘ کھیتی‘ وغیرہ اگرچہ ان کے مالک سے وہ حسد نہ ہی رکھتا ہو‘ بلکہ بعض اوقات تو وہ خود اپنی ذات اور بیوی بچوں کو بھی نظر بد لگا بیٹھتا ہے۔ کیونکہ نظر کا سبب کسی چیز کو پسند کرنا اور عظیم سمجھنا بھی ہوتا ہے۔

[1] مستدرك حاكم (۴/ ۱۶۸) مجمع الزوائد (۷/ ۳۰۸)
والحديث حسن انظر صحيح الجامع (۳۶۵۸) والصيحة (۶۸۰)

اور جب یہ نظر بد والا کسی بھی چیز کو تعجب کی نگاہ سے دیکھے گا اور تیز نظری کا مظاہرہ کرے گا' تو سامنے خواہ کوئی بھی ہو' اس کا نفس ایسی کیفیت اختیار کرے گا جو نظر زدہ میں اثر انداز ہوگی۔[1]

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ حسد کی برائی میں زیادہ عمومیت پائی جاتی ہے بنسبت نظر لگانے والے کے۔ یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہر نظر لگانے والے میں حسد کا مادہ بھی ضرور ہوگا' اور یہ ضروری نہیں کہ ہر حسد کرنے والے میں نظر کا مادہ بھی پایا جائے۔ لہٰذا جب حسد کی برائی سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے گی تو نظر لگانے والے کی برائی سے خود بخود اللہ کی پناہ طلب ہو جائے گی۔

حسد کے مراتب اور درجہ بندی

حسد کے تین مراتب ہیں' جن کی تفصیل کو ہم اختصار کے ساتھ یوں بیان کرتے ہیں:

① دوسرے کی نعمت کے زوال کی آرزو رکھنا۔ یعنی انسان دوسرے کے لیے نعمت کی موجودگی برداشت نہ کر سکے۔ اسے یہ چیز پسند نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر اپنا انعام کرے' ہر آن اس کی یہی تمنا ہو کہ اس میں نقص وعیب ہو' یعنی دوسرا بندہ فقیر رہے یا جہالت میں پھنسا رہے۔ یہ مرتبہ نہایت ہی خطرناک اور سخت حرام ہے۔

② کسی کے پاس کوئی اچھی چیز دیکھ کر خواہش اور لالچ رکھنا کہ وہ چیز اس کی بجائے اُسے مل جائے۔

---

[1] فہد رومی کہتے ہیں یہ کوئی مسلّم بات نہیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نظر بد لگانے والا نظر زدہ کی عدم موجودگی میں بھی اس کی تعریف کرے تو نظر لگ سکتی ہے۔ اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ نظر زدہ کا آمنا سامنا ہو تو نظر لگتی ہے۔

[2] تفسیر سورت الفلق ص ۲۹۔ ۳۰ تحقیق فہد شیخ محمد بن عبدالوہاب۔

④ رشک کا حسد۔ اور وہ یہ ہے کہ بندہ یہ تمنا رکھے کہ اسے بھی دوسرے کی مانند نعمت میسر آئے اور اس کی یہ آرزو نہ ہو کہ دوسرے سے نعمت چھن جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں' ایسے آدمی کو معیوب قرار نہیں دیا جا سکتا' بلکہ یہ تقریباً اس ریس کے زمرہ میں آتا ہے جس کی بعض امور میں ترغیب دی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (مطففین : ۸۳/ ۲۶)

''اس (جنت) میں چاہیے رغبت کریں رغبت کرنے والے۔''

صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ))[1]

''رشک جائز نہیں مگر دو آدمیوں میں' ایک وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال دیا ہے اور اسے حق میں صرف کرنے کی توفیق دی ہے۔ دوسرا وہ آدمی قابل رشک ہے جسے اللہ نے حکمت (دین کا علم) عطاء کی ہو اور وہ اس کے مطابق ہی فیصلے کرتا ہے اور اس کی لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔''

حسد کے اسباب (انسان کے دل میں حسد کیوں پیدا ہوتا ہے؟)

حسد کے کچھ اسباب وعلل ہیں جو حاسد کی رگوں میں تیزی سے گردش کرتے ہیں۔ جن سے حاسد کا دل غیظ وغضب سے بھر جاتا ہے' اور جس سے حسد کرتا ہے اس کے خلاف دماغ میں غم وغصہ کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ بعض اوقات تو قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ان میں سے اہم ترین اسباب درج ذیل ہیں:

① حاسد امور دنیا کے بارے میں رب العالمین کی تقسیم پر رضاء مند نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر قناعت اختیار کرتا ہے۔ تو اس ذہنیت والا حاسد اپنے اندر دائمی ناراضی

[1] مسند احمد (۱/ ۳۸۵) واللفظ لہ۔ بخاری' کتاب العلم: باب الاغتباط فی العلم (ح ۷۳) مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین: باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ (ح ۸۱۶)

پاتا ہے' کہ فلاں کے پاس مال کیوں ہے؟ میرے پاس کیوں نہیں؟ فلاں عزت کے اعلیٰ مقام پر یا جاذب نظر اور پسندیدہ کیوں ہے؟ اور میں ایسا محبوب عوام کیوں نہیں؟ حالانکہ اسے رب کبریاء کی قسمت پر راضی رہنا چاہئے:

② حسد کا سبب کینۂ عداوت' اور بغض بھی بنتا ہے۔ اور جس سے بغض ہو اس کے بارے میں بغض رکھنے والا یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس پر کوئی نعمت کرے' بلکہ اس کے برعکس وہ اسے محرومی قسمت ہی میں دیکھنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۲۰)

''اور اگر تمہیں برائی پہنچے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔''

یہ ایک ایسا نامراد سبب ہے کہ یہ انسان کو انسان کے قتل تک کی طرف دھکیل دیتا ہے اور حسد زدہ کے مال و منال چھیننے تک نوبت پہنچا دیتا ہے اور اس کی پردہ دری تک سے گریز نہیں کیا جاتا۔

③ حسد کا ایک سبب خود پسندی بھی ہے۔ اور یہ ایک خطرناک بیماری ہے' جو انسان کو حسد تک پہنچاتی ہے۔ بلکہ حاسد کو حق کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ ﴾

(اعراف: ۷/ ۶۳)

''کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہی میں سے ایک آدمی کے ذریعہ سے ذکر (قرآن) آیا ہے۔''

مغرور وخود پسند آدمی اس لیے حق کو رد کرتا ہے کہ وہ اپنے اوپر کسی دوسرے کی بلندی پسند نہیں کرتا۔

④ حسد کا عمومی باعث یہ چیز ہے کہ ایک ہی معاشرہ میں بعض گروہ تقسیم کار میں اشتراکیت رکھتے ہیں یا ہم پیشہ ہوتے ہیں' تو وہ آپس میں حسد کرتے ہیں۔ جیسا

کہ علم میں ہم پلہ ہیں یا تجارت میں ہم پیشہ ہیں وغیرہ۔ اور یہ آپس میں حسد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ کسی دوسرے معاشرے سے تعلق رکھنے والے پر حسد نہیں آتا' خواہ وہ اپنے معاشرے کے آدمی سے بڑھ کر ہی کیوں نہ ہو۔

حسد کا علاج

جب ہمیں یہ معلوم ہو چکا کہ حسد ایک بہت ہی خطرناک بیماری ہے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے؟ تو اس کا جواب درج ذیل ہے:

① حاسد اگر ایمانداروں سے حسد کرتا ہے' تو اسے یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ ایمانداروں سے حسد کر کے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں شریک ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ تو دشمنان الٰہی پسند نہیں کرتے کہ وہ ایمانداروں پر نعمت الٰہی کا اثر و نشان دیکھیں' تو حاسد گویا ان کا شریک عمل بن رہا ہے۔ لہٰذا اسے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

② حاسد کو یہ بات دماغ میں بٹھا لینی چاہئے' کہ جس سے حسد کر رہا ہوں' اس حسد کے ذریعہ سے میں اس کا زیادہ نقصان نہیں کر سکتا' بلکہ اس سے پہلے خود حاسد کا اپنا نقصان ہو گا۔ کیونکہ حاسد اپنے دل کی بے کلی کا دکھ اٹھاتا ہے' غم اور صدمہ دل فگار برداشت کرتا ہے حالانکہ جو یہ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ حسد کرنے والوں کی خواہش پر' جن سے حسد کیا جا رہا ہے' ان سے سب کچھ چھین لیتا تو پھر کسی کے پاس کوئی نعمت بھی باقی نہ رہتی۔

③ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر مکمل رضاء مندی کا اظہار کرے۔ کیونکہ دنیا میں جو چیز ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسردہ نہ ہو' کیونکہ اس کا انجام ہی زوال اور فناء ہے۔ حسد کرنے والے کو چاہئے کہ وہ یہ بات دل میں اتار لے کہ وہ حسد کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم

بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ ﴾ (زخرف : ۴۳/ ۳۲)

''کیا تیرے رب کی رحمت کا تقسیم کرنا ان کا کام ہے؟ (نبوت بھی اللہ کی ایک رحمت ہے) ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کی روزی بانٹ دی ہے اور ان میں ایک کو دوسرے سے کئی درجہ بڑھا کر رکھا ہے' اس سے یہ غرض ہے کہ ایک دوسرے سے تابعداری کرائے (یعنی کام لے سکے) اور جو مال متاع (دنیا میں) یہ لوگ (اکٹھا کرتے ہیں) تیرے مالک کی رحمت (مہربانی) اس سے کہیں بہتر ہے۔''

معاشرہ پر حسد کے مہلک اثرات

حسد امتوں کی ایک بیماری ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمایا ہے:

((دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَآءُ)).[1]

''پہلی امتوں کی بیماریاں دبے پاؤں تمہارے درمیان سرایت کریں گی وہ حسد اور بغض ہیں۔''

یہ حسد کا مرض جس قوم میں رونما ہوا ہے وہ بٹ گئی' کشت وخون کا شکار ہوئی' اس کی عظمت و بلندی جاتی رہی۔ اس قوم کی سلطنت و فرمانروائی کمزور پڑ گئی۔ اور اس قوم کے افراد ایک دوسرے کے خلاف سازش کے جال بننے لگے۔ ان میں ایک دوسرے پر برتری جتانے اور آپس میں بغض و عناد رکھنے کی عادتِ بد عام پیدا ہو گئی۔ اس طرح کے معاشرہ میں زندگی گزارنا دوزخ میں جانے کی مانند ہوتا ہے' جس کی تاب کوئی بھی نہیں رکھتا۔

ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور اپنے دل کو کینے اور حسد کی میل کچیل سے صاف رکھے' تاکہ اس کے دماغی تصورات سلامت ہوں اور اس کے سلوک میں استقامت ہو اور وہ دوسروں سے حسن معاملہ کا مظاہرہ کرے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے:

---

[1] مسند احمد (۱/ ۱۶۷) ترمذی کتاب صفة القیامة: باب ۵۶ (ح ۲۵۱۰)

((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا))۔[1]

''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے دیوار کی مانند ہے' جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔''

اور مزید فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))[2]

''تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنی جان کے لیے پسند کرتا ہے۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ ﴾ (النساء : ۴/ ۳۲)

''اور اس چیز کی تمنا نہ کرو جس کے ذریعے سے اللہ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت دی' مردوں کے لیے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔ اور سوال کرو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

ہر صاحب شر پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ خواہ وہ حسد کی شر والا ہو یا وہ نظر بد کی شر والا ہو' یا ان کے علاوہ ہو۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بیماریاں اس قدر خباثت رکھتی ہیں کہ یہ صرف افراد کو ہی نقصان نہیں پہنچاتیں بلکہ پورے معاشرہ کو اپنی خباثت کی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ حاسد اور نظر بد والے کو دوسروں کی نسبت علاج کی زیادہ ضرورت ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب: باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضا (ح ۶۰۲۶)
مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم (ح ۲۵۸۵)

[2] بخاری۔ کتاب الایمان: باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه (ح ۱۳)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیه (ح ۴۵)

جن' جادو اور نظر بد سے متعلقہ چند واقعات

یہ کچھ واقعات ہیں جو آسیب' جادو' اور نظر بد کے بارے میں ہیں۔ ان میں سے اکثر کے ساتھ ہمیں خود واسطہ پڑا ہے۔ اور بعض ہم سے ان حضرات نے بیان کیے ہیں جن کی امانت و دیانت پر ہمیں اعتماد ہے۔ ہماری ترجیح یہی ہے کہ ہم وہی حقیقی واقعات یہاں بیان کریں گے' جن کی ہمیں تاکید و تحقیق ہے۔ کیونکہ یہ ایک بہت ہی وسیع میدان ہے۔ اور اس بارے میں مبالغہ آمیزیاں بھی بہت ہیں۔ مگر جو ہم ذکر کریں گے ہم ان کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ ہم ان لوگوں کے ناموں اور شخصیات سے آشنا ہیں جن کو یہ حادثات پیش آئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ہر بیماری سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

جن زدگی کے متعلقہ واقعات

① ''اس نے میرے اوپر گر کر مجھے تکلیف کیوں پہنچائی تھی؟''

۱۴۱۱ھ' ذوالحج کے مہینہ کا ایک دن تھا۔ ہم میں سے ایک شیخ نے ایک عمر رسیدہ خاتون پر دم پڑھا' قراءت شروع کرنے کے بعد جن نے ایسا کلام کرنا شروع کر دیا جس کا معنی سمجھ نہ آتا تھا۔ پھر ایسی گفتگو کی جو کہ واضح تھی اور پھر شیخ اور جن کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوا:

شیخ: اس عورت میں آپ کے داخل ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جن: اے شیخ!......اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قسم کی بہتر جزا دے۔

شیخ: کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟

جن: جی ہاں! آپ ہمارے شیخ ہیں۔ میں آپ سے گذشتہ سال سے آشنا ہوں' جس دن آپ نے آب زم زم پر دم پڑھا تھا' جو کہ اس عورت کے گھر والوں نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا' تو میں نے بھی اس سے نوش کیا تھا۔

شیخ: پھر تو آپ مسلمان ہیں؟

جن: جی ہاں! میں مسلمان ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔

شیخ: تو پھر آپ اس مسکین عورت میں کیوں داخل ہوئے ہیں؟

جن: یہ عورت آج سے چھ سال پہلے اپنے قافلہ کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جا رہی تھی۔ جب یہ خشکی کے راستہ واپس آئے تو ان کا قافلہ ریاض کے قریب نماز فجر کی ادائیگی کے لیے ٹھہرا۔ یہ عورت بس سے اتری اور چلتے چلتے اس کا پاؤں پھسلا اور یہ میرے اوپر گر پڑی۔ اس نے مجھے اذیت دی تو میں اسے چمٹ گیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں نے اسے اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

شیخ: اسے تنگ کرنے سے آپ کو کیا فائدہ؟

جن: نہیں فائدہ تو کوئی نہیں۔

شیخ: کیا اس بے چاری نے قصداً آپ پر خود کو گرایا تھا اور تکلیف دی تھی؟

جن: نہیں!

شیخ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۳۴)

"اچھے لوگ غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

پھر دوسری بات یہ ہے کہ آپ انصاف نہیں کر رہے' بلکہ ظلم کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ تو غیر ارادی طور پر گری تھی' جب کہ آپ قصداً اس پر زیادتی کر رہے ہیں۔ اور آپ نے

ظلم میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے' جو کہ حرام ہے۔

جن: یہ درست ہے۔ شیخ آپ جانتے ہیں میں اس کے ساتھ کیا کرتا تھا! میں اس کے صرف حلق میں اذیت پہنچاتا تھا' جس کی وجہ سے یہ اکثر بیمار رہتی تھی۔ اور اس کے بیٹے اسے ہسپتال میں لے جاتے تھے۔ اور میں ہسپتال کے دروازے تک پہنچ کر اس سے نکل جاتا تھا۔ ہسپتال والے ہر ممکن طریقے سے اسے چیک کرتے مگر اسے بالکل تندرست پاتے۔ چیک اپ کے بعد جب وہ اسے واپس لاتے تو میں پھر اسے چمٹ جاتا اور دوبارہ نئے انداز پر لوٹتا تھا اور جدید طریقہ سے اسے ایذاء رسانی شروع کر دیتا تھا۔

شیخ: کیا آپ کی بیوی ہے؟

جن: جی میری اولاد بھی ہے' میں ان کی ملاقات کے لیے جاتا ہوں' پھر اس عورت کی جانب لوٹ آتا ہوں۔

شیخ: اب کیا خیال ہے؟

جن: جو آپ حکم کریں!

شیخ: میرا حکم ہے کہ آپ اس عورت سے نکل جائیں اور دوبارہ کبھی بھی اس کی جانب نہ آئیں۔

جن: میں آپ کے کہنے سے نکل جاتا ہوں۔

شیخ: نہیں! میری وجہ سے نہیں' بلکہ اللہ کی رضاء کی خاطر نکلو!

جن: شیخ! سچ جانیں ہم اسے مارنا چاہتے تھے۔

شیخ: کیا تم روحیں قبض کرنے کا اختیار رکھتے ہو؟

جن: نہیں۔

شیخ: اب یہ گفتگو چھوڑو اور اس سے نکل جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ اور ظلم سے) توبہ کرو۔ اس کے بعد وہ جن چلا گیا اور وہ عورت بہترین حالت میں صحت یاب

ہوگئی۔ چند ماہ بعد پھر جن زدگی کا شکار ہوگئی۔ تب اس عورت کے جن سے مندرجہ ذیل بات چیت ہوئی:

شیخ: اب تم دوبارہ کیوں لوٹ آئے ہو' جب کہ تم نے واپس نہ آنے کا عہد کیا تھا؟

جن: میں اس جن کا بیٹا ہوں جو اس عورت سے نکلا ہے۔ کیونکہ یہ مجھ پر اور میرے باپ دونوں پر گری تھی۔ اس لیے میں نے بھی اس سے بدلہ لینا ہے۔

شیخ: تمہارا نام کیا ہے؟

جن: میرا نام محمد ہے اور میرے باپ کا نام عبدالقادر ہے۔

شیخ: اے محمد! میں تم سے زیادہ طویل گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ سے ڈرو اور چلے جاؤ اور اپنے باپ سے جا ملو۔

اس کے بعد کچھ ہی دیر بعد وہ بھی چلا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حکم سے وہ عورت بہترین صحت کی حالت میں ہوگئی۔

❀❀❀❀❀

② ''ہم لوگوں کو دین سے دور ہونے کی بنا پر چمٹتے ہیں''

ایک دن ہمارے ایک شیخ نے ایک ایسے نوجوان کو دم کیا کہ جسے جن چمٹ گیا تھا' دوران علاج جن سے درج ذیل گفتگو کا تبادلہ ہوا:

شیخ: آپ کون ہیں؟

جن: میں شیخ فرج ہوں' اپنے قبیلہ کا شیخ ہوں۔

شیخ: آپ اس نوجوان انسان کو کیوں چمٹے ہیں؟

جن: (الٹا شیخ سے غصیلے لہجے میں سوال کرتا ہے) تم اس نوجوان کو تنگ کیوں کرتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اب اس سے نمٹوں جو اس نوجوان کو تنگ کرتا ہے؟

شیخ: کیا آپ مسلمان ہیں؟

جن: جی میں مسلمان ہوں اور اللہ سے ڈرتا ہوں۔

شیخ: کیا آپ جانتے ہیں کہ خوشی' غم' اور غضب وغیرہ عارضی صفتیں ہیں۔ یہ کسی وقت بھی انسان پر ظاہر ہوسکتی ہیں۔ اور کسی بھی وجہ سے ہوسکتی ہیں۔ اور یہ وہ اوصاف ہیں جو انسانوں اور جنوں دونوں میں یکساں جاری ہیں؟

جن: جی ہاں! معاملہ تو اسی طرح ہے' لیکن چاہتا ہوں کہ میں ذرا پاؤں سیدھے کرلوں کیونکہ میں ایک عمر رسیدہ شیخ ہوں۔ (جن زدہ کو اچھی طرح جکڑ کر باندھ دیا گیا ہوا تھا۔)

شیخ: آپ کی عمر کتنی ہے؟

جن: ۳۶۰ سال' اور میرے زیادہ تر ساتھی وفات پا چکے ہیں۔

شیخ: اے شیخ فرج!...... یہ بتائیں آپ لوگوں کو اذیت کیوں دیتے ہیں؟

جن: کیونکہ یہ دین سے دور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے ہیں۔

شیخ: لیکن اے شیخ فرج!......تمہارے جنات حضرات عام طور پر انسانوں پر مسلط ہوتے ہیں۔ اور وہ نیک لوگوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ تم انہیں سمجھاتے کیوں نہیں؟

جن: ہمارا سب جنوں پر غلبہ نہیں ہوسکتا۔

شیخ: کیا اب آپ اس نوجوان انسان سے جائیں گے' یا کیا ارادہ ہے؟

جن: میں عنقریب بغیر کسی دم پڑھے چلا جاؤں گا۔ لیکن آپ چاہتے ہیں کہ میرے ساتھ یمن کا سفر کریں؟

شیخ: وہ کیسے ممکن ہے؟

جن: میں آپ کو اڑا کر لے جاؤں گا۔

شیخ: ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت وسلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ آپ صرف یہ کریں کہ اس انسان سے چلے جائیں۔ نہ ہمیں اڑائیں اور نہ ہی ہم آپ کے ساتھ اڑ سکتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ فرج جن چلا گیا اور نوجوان ہوش میں آگیا۔ اسے معلوم تک نہ تھا

کہ کیا ماجرا ہوا ہے۔!!

❀❀❀❀

۴ "اس نے بسم اللہ نہ پڑھی تو میں اسے چمٹ گیا"

ایک دفعہ مخلد نامی جن ایک عورت کو چمٹ گیا۔ عورت پر دم کی وجہ سے وہ حاضر ہوا' جن کو نکالنے کی کوشش کے دوران اور قراءت شروع کرنے کے بعد جن گفتگو کرنے لگا۔ اس وقت اس سے شیخ کی درج ذیل گفتگو ہوئی:

شیخ: آپ کا نام کیا ہے؟

جن: میرا نام مخلد ہے۔

شیخ: آپ مسلمان ہیں یا کافر؟

جن: میں کافر ہوں' مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ (اور پھر پکار اٹھا)

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه))

شیخ: (اللہ آپ کا یوں اچانک مسلمان ہونا قبول فرمائے' آپ یہ بتائیں کہ آپ اس عورت کو کب سے چمٹے ہوئے ہیں؟ اور سبب کیا ہے؟

جن: بیس سال سے چمٹا ہوا ہوں' اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحرا میں پیشاب کر رہی تھی۔ اس وقت یہ چھوٹی تھی۔ اس نے دعاء (قضائے حاجت) نہ پڑھی تو میں اسے چمٹ گیا۔

شیخ: اب اللہ پاک نے آپ پر احسان کیا ہے' آپ اسلام لا چکے ہیں اور اسلام ظلم کو حرام قرار دیتا ہے۔ آپ اس عورت سے چلے جائیں۔

جن: ہاں میں چلا جاؤں گا۔ اور یہ بھی معاہدہ کرتا ہوں اس کی طرف دوبارہ نہ لوٹوں گا۔

اور واقعتاً وہ عملاً چلا گیا مگر دو گھنٹے گزرنے کے بعد پھر لوٹ آیا' اور کہنے لگا: میں شیخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ جب شیخ آئے تو اس سے کہنے لگے:

شیخ: آپ دوبارہ کیوں لوٹے ہیں؟

جن: اے شیخ! آپ جانتے ہیں کہ بچے کو وضوء اور نماز کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور میں اسلام لایا ہوں۔ آپ نے مجھے دینی معاملات تو سکھائے نہیں۔ میں چاہتا ہوں آپ مجھے وضوء اور نماز سکھائیں۔

شیخ کے کہنے پر ایک بھائی جو وہاں موجود تھا گیا اور وہ پانی لایا شیخ نے اس کے سامنے وضوء کیا اور نماز ادا کی۔ اور بعض دینی معاملات حل کیے۔ اس کے بعد شیخ نے اس سے کہا:

شیخ: اب جاؤ نیک لوگوں کو تلاش کرو اور ان سے ملو وہ آپ کو اسلام کی ضروریات کی تعلیم دیں گے۔

جن: میں کسی اور کو نہیں جانتا اور نہ اب میں اپنے گھر والوں سے مل سکتا ہوں' کیونکہ ہوسکتا ہے میرے اسلام لانے کی وجہ سے وہ مجھے قتل کر دیں۔

شیخ: صبر کریں اور اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کریں۔

((وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا))

''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے۔''

اس کے بعد وہ جن اس عورت سے نکل کر چلا گیا۔

❀❀❀❀
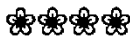
۴ ''میں اس دوشیزہ سے محبت کرتا ہوں''

خلیج کے علاقے میں ساحلی مقامات پر ایک جن ایک شادی شدہ عورت کو چمٹ گیا۔ شیخ کے دم پڑھنے کے دوران اس کا خاوند بھی موجود تھا۔ جن اس آسیب زدہ دوشیزہ کی زبانی بولا اور کہا:

جن: میں اس سے محبت کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ اس علاقہ سے نکل جائے۔ کیونکہ یہ علاقہ عنقریب تباہ ہونے والا ہے۔

شیخ: آپ کو یہ کس نے بتایا ہے؟

جن: ایک جادوگر نے۔

شیخ: کیا آپ کافر ہیں، یا مسلمان؟

جن: میں اور جادوگر دونوں غیر مسلم ہیں۔

شیخ: تم اور جادوگر دونوں جھوٹ بولتے ہو۔

جن: ہم جھوٹ نہیں بولتے، ہم تو یہ باتیں آسمان سے چرا کر لاتے ہیں۔

شیخ: تم جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ (الصافات: ۸/۳۷)

''نہیں سن سکتے یہ اعلیٰ فرشتوں سے (اور جب یہ کچھ سننے کی نیت سے اوپر جاتے ہیں تو) انہیں ہر جانب سے انگارے مارے جاتے ہیں۔''

اور جب شیخ نے باقاعدہ قراءت شروع کی تو سورت صافات کی مذکورہ آیت بار بار دہراتے رہے:

جن: (آیت سن کر) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس کی تعلیم حاصل کروں جس کی اسلام لانے کے بعد ضرورت ہے۔ اور آخر اس نے بعض اسلامی تعلیمات سیکھیں اور اس نے اپنا ''یوشع'' نام بدل کر ''عبدالرحمن'' رکھا۔

شیخ: کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ علاقہ عنقریب تباہ ہو گا؟

جن: اللہ جانتا ہے (یہ کلمہ اس نے تین مرتبہ دہرایا)۔

یہ جن مذکورہ دوشیزہ سے بہت ہی مشکل سے نکلا کیونکہ اس کے ساتھ اس کا گہرا تعلق قائم ہو چکا تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا گیا اور کہا گیا کہ اس قسم کا تعلق اور محبت حرام ہے تو اس کے بعد وہ چلا گیا۔

آسیب زدگی کے متعلقہ واقعاتی شہادتیں

① اللہ کے ذکر نے جادو بے اثر کر دیا!

یہ واقعہ ہمیں ایک شیخ صاحب نے سنایا' جو کہ ہر طرح سے قابل اعتماد ہیں۔ کہتے ہیں: میں نے ایک جادو کا عمل دیکھا' جس کے متعلق بتایا گیا کہ وہ درخت کے اوپر کیا گیا ہے۔ وہ جادو کا عمل اس طرح کیا گیا تھا کہ دو پتھر تھے جو بہت ہی چھوٹے سے تھے' ان میں سے ایک بمشکل بندوق کی گولی کے برابر ہوگا۔ ان دونوں کو ایک کاغذ میں لپیٹ کر رکھا گیا تھا۔ یہ جادو کا عمل سیمنٹ کی ایک گیند کے اندر بند تھا اور پھر اسے درخت پر رکھ دیا گیا تھا۔ جب وہ سیمنٹ کی گیند توڑی گئی تو اس کے اندر جادو جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ جب ہم نے اس کاغذ کو جو اوپر لپٹا ہوا تھا کھولنا چاہا تو وہ ہاتھ لگاتے ہی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اتنا سخت جادو ہونے کے باوجود بے اثر رہا' اس لیے کہ جادو زدہ بہت عمدہ طور پر ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والا تھا۔ اور وہ قرآن مجید کا حافظ تھا۔ خود کو دم کرتا رہتا تھا اور سورت بقرہ کی قراءت کے ذریعہ سے بارہا خود کو دم کیا کرتا تھا۔ کسی چاہنے والے نے اس پر یہ جادو کیا تھا' لیکن وہ حافظ قرآن اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا۔ اور جو جادو اسے تکلیف دینے کے لیے کیا گیا تھا وہ سب بے اثر ہوا۔

② ''مجھے اس کی گرل فرینڈ نے جادو کے زور پر اس کو چمٹ جانے کیلئے بھیجا ہے''

ایک شیخ بیان کرتے ہیں کہ امریکا سے پڑھے ہوئے ایک نوجوان پر میں نے دم کیا۔ میں تقریباً ایک سال تک اسے دم کرتا رہا۔ میں اس پر دم پڑھتا تو وہ اس کے بعد بڑی سخت تکالیف برداشت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی بھی اس کے میکے چھوڑ دی۔ وہ حاملہ تھی' اس نے بچی کو جنم دیا' اس نے اس معصوم بچی کو دیکھا تک نہ تھا۔ اور میں جب بھی اس پر دم پڑھتا تو وہ لرزہ براندام ہو جاتا اور عجیب وغریب حرکات شروع کر دیتا۔ ہم اس کے بارے میں بہت ہی حیران تھے' پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اسے آسیب ہے' یا

جادو ہے' یا نظر ہے۔ یہاں تک کہ اس کے گھر والے بھی اس کے بارے میں بہت حیران و پریشان تھے۔ خصوصاً اس کی والدہ اس کی وجہ سے بہت ہی زیادہ پریشان تھی۔

اسی حالت میں تقریباً ایک سال گزرنے کے بعد ایک دفعہ میں جب اس پر دم پڑھ رہا تھا' اور اس دن میں نے پڑھائی میں بہت شدت اختیار کی اور ساتھ میں اسے مارا بھی' تو اچانک ایک جن اس کی زبانی بولنے لگا اور چلانے لگا۔ جس قدر میں اسے مارنے میں اضافہ کرتا وہ اسی قدر چلانے لگتا' یہاں تک کہ اس نے کہا میں نکل کر جا رہا ہوں۔

اس کے نکل کر جانے سے پہلے اس سے میرا یوں مکالمہ ہوا:

شیخ: تو کون ہے اور اس میں کیوں آیا ہے؟

جن: میں اسے چمٹ گیا تھا اور اس میں جادو کے ذریعہ آیا ہوں۔

شیخ: یہ بتاؤ اسے کس نے جادو کیا ہے۔؟

جن: مجھے نہیں پتہ۔

شیخ: (میں نے اسے اور مارا اور کہا) تجھے پتہ ہے' تو بتاتا کیوں نہیں ہے؟

جن: ''جوڈی'' نامی ایک نوجوان لڑکی ہے' جسے اس نے امریکا میں تعلیم کے دوران گرل فرینڈ بنا رکھا تھا' تو جب یہ واپس آنے لگا تو اِس پر اُس نے جادو کر دیا' کہ دوبارہ پھر امریکا لوٹ آئے۔

شیخ: بہتر ہے کہ تو اب واپس چلا جا۔

جن: میں نہیں جا سکتا کیونکہ میں جادو کے ذریعہ بھیجا گیا ہوں۔

تب میں نے اسے بہت سنگدلی سے پیٹا تو وہ چلا اٹھا۔ چھوڑ دو' مجھے جانے دو میں چلا جاتا ہوں۔ اور میں نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ اب دوبارہ نہیں آئے گا اور تب اس نوجوان کو تکلیف سے افاقہ ہو گیا۔

میں نے اسے توبہ کی نصیحت کی' اللہ کی طرف رجوع کا کہا' نمازوں کی مکمل حفاظت کا سمجھایا۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور اذکار کی نگہبانی کا کہا۔ کچھ عرصہ اس پر عمل کرنے

سے اس کی حالت بہت بہتر ہوگئی۔ لیکن اس اللہ کے بندے نے اس بات کی مستقل پابندی نہ کی اور نئے سرے سے ایک دفعہ اس کی پھر وہی حالت لوٹ آئی۔ شاید حقیقت حال تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن میرے خیال میں جب اس نے اس (نماز' قرآن کی تلاوت اور اذکار کرنے والی) نصیحت کو اپنانے میں کوتاہی کی تو ہوسکتا ہے اسے دوبارہ نئے سرے سے جادو کیا گیا ہو اور وہی کیفیت ہوگئی ہو۔

نظر بد سے متعلقہ حیران کن واقعات

① مرغیاں مرگئیں گائے پتھرا گئی

ہمارے ایک قابل اعتماد بھائی نے یہ واقعہ سنایا' کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو نظر لگانے میں مشہور تھا۔ ایک دن وہ اپنے ایک بھائی کے فارم میں گیا۔ وہاں مرغیاں دیکھیں جن کی تعداد سو کے قریب تھی۔ جل کر کہنے لگا: ''یہ مرغیوں کی کیا بھیڑ لگا رکھی ہے؟'' دوسرے دن وہ سب کی سب مرغیاں مرگئی تھیں۔

یہی آدمی جو نظر بد میں مشہور تھا ایک کھیت میں داخل ہوا۔ وہاں ایک بہت خوبصورت موٹی تازی گائے دیکھی' جس کی کوہان کھیتی کے چھپر سے بھی بلند تھی۔ اس نے کہا: ''واہ! یہ گائے تو ایک ٹیلے کی مانند ہے۔'' بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ گائے کے تھن اندر کو کھنچ گئے' اور وہ وہیں پتھرا گئی۔

② کاروبار تباہ' بیٹے کا ایکسیڈنٹ اور خود ڈاکٹروں کا محتاج ہوگیا:

ع۔ل (یہ کسی کے نام کی جانب اشارہ ہے) اپنا واقعہ سناتے ہوئے رو رہے تھے' کہ مجھے بڑی سخت نظر لگ گئی ہے' جو بہت ہی تکلیف دہ ہے۔ اور درج ذیل واقعہ بیان کیا:

ایک دفعہ ''میں اپنے خاندان کے ہمراہ اپنے گھر کے باغیچہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ گذشتہ گرمیوں کی بات ہے۔ میں بہت ہی پُرسکون بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا' کہ اچانک دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ میں اکیلا ہی

سامنے تھا۔ میں نے اس آنے والے مہمان کا استقبال کیا۔ اور اسے احترام سے بٹھایا۔ میرے ایک بیٹے نے اسے قہوہ' کھجوریں' چائے اور پھل پیش کیے۔ میرے مہمان نے حیرانی کی نگاہوں سے گھر کے قیمتی سامان اور گھر کے خوبصورت ماربل فرشوں کو دیکھنا شروع کیا۔ میں اس کی نظروں کو یوں محسوس کر رہا تھا گویا وہ تیر ہیں جو سیدھے میرے دل میں پیوست ہو رہے ہیں۔ آخر مجھ سے رخصت ہوتے وقت بہت ہی عجیب وغریب اور حسرت بھرے انداز سے کہنے لگا: ''آپ تو ایک بہت ہی خوش نصیب آدمی ہیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں بہت ہی صاحب ثروت و دولت مند ہو گئے ہیں! اور آپ کا خاندان بہت بڑا ہے اور دولت بھی وافر ہے''!

اس مہمان کے جانے کے بعد میرے حالات یکسر بدل گئے۔ میرا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ میرے اس لڑکے کا' جس نے اسے کھانا پیش کیا تھا ایکسیڈنٹ ہوا' جس سے وہ بمشکل جانبر ہو سکا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی' زندگی بچ گئی۔ ادھر میری صحت دن بدن گرنا شروع ہو گئی۔ آخر میں نے اپنے محل کو تالا لگایا اور اب معالجوں کے ہاں در در کے دھکے کھا رہا ہوں۔''[1]

شعبدہ بازوں کے کرتب دکھانے کے واقعات

① اس نوجوان کو جادو کیا گیا ہے!

اس سے میری ملاقات خلیج عربی کے کنارے ہندوستانی لوگوں کی آبادی میں ہوئی تھی۔ اور اس نے میرا پرجوش استقبال کیا تھا۔ میری اس نوجوان کے ساتھ بات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ اپنے کسی پیچیدہ نفسیاتی مرض کے سلسلہ میں اس علاقہ کے ایک مشہور نجومی کے پاس جانا چاہتا تھا۔ میں نے اسے سمجھایا اور نصیحت کی کہ یہ کام خطرناک ہے اور نجومی کے پاس جانا حلال نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نجومی کے پاس آئے گا اس

[1] الدعوۃ ۱۰/ ۳۱۳ ص ۲۰۔

سے سوال کرے گا اور اس کی تصدیق کرے گا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہو گی۔[1]

تاہم وہ نوجوان میرے سمجھانے کے باوجود جانے پر اصرار کر رہا تھا۔ تب میں نے کہا: اگر آپ نے نجومی کے پاس ضرور ہی جانا ہے تو پھر مجھے بھی ساتھ لے چلو' تا کہ میں ان کے جھوٹ بیان کرنے کی دلیل پیش کر سکوں۔ تو اس نوجوان نے اس پر اتفاق کیا۔

اور جب ہم اس شعبدہ باز کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے ہی بات کا آغاز کیا۔ اور میں نے ایک فرضی کہانی گھڑی جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ میں نے کہا: ''اس نوجوان کو یہ یہ تکلیف ہے۔''

یہ سن کر شعبدہ باز نے کہا: ''جو آپ ذکر کر رہے ہیں' وہ درست ہے' اس نوجوان کو جادو ہے۔ نجومی' چونکہ میری من گھڑت بات کی تصدیق کر چکا تھا حالانکہ میری بیان کردہ باتوں کا سرے سے وجود ہی نہ تھا' اس لیے وہ نوجوان یہ ماجرا دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا' کیونکہ اسے علم تھا کہ میری یہ بات درست نہ تھی' مگر نجومی نے اسے سچا کہہ دیا تھا۔ اور یہ ماجرا دیکھ کر وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا اور میرے ساتھ باہر چلا آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ کی۔

اور الحمد للہ اب اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جھوٹ کے طوفان باندھنے والے اور دجّال ہیں۔

② تم میاں بیوی سات سال سے جادو کا شکار ہو

ایک شخص ایک نجومی کے پاس گیا۔ اسے خانگی اور گھریلو مشکلات در پیش تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ یہ مشکلات کسی جادو کے عمل کی وجہ سے ہیں۔ نجومی نے اس شخص سے کہا کہ ''کل آنا۔'' جب دوسرے دن وہ اس کے پاس گیا تو اس نجومی نے کہا: تم دونوں میاں بیوی کو تو جادو ہو گیا ہے۔ اور اس کو سات سال ہو چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی شادی کو ابھی دو سال بھی پورے نہ ہوئے تھے!!!

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الکھانة واتیان الکھان (ح ۲۲۳۰)

③ ایک عجیب وغریب داستان

شیخ یاسین احمد عید کہتے ہیں: ایک شہر میں ایک آدمی فوت ہوا۔ اسے فوت ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اور اس نے ترکے میں ایک بہت ہی خوبصورت محل چھوڑا تھا' وہ محل بہت وسیع وعریض اور بہت زیادہ کمروں پر مشتمل تھا' نقش و نگار سے مزین تھا اور انوکھی سجاوٹ والا اور دیدہ زیب تھا۔ اور محل کے صحن میں سنگ مرمر کا بنا ہوا ایک حوض تھا' جس میں بہت ہی عمدہ کام ہوا تھا۔ اور اس کے گھیرے پر مختلف شکلوں اور رنگوں والی مورتیاں تھیں جن کے منہ سے پانی اچھلتا تھا۔

اس آدمی کی کوئی اولاد نہ تھی جو اس کی وارث بنتی۔ وہ گھر اس آدمی کی وفات کے بعد خالی پڑا رہا اور خراب ہونا شروع ہو گیا۔ اور اس میں دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے خود رو پودے اور جھاڑ جھنکار اگنا شروع ہو گئے۔ آخر اس کے رشتہ دار ورثاء نے اسے فروخت کرنے کا متفقہ فیصلہ کر لیا۔ انہیں امید تھی کہ وہ بہت زیادہ مالیت میں فروخت ہو گا۔ مگر یہ کیا کہ ادھر انہوں نے اسے فروخت کرنے کا اشتہار دیا' ادھر یہ بات اچانک مشہور ہو گئی کہ یہ محل تو جنوں کی رہائش گاہ ہے۔ اور اس میں بھوتوں کا بسیرا ہے۔ یہ خبر اس طرح پھیل گئی کہ ہر مجلس کا موضوع سخن بن گئی۔ اور اگر کوئی اس بات پر یقین نہ کرتے ہوئے اس محل میں تحقیق کے لیے داخل ہوتا تو واپسی پر وہ بھی اس چیز کا معتقد ہو چکا ہوتا کہ واقعتاً اس میں جنات نے بسیرا کر رکھا ہے۔

اور اس طرح کل تک جو لوگ اسے خریدنے کے خواہش مند تھے اب اس کے بارے میں بات کرنے سے بھی ہچکچانے لگے۔ آخر جب یہ محل پورے علاقے میں اور دور دور تک بھوت بنگلے کے طور پر مشہور ہو گیا۔ اور ورثاء اس کی فروخت سے بالکل مایوس ہو چکے تھے تو اچانک ایک دن اسی محلے کا ایک آدمی ان کے پاس آیا' جس کی علاقے میں کوئی شہرت اچھی نہیں تھی۔ اور اس نے محل کے بارے میں ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں جو لوگوں میں مشہور تھیں۔ اور اس کے بھوتوں کا بسیرا بن جانے پر افسوس کرتا رہا۔ اور

آخر ورثاء پر احسان کرنے کے سے انداز میں اسے خریدنے کی پیشکش کر دی۔ آخر کوڑیوں کے بھاؤ بہت کم قیمت میں سودا طے ہوا اور اس نے طے شدہ رقم کا چوتھا حصہ بطور بیعانہ ادا بھی کر دیا۔ قبل اس کے ورثاء اس مکان کی باقی ماندہ تمام رقم وصول کرتے کہ ایک دن ایک بہادر نوجوان آیا' جسے اس گھر کے متعلق اطلاع پہنچ چکی تھی' کہ اس میں جن وغیرہ ہیں' جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ یہ نوجوان ان لوگوں میں شمار ہوتا تھا جو جنوں کے معاملہ کی پروا نہ کرتے تھے اور کسی عفریت یا بھوت سے گھبراتے نہ تھے۔ وہ اس مکان کے ورثاء کے پاس آیا اور ان سے معمولی رقم کے بدلے ذمہ داری اٹھا لی' کہ میں محل کے سب جنات وغیرہ کو پکڑ لوں گا' یا بھگا دوں گا۔ انہوں نے (مالکوں نے) بات قبول کر لی اور اسے آدھی اجرت ادا بھی کر دی۔

رات کے وقت وہ نوجوان مکان میں گیا اور اپنے ساتھ ایک آٹو میٹک ریوالور لے لیا' تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکے۔ اور جب وہ گھر کے اندر پہنچا تو تھوڑی دیر آرام کیا اور شمع بجھا کر سو گیا۔ کچھ دیر بعد اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کا لحاف کھینچ رہا ہے۔ اس نوجوان نے لحاف کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا ''تو لحاف کھینچنے والا کون ہے؟'' اس نے کہا: ''میں جن ہوں جن! اور ساتھ ہی خوفناک قہقہے لگانے لگا اور پھر رک کر بولا ''اس لحاف کو چھوڑ دے نہیں تو میں تیرے جسم سے چمٹ جاؤں گا۔'' نوجوان نے لحاف چھوڑ دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اچانک ایک قلا بازی کھائی اور اس جن کے سینہ پر سوار ہو بیٹھا اور ریوالور کا رخ اس کے سر کی جانب کر کے گرجدار آواز میں للکارا: ''مجھے بتا تو کون ہے؟'' وہ جن سخت خوف زدہ ہوا اور کہنے لگا: ''مجھے چھوڑ دے میں تجھے صحیح صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔''

نوجوان نے کہا: جن کے بچے! جلدی بول نہیں تو میں تیری کھوپڑی میں سوراخ کرنے لگا ہوں۔'' وہ گھگھیاتے ہوئے بولا: نہیں! نہیں میں جن نہیں ہوں بلکہ میں تم جیسا ایک عام انسان ہوں۔ میرے اور آپ میں صرف یہ فرق ہے کہ میرا رنگ سیاہ ہے اور

شکل ڈراؤنی ہے۔'' نوجوان نے اسے چھوڑ دیا اور لائٹ آن کی تاکہ دیکھے کہ یہ کون ہے۔ دیکھا تو وہ ایک سیاہ فام آدمی تھا۔ جو لباس سے برہنہ تھا۔ نوجوان نے کہا: ''اے سیاہ فام! مجھے بتا کہ اس محل میں تیرے آنے کا سبب کیا ہے؟

اس نے کہا: حقیقت تو یہی ہے جو کہ میں نے بتا دی کہ میں ایک فقیر آدمی ہوں' کما نہیں سکتا۔ اور میں اپنے ایک بہت بڑے خاندان کا واحد کفیل ہوں۔ میں ایک آدمی کے پاس آیا' میں نے اس سے کہا: ''مجھے کوئی کام بتائیے' کہ میں گزر اوقات کر سکوں۔'' اس نے مجھے معقول معاوضے پر یہ کام دیا کہ ''میں اس محل میں ہر رات جاؤں اور صبح تک وہیں اس میں ٹھہروں۔'' اور اس نے مجھے خاص طور پر یہ کہا تھا کہ ''جب میں یہ محسوس کروں کہ کوئی اس گھر کے قریب آیا ہے' تو تالیاں بجانا شروع کر دوں اور کبھی کبھی ڈھولک بجانا شروع کر دوں۔'' جو صرف اسی مقصد کے لیے تیار کی ہوئی تھی۔ جب میں دیکھتا کہ آنے والا جرأت مند ہے اس کی پروا نہیں کرتا تو میں یک دم پانی کا نل کھول دیتا اور پانی مورتیوں کے منہ سے آواز کے ساتھ نکلنے لگتا' جب کہ میں حوض پر چڑھ جاتا اور مختلف آوازوں سے چلانا شروع کر دیتا جو آنے والے کو خوف میں مبتلا کر دیتیں۔ اور مجھے اس نے اس کام کو صیغہ راز میں رکھنے کا کہہ رکھا تھا۔

جب نوجوان یہ سب سن چکا تو اسے ساتھ ہانک لایا اور مکان کے ورثاء کے حوالے کر دیا اور اس کا تمام ماجرا بیان کر دیا۔ جس سے محل کے مالکان کو پتہ چل گیا کہ اس آدمی کو مزدوری پر مکان میں جن کا ڈرامہ رچانے کے لیے بھیجنے والا وہی شخص تھا جو مکان سستی قیمت پر خریدنا چاہتا تھا۔ اور اسی لیے اس نے یہ ڈرامہ رچایا تھا۔[1]

[1] وقاية الانسان: ۴۹۔

بعض جناتی وشیطانی اور جادوئی چالوں کے ماہر جادوگر...... دھاگے کو گرہیں (گانٹھیں) دے کر یا گڈے میں سوئیاں مار کر فریق مخالف کو ہلاک کرنے کے لیے وار کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فلق میں فرمایا ''کہو میں پناہ مانگتا ہوں گرہوں میں پھونکیں مارنے والوں کے شر سے'' ایسے ہی رسول اللہ پر جادو کیا گیا تھا اور گمراہ لوگ آج بھی اس طریقہ پر عمل کر کے اپنے عزیزوں کی زندگی کو جہنم زار بنائے ہوئے ہیں۔ یہاں ایسے ہی ایک شیطانی تعویذ کا منظر دیکھ سکتے ہیں جس کے ذریعہ عاملین کئی گھر تباہ کر چھوڑتے ہیں۔

باب : ۹

عرب علماء کے فیصلے اور فتوے

تعویذ باندھنے کے بارے میں ایک اہم فتویٰ

بحوث علمیہ و افتاء کی دائمی کمیٹی نے جو فتوے صادر کئے ہیں ان سے مرتب کردہ کتاب میں سے ہم یہ فتویٰ نقل کر رہے ہیں۔ یہ کتاب شیخ احمد عبدالرزاق دویش نے ترتیب دی ہے۔ ہم اس کتاب کی پہلی جلد اور عقیدے کے متعلق باب سے یہ فتویٰ درج کر رہے ہیں۔ فتویٰ کا نمبر ۱۵۱۵ ہے۔

سوال : یہ بتائیں کہ قرآن پاک کی کوئی آیت لکھ کر بازو پر باندھی جا سکتی ہے؟ یا اس لکھائی کو پانی میں حل کر کے پیا جا سکتا ہے' اور بدن پر چھڑکا جا سکتا ہے؟ یا اس پانی سے غسل ہو سکتا ہے؟ کیا یہ شرک ہے یا کہ نہیں؟ اور کیا یہ جائز ہے یا کہ نہیں؟

جواب : قرآن پاک کی کوئی آیت لکھ کر تعویذ بنانا' یا مکمل قرآن مجید کسی تکلیف کے نقصان کے خوف سے' یا حفاظت کے لئے' یا تکلیف جو نازل ہوئی ہے اسے دور کرنے کی رغبت رکھتے ہوئے کسی جگہ رکھنا یا اٹھائے پھرنا' یہ بات ان مسائل میں سے ہے جن کے حکم میں سلف صالحین مختلف ہیں۔

ایک گروہ کا خیال ہے یہ منع ہے اور یہ انہی تعویذات میں سے ہے جن کے لٹکانے یا باندھنے کے متعلق ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ یہ بھی نبی ﷺ کے فرمان کے عموم میں شامل ہے:

((اِنَّ الرُّقٰی وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ))[1]

''دم اور محبت کے تعویذ شرک ہیں۔''

منع قرار دینے والے یہ علماء کہتے ہیں کہ یہاں تخصیص کرنے والی کوئی چیز نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ جو تعویذ قرآن پاک سے نہ ہو' اسے لٹکانا منع ہے اور جو قرآن سے ہو اسے لٹکا سکتے ہیں۔ یہ علماء قرآن والا تعویذ بھی اس لیے منع کہتے ہیں تاکہ جو قرآن سے نہ ہو اس کا ذریعہ بھی بند کر دیا جائے۔ اور ممانعت کی ایک یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو مقدس چیز انسان اپنے اوپر لٹکائے گا' تو اس کی توہین ہوگی' کیونکہ وہ اسے باندھے ہوئے بیت الخلاء میں بھی داخل ہوسکتا ہے۔ اور استنجاء وغیرہ کے وقت اور جماع کے وقت بھی بے احتیاطی ہوسکتی ہے۔

یہ قول سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے شاگردوں کا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے اور ان کے زیادہ شاگردوں نے بھی اسی مؤقف کو پسند کیا ہے۔ اور بعد والے علماء کا پختہ قول بھی یہی ہے۔

اور جب کہ دوسری طرف علماء کرام کے ایک گروہ نے قرآن پاک' اسمائے الٰہی' اور صفات الٰہی سے تیار شدہ تعویذ باندھنے یا لٹکانے کی اجازت دی ہے۔ یہ قول سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا ہے۔ یہی قول ابوجعفر باقر کا ہے۔ ایک روایت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی آتی ہے۔ گویا انہوں نے تعویذ کی ممانعت والی حدیث ان تعویذوں پر چسپاں کی ہے جن میں شرک ہو۔

پہلا قول دلیل کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور عقیدہ کے لیے زیادہ محفوظ ہے۔ کیونکہ اس سے عقیدہ توحید کی حفاظت ہوتی ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔

اور وہ جو سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے قرآن کی آیات تختیوں میں تحریر کر کے' یہ تختیاں بچوں کے گلے میں لٹکا دیتے تھے۔ تو

---

[1] مسند احمد (۱/ ۳۸۱) ابو داؤد کتاب الطب: باب فی تعلیق التمائم (ح ۳۸۸۳)
ابن ماجه کتاب الطب: باب تعلیق التمائم (ح ۳۵۳۰)

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا مقصد تعویذ لٹکانا تھا جس کے ذریعہ سے وہ نقصان سے دفاع کرتے ہوں' یا فائدہ حاصل کرتے ہوں۔

باقی رہی یہ بات کہ قرآنی آیات لکھ کر پانی میں حل کرنا اور پھر اس پانی کو بدن پر چھڑکنا یا اس پانی سے غسل کرنا وغیرہ تو اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں۔ یہ صرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ قرانی کلمات اور ذکر تحریر کرتے' پانی میں حل کر کے فرماتے کہ بیمار کو پلا دو۔ لیکن یہ آپ سے صحیح سند سے ثابت نہیں۔

امام مالک ؒ موطا میں بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا عامر بن ربیعہؓ نے سیدنا سہل بن حنیفؓ کو دیکھا کہ وہ غسل کرنے لگے تھے' تو انہوں نے کہا: آج تک میں نے ایسا خوبصورت بدن نہیں دیکھا! یہ تو پردہ نشین عورت کی مانند ہے! سیدنا سہلؓ فوراً زمین پر گر پڑے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ سے عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! سیدنا سہل بن حنیفؓ کا کچھ کر لیں' اللہ کی قسم! وہ تو سر بھی نہیں اٹھا سکتے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہیں کس کے بارہ میں شک ہے کہ اس نے اسے نظر لگائی ہو گی؟ انہوں نے حضرت عامر بن ربیعہ کا نام لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بلوایا اور ان سے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو نظر سے قتل کرنے کی کوشش کیوں کرتا ہے؟ برکت کی دعاء کیوں نہیں کرتے؟ اب یہ ہے کہ اس نظر زدہ کے لیے غسل کرو۔ تو عامرؓ نے اپنا چہرہ' اپنے ہاتھ' اپنی ہتھیلیاں' اپنے گھٹنے' اپنے پاؤں کی انگلیاں' اپنے تہبند کا اندرونی حصہ' ایک پیالے میں دھویا' پھر آپ ﷺ نے یہ دھوون نظر زدہ پر ڈالا' تو سیدنا سہلؓ صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔[1] ایک روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں وضوء کرنے کا حکم دیا تھا۔

یہ واقعہ امام احمد اور طبرانی ؒ نے بھی بیان کیا ہے:

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الطب: باب کیف الرقی (ح ۳۸۹۳)
ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب (۹۳) (ح ۳۵۲۸)

اس واقعہ سے دلیل لے کر بعض علمائے کرام نے گنجائش نکالی ہے اور اجازت دی ہے کہ قرآن کی تحریر اور ذکر پانی میں حل کرنا اور مریض پر چھڑکنا' یا اسے غسل دینا جائز ہے۔ یہ علماء سیدنا سہل بن حنیفؓ کے قصہ میں جو وارد ہے اس پر عام چیز کو قیاس کرتے ہیں' یا سیدنا عبداللہ عباسؓ سے جو مروی ہے (اگرچہ وہ ضعیف ہی ہے۔) اس پر عمل کرتے ہیں۔

بہرحال ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے مجموع فتاوی کے جزء ثانی میں اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے کہ تحریر وغیرہ پانی میں حل کر کے پینا جائز ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ امام احمدؒ وغیرہ کا واضح فتوی ہے کہ یہ جائز ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب زادالمعاد کے باب طب نبوی میں فرماتے ہیں:

سلف کی ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے جن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' مجاہد رحمہ اللہ اور ابوقلابہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

بہرصورت اس قسم کے کام کو (یعنی تحریر قرآنی وغیرہ کو پانی میں حل کر کے پینا) شرکیہ عمل نہیں کہا جا سکتا۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و آلہٖ و صحبہ وسلم[2]

ممبران کمیٹی:

۱ عبداللہ بن سلیمان بن منیع ۲ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن غذیان

۳ عبدالرزاق عفیفی کمیٹی کے نائب رئیس۔

کیا رسول اللہ کو جادو ہوا تھا؟

سوال: کیا رسول ﷺ کو جادو ہوا تھا؟ کیا جادو آپ کے وجود اطہر میں سرایت کر گیا

---

[1] مسند احمد (۳/ ۴۸۶' ۴۸۷) موطا امام مالک (۲/ ۹۳۸' ۹۳۹) کتاب العین: باب الوضوء من العین۔ ابن ماجہ کتاب الطب: باب العین (ح ۳۵۰۹)

[2] فتاوی اللجنة الدائمته ۱/ ۱۹۶' ۱۹۷

تھا؟

جواب: یاد رکھیں رسول اللہ ﷺ بے شمار عظمتوں کے باوجود ایک بشر تھے۔ اور جو ایک بشر کو تکالیف' امراض وغیرہ آ سکتی ہیں وہ آپ کو بھی آتی تھیں۔ دشمنوں نے آپ ﷺ پر بہت سے ظلم کئے اور آپ کو مختلف انداز سے ستایا اور تکلیفیں دیں جیسا کہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام کو تکلیفیں دی گئیں۔ یہ جادو بھی ان معاملات میں سے ہے جو دنیاوی ہیں' اور دوسرے انسانوں کی طرح آپ کو بھی بھوک' پیاس' بخار' زخم' جیسے جسمانی عوارض لاحق ہوتے تھے۔ اسی طرح جادو بھی ایک تکلیف ہے جو بحیثیت انسان آپ کو پہنچ سکتی تھی۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی ہے تو پھر یہ سمجھنا کوئی بعید نہیں ہے کہ آپ ؐ کو کوئی مرض لاحق ہو جائے' یا کوئی آپ ؐ پر جادو کے ذریعہ زیادتی کا ارتکاب کرے اور آپ ﷺ کی جانب اس جادو ٹونے کے ذریعہ دنیاوی معاملات میں وہ خیالات ڈال دے' جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

مثلاً: آپ ﷺ کو یہ خیال گزرتا کہ جیسے آپ اپنی بیگمات سے رجوع ہوئے ہیں جب کہ حقیقت میں ایسے نہ ہوا ہوتا۔

لیکن آپ ﷺ کو بیماری کا لگنا' مرض یا جادو کا ہونا اللہ تعالیٰ سے وحی کے حصول میں رکاوٹ نہیں ڈالتا اور نہ ہی رب العالمین کے پیغام رسانی کے کام میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس پر سلفِ امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ وحی کے قبول کرنے میں اور اس کی تبلیغ میں اور دین کے متعلقہ تمام معاملات میں معصوم و محفوظ ہیں۔

جادو بیماریوں میں سے ایک مرض ہے' جو نبی ﷺ کو لگ گیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو جادو ہوا' جو بنو زریق کے ایک آدمی نے کیا تھا جس کا نام لبید بن اعصم تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ ﷺ محسوس کرتے جیسے کہ آپ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے کیا نہ ہوتا تھا۔

ایک دن یا رات کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعاء کی پھر دعاء کی پھر دعاء کی۔ پھر کہا: ''اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے' جس بارے میں' میں اس سے دریافت کر رہا تھا۔ میرے پاس (خواب میں) دو آدمی آئے' ایک ان میں سے میرے سر کی جانب بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کی جانب بیٹھ گیا۔ جو میرے سر کی جانب تھا اس نے پوچھا: یا پاؤں والے نے سر کی جانب والے سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟

دوسرے نے کہا: ''یہ جادو زدہ ہیں۔''

پہلے نے پوچھا: ''اسے کس نے جادو کیا ہے؟''

دوسرے نے کہا: ''لبید بن اعصم نے۔''

پھر پہلے نے پوچھا: ''کس چیز میں جادو کیا ہے؟''

دوسرے نے کہا: کنگھی کیے گئے بالوں میں۔ اور کہا نر کھجور کے خشک شگوفے کے پاس۔

پہلے نے پوچھا: ''وہ کہاں ہے؟''

دوسرے نے کہا: ''ذروان کنوئیں میں ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: چند افراد کی معیت میں آپ ﷺ اس مقام پر تشریف لائے۔ پھر واپسی پر مجھ سے کہا: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا!) اس کنوئیں کا پانی (جادو کی وجہ سے) مہندی رنگ کا تھا اور اس کی کھجوریں ایسے تھیں جیسے شیطانوں کے سر ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! آپ نے اس بارے میں تفتیش کیوں نہیں کی؟'' فرمایا: ''ضرورت نہ تھی۔ جب مجھے میرے اللہ نے عافیت دے دی ہے تو میں نے ناپسند کیا تھا کہ لوگوں میں جنگ بپا ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور وہ تمام جادو کا عمل دفن کر دیا گیا۔[1]

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب السحر (ح ۵۷۶۶)
مسلم۔ کتاب الطب: باب السحر (ح ۲۱۸۹)

مذکورہ صحیح حدیث کی شہادت کے بعد جو شخص نبی ﷺ پر جادو کے واقع ہونے کا انکاری ہے وہ کتاب و سنت، اجماع صحابہ اور سلف امت رحمہم اللہ کا مخالف ہے اور شبہات اور اوہام کا شکار ہے۔ اس کی بات صحت کی بنیاد نہیں رکھتی اور نہ اس پر اعتماد ہی ممکن ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زادالمعاد میں اس موضوع پر نہایت ہی تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔ نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں مکمل وضاحت بیان فرمائی ہے۔[1]

(کمیٹی کے ارکان)

① عبداللہ بن قعود ② عبداللہ بن غدیان ③ نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی
④ رئیس عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔

کیا دم کی اجرت لینا جائز ہے؟

سوال : کیا مریض کے لیے قرآن پاک کی تلاوت جائز ہے؟ اگرچہ رضائے الٰہی سے ہو یا اجرت پر ہو؟

جواب : جب مقصد مریض کو بذریعہ قرآن دم کرنا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔))[2]

"تم میں سے اگر کوئی آدمی اپنے بھائی کو (جائز) فائدہ پہنچا سکتا ہو اسے نفع پہنچانا چاہیے۔"

نیز آپ ﷺ نے خود ایسا کیا ہے اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

= (مسند احمد ۶/ ۵۷۔ ۶۳، ۹۶ بخاری ۴/ ۷۷۔۹۱، ۲۸، ۳۰، ۸۸، ۱۶۴، ۱۶۳ مسلم ۱۴/ ۱۷۴ مع نووی۔ ابن ماجہ ۲/ ۱۷۳، رقم ۳۵۴۵، سنن بیهقی ۳/ ۱۳۵، مستدرك حاكم ۴/ ۳۶۰ مسند شافعی ۲/ ۸۸۔

[1] فتاوی لجنة دائمة ۱/ ۳۸۰، ۳۸۱۔

[2] مسند احمد ۳/ ۳۸۲) مسلم۔ كتاب السلام: باب استحباب الرقية من العين والنملة (ح ۲۱۹۹)

رہی دم پر اجرت کی بات تو بہتر تو یہی ہے' کہ دم بلا اجرت ہی ہو۔ اور اگر اجرت لے بھی لی جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ سنت سے اس کا جواز بھی ثابت ہے۔ اور اگر تلاوت کا مقصد یہ ہو کہ مریض کے لیے اس کا ثواب شمار کرے تو یہ مناسب نہیں' کیونکہ شریعت مطہرہ میں ایسا کرنا ثابت نہیں۔ اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))۔[1]

''جس نے ہمارے اس دین کے معاملہ میں نئی بات پیدا کی جو اس میں موجود نہیں' تو وہ رد کر دی جائے گی۔''

وباللّٰہ التوفیق۔ وصلی اللہ علیہ وسلم علی عبدہٗ ورسولہٗ محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم۔[2]

ارکان:

① عبداللہ بن قعود ② عبداللہ بن غدیان ③ نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی ④ رئیس عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔

(سوال نمبر ۲ فتویٰ نمبر ۱۵۱۵)

شادی کے لیے عورت کو جادو کرنا قابل مواخذہ تو نہیں؟

سوال: ایک عورت کو ایک جادوگر نے جادو کیا ہوا ہے۔ اسے جادو کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس عورت سے وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ جادو زدہ عورت کو جنون سا رہنا شروع ہوگیا ہے۔ مذکورہ جادوگر کو ایک شہری پولیس کے آدمی نے پکڑ لیا ہے۔ اور اس نے اقرار بھی کرلیا ہے کہ یہ الزام درست ہے۔ یعنی دوران تفتیش اس نے اس عورت پر جادو کرنے کا اعتراف کرلیا ہے۔ اب بتائیں اس پر کونسی حد مناسب

[1] بخاری۔ کتاب الصلح: باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود (ح۲۶۹۷) مسلم۔ کتاب الاقضیة: باب نقض الاحکام الباطلة (ح ۱۷۱۸)

[2] فتاوی لجنة دائمة للبحوث العلمیة والافتاء جمع وترتیب شیخ احمد بن عبدالرزاق الدویش جلد ا العقیدہ ص ۵۹ رقم فتوی ۳۰۸۶۔

ہے؟

جواب: جب جادوگر جادو کے ذریعہ سے کسی کو پاگل بنا دے تو اس کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے بطور حد اسے قتل کر دیا جائے۔ اور اگر ثابت ہو جائے کہ جادوگر نے اپنے جادو کے ذریعہ سے کوئی معصوم جان قتل کر دی ہے تو بھی اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے جادو کی وجہ سے نہ تو کسی کو پاگل بنایا ہے اور نہ ہی جان قتل کی ہے اور وہ فقط جادوگری کا کام کرتا ہے تو صرف اس جادو کی وجہ سے اسے قتل کرنے میں اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اسے مرتد کا کام کرنے کی وجہ سے بطور حد قتل کر دیا جائے گا۔ یہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے جادو کے دھندے کی وجہ سے کفر کا کام کرتا ہے۔ قرآن حکیم کی یہ آیت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے:

﴿ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۝ ﴾ (البقرہ : ۲/ ۱۰۲)

''اور پیروی کی انہوں نے اس کی جو شیطان (جادو) پڑھتے تھے سلیمان کی بادشاہی میں۔ اور نہیں کفر (یعنی جادو) کیا سلیمان نے۔ اور لیکن کفر کیا شیطانوں نے کہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو۔''

یہ آیت مطلق طور پر جادوگر کے کفر پر دلالت کرتی ہے۔

اور صحیح بخاری میں ثابت ہے سیدنا بجالۃ بن عبدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو تو اس حکم کے بعد ہم نے تین جادوگر قتل کیے۔[1]

سیدہ حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو قتل

[1] مسند احمد (۱/ ۱۹۰۔ ۱۹۱) ابوداؤد کتاب الخراج: باب فی اخذ الجزیة من المجوس (ح ۳۰۴۳) واصله عند البخاری کتاب الجزیه: باب الجزیة والموادعة مع اهل الذمة والحرب (ح ۳۱۵۶)

کرنے کا حکم دیا جو جادو کا کام کرتی تھی۔[1]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے' فرماتے ہیں۔ جادوگر کی سزا یہ ہے کہ تلوار سے اس کی گردن اڑا دو۔[2]

فتویٰ میں جس جادوگر کے متعلق پوچھا گیا ہے اس کا حکم بھی یہی ہے' کہ صحیح قول کے مطابق اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن ذہن نشین رہے کہ جادو کے ثبوت کی سرپرستی کرنا اور پھر اسے یہ سزا دینا حاکم وقت کا کام ہے جو مسلمانوں کے معاملات کا سرپرست ہے۔ عام آدمی کو اجازت نہیں۔ تاکہ فساد کا دروازہ بند رہے اور لاقانونیت کا دروازہ نہ کھل جائے۔

(صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم)[3]

ارکان کمیٹی:

① عبداللہ بن قعود۔ ② عبدالرزاق عفیفی۔ ③ نائب رئیس عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔

کیا قرآنی آیات پانی میں حل کرنا جائز ہے؟

سوال: قرآن کریم کی آیات لکھنا اور پھر انہیں پانی میں حل کر کے پینا اس کا کیا حکم ہے؟ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔

---

[1] موطا امام مالك (۲/ ۸۷۱) كتاب العقول: باب ما جاء فى الغيلة والسحر (ح ۱۳) السنن الكبرى بيهقى (۸/ ۱۳٦)

(توزيع رأسة البحوث العلمية فتح المجيد ص۳۴۲۔ تيسير العزيز الحميد ص ۳۹۳)۔ (فتوى ۳۸۰۴)

[2] ترمذی۔ كتاب الحدود: باب ما جاء فى حد الساحر (ح ۱۴٦۰)

وسنده ضعيف (ضعيف سنن الترمذى ۲۴۴/ ۱۵۰۱) ترمذی نے روایت کے بعد کہا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔

[3] فتاوى اللجنة الدائمة ۳۔ ۹٦/ ۸٦۳/ ۱۔

جواب :اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں اور نہ ہی آپ کے خلفائے راشدین سے اور نہ کسی صحابیؓ سے یہ ثابت ہے۔ ایسے نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

والله اعلم (صلى الله علىٰ نبينا محمد و آله وصحبه وسلم)

ارکان کمیٹی:

① عبداللہ بن قعود۔ ② نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی۔ ③ رئیس عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ۔

فضیلۃ الشیخ علامہ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی فتاویٰ

مریض کے گلے میں آیات قرآنی لٹکانا

سوال: فضیلۃ الشیخ سے دم کے حکم کے بارے میں سوال ہوا' نیز آیات قرآنی لکھ کر مریض کی گردن میں لٹکانے کے بارہ میں پوچھا گیا کہ ان کا کیا حکم ہے؟ (تو آپ نے جواب دیا)

جواب: جادو زدہ یا کسی بھی مریض پر دم کرنے میں کوئی حرج نہیں' جو کہ قرآن کریم سے ہو۔ یا دوسری مسنون یا جائز دعاؤں سے ہو۔ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ کو دم کیا کرتے تھے۔ آپ ان کو جو دم کرتے تھے ان میں سے بعض دعائیں یہ ہیں:

((رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ۔ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَآءً مِنْ شِفَآئِكَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ فَیَبْرَاَ))[1]

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الطب باب کیف الرقی (ح ۳۸۹۲) اس کی سند میں زیاد بن روی منکر الحدیث ہے۔ نیز دیکھئے ضعیف سنن ابی داؤد (۸۳۹/ ۹۲۳۸) مسند احمد میں دوسری سند بھی ہے لیکن اس میں جہالت ہے۔

''اے ہمارے وہ رب جو آسمان میں ہے۔ مقدس ہے نام تیرا' تیرا حکم آسمان میں بھی اور زمین میں بھی چلتا ہے۔ جس طرح کہ تیری رحمت آسمان میں ہے اسی طرح اپنی رحمت زمین میں بھی اتار دے! اپنی خاص رحمت اور خاص شفاء اس تکلیف زدہ پر نازل فرما کہ یہ درست ہو جائے۔''

اور جائز دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

❀ ((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُوْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ))[1]

''اللہ کے نام کے ساتھ' میں تجھے ہر اس بیماری سے دم کرتا ہوں' جو تجھے اذیت دے' ہر نفس کی برائی سے' یا حسد والے کی آنکھ کی برائی سے' اللہ تجھے شفاء دے۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھے دم کرتا ہوں۔''

❀ ایک دعاء یہ ہے کہ بدن کے جس حصہ پر درد ہے تو انسان درد کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھے اور تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ کہے اور اس کے بعد سات مرتبہ کہے:

((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ))[2]

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ' اس چیز کی برائی سے' جو میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں۔''

علاوہ ازیں بہت سی دعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ سے اہل علم نے ذکر کی ہیں۔

باقی رہا آیات اذکار لکھ کر انہیں گردن میں لٹکانا تو اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض نے اسے جائز کہا ہے۔ بعض نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ زیادہ اقرب یہی ہے کہ جائز نہیں۔ کیونکہ یہ نبی ﷺ سے وارد و ثابت نہیں۔ آپ ﷺ سے صرف مریض پر پڑھنا اور دم کرنا ثابت ہے۔ اور آیات قرآنی یا دعائیں مریض کی گردن میں لٹکانا یا

---

[1] مسلم۔ کتاب الطب والمرض والرقی (ح ۲۱۸۶)

[2] مسلم۔ کتاب السلام۔ باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم (ح ۲۲۰۲)

ہاتھ میں لٹکانا یا سرہانے کے نیچے رکھنا یہ تمام معاملات راجح قول کے مطابق منع ہیں' کیونکہ ان کا سنت سے ثبوت نہیں۔

بلکہ اگر کوئی انسان کسی چیز کو یا کام کو دوسرے معاملہ کے لیے سبب قرار دے اور شریعت سے اس کا سبب ہونا ثابت نہ ہو' تو اس کا یہ طرز عمل شرک کی قسم سے شمار ہوگا۔ کیونکہ یہ اس چیز کو سبب قرار دینا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سبب نہیں بنایا۔[1]

تعویذ کرنا اور کروانا جائز ہے؟

سوال: علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے تعویذات یا نظر بد روکنے والی اشیاء گلے میں لٹکانے کے متعلق سوال ہوا؟ آپ نے درج ذیل جواب دیا:

جواب: یہ مسئلہ تعویذ لٹکانے کا عمل دو قسموں پر ہے:

① جو چیز لٹکائی ہوئی ہے' وہ قرآن پاک سے ہو۔

② وہ چیز قرآن پاک کے علاوہ ہو' یا ایسی عبارت ہو جس کا معنی ہی معلوم نہ ہو۔

جو چیز لٹکائی ہے' اگر وہ قرآن سے ہو' تو اس میں پہلے اور بعد والے اھل علم مختلف رائے رکھتے ہیں۔ بعض تو اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں شامل ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

(بنی اسرائیل: ۱۷/ ۸۲)

''اور اتارتے ہیں ہم قرآن سے جو شفاء ہے اور رحمت ہے ایمانداروں کے لئے۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ ۝ ﴾ (ص: ۳۸/ ۲۹)

---

[1] کتاب مجموع فتاوی ورسائل ۱/ ۶۵ فتوی ۳۰ فضیلتہ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ جمع و ترتیب فھد بن ناصر السلیمان۔

"یہ کتاب جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا' مبارک ہے۔"

اور اس کتاب کی برکت ہی کا یہ حصہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے برائی اور بیماری دور کی جائے۔

بعض نے اس سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ ان تعویذات کو لٹکانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں' حالانکہ یہ کام ایک شرعی سبب کے طور پر بروئے کار لایا جاتا ہے' جس کے ذریعہ سے برائی سے دفاع یا اسے رفع کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس بارے میں اصل یہ ہے کہ اس سے اجتناب ہی کیا جائے۔ لہٰذا یہی قول راجح ہے کہ کوئی بھی تعویذ لٹکانے جائز نہیں' اگر چہ وہ قرآنی ہی ہوں۔ اور نہ یہ ہی جائز ہے کہ تعویذ مریض کے سرہانے کے نیچے رکھے جائیں۔ یا کسی دیوار پر لٹکائے جائیں۔ اور اصل یہ ہے کہ مریض کے لیے دعاء کی جائے' یا اسے اس کے وجود پر تلاوت کر کے دم کیا جائے جیسا کہ نبی ﷺ کیا کرتے تھے۔

باقی رہے وہ تعویذ جو غیر قرآنی ہیں اور ان کا معنی بھی سمجھ میں نہ آئے تو یہ کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ ان میں کیا لکھا ہے؟ جیسے بعض لوگ طلسم اور نقش سا بنا کر لکھتے ہیں اور پیچیدہ سی چیزیں لکھ دیتے ہیں۔ اور ایسے گھنے حروف ڈالتے ہیں جنہیں نہ تو پڑھا جا سکتا ہے اور نہ ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ بدعات میں سے ہے اور حرام ہے' اور یہ کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔ [1]

ذبح شدہ بکرے میں دلہن کا پاؤں رکھنا

سوال: اس مسئلہ کے متعلق کیا حکم ہے کہ ذبح شدہ بکرے کے خون میں نئی نویلی دلہن کا قدم رکھواتے ہیں؟ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: ایسے کام کے لیے شریعت میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ ایک مکروہ اور گھناؤنی روش ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ ایک غلط عقیدہ ہے' جس کی شریعت میں کوئی اصل و بنیاد

---

[1] مجموع فتاویٰ ص ۱/ ۶۶۔ ۶۷ رقم ۳۲ ابن عثیمین رحمہ اللہ۔

نہیں ہے۔ بلکہ دلہن کا اپنے قدم کو بہائے ہوئے نجس خون میں ملوث کرنا ایک حماقت ہے۔ کیونکہ نجاست کو زائل کرنے اور اس سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ اس پر چلنے کا حکم ہے۔

اس مناسبت سے میں چاہتا ہوں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں ایک گزارش کروں۔ اور وہ یہ کہ یہ تو ایک معقول کام ہے کہ انسان کو جب نجاست لگ جائے تو وہ اسے جلدی سے دور کرے اور پاکیزگی حاصل کرے۔ یہی نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ ایک دیہاتی نے جب مسجد میں پیشاب کر دیا تھا تو نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہایا جائے۔[1] اسی طرح وہ بچہ جس نے نبی ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تھا' تو نبی ﷺ نے فوراً پانی منگوایا' جہاں بچے کا پیشاب پہنچا تھا اس مقام پر پانی چھڑکا۔[2]

نجاست صاف کرنے میں تاخیر کی وجہ سے بھول ہو سکتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے' کہ انسان نماز ہی حالت نجاست میں پڑھ لے۔ اگرچہ اس بھول جانے کی صورت میں راجح قول کے مطابق وہ معذور ہے' کہ انسان بھول گیا ہے' تو اسی حالت میں پڑھی ہوئی نماز درست ہوگی۔

لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دوران نماز ہی اسے یاد آ جاتا ہے' کہ مجھے نجاست لگی تھی۔ اس وقت تو نجاست سے طہارت ممکن نہیں' جب تک کہ نماز نہ چھوڑے۔ اگر نماز جاری رکھے تو نجاست موجود رہے گی۔ اور وہ اسی کشمکش میں رہے گا۔ اب ضروری ہے کہ اسے نماز توڑنی پڑے گی اور واپس جائے گا اور طہارت حاصل کرکے پھر آئے گا اور نئے سرے سے نماز کا آغاز کرے گا۔ اس طرح کس قدر پریشانی کا سامنا ہوا۔ اور یہی نجاست

---

1. بخاری۔ کتاب الوضوء: باب صب الماء علی البول فی المسجد (ح ۲۲۰۔ ۲۲۱)
مسلم۔ کتاب الطهارة: باب وجوب غسل البول وغیره من النجاسات (ح ۲۸۴)
2. بخاری۔ کتاب الوضوء: باب بول الصبیان (ح ۲۲۲' ۲۲۳)
مسلم۔ کتاب الطهارة: باب حکم بول الطفل الرضیع (ح ۲۸۶' ۲۸۷)

اگر وقت پر صاف کر لے تو اس مشکل کا سامنا نہ ہو۔

اور دوسری طرف یہ تو بڑی بری اور نامعقول حرکت ہے کہ اچھا بھلا انسان خود کو عملاً نجاست میں لتھیڑے۔ اور اسی طرح کی یہ بے ہودہ حرکت ہے جس کے متعلق سوال کیا گیا ہے' کہ عورت کو بکرے کے خون کی نجاست میں ملوث کیا جاتا ہے' جو کہ سراسر حماقت ہے۔ شریعت تو نجاست سے چھٹکارا حاصل کرنے اور اسے صاف کرنے کا حکم دے رہی ہے' اور یہ نجاست میں گر رہی ہے۔

پھر یہاں مجھے تو ایک اور بات کا خدشہ ہے' کہ عموماً یہ لوگ ایک عجیب عقیدہ کے تحت یہ عمل کرتے ہیں۔ یا تو جنوں یا' شیطانوں کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں تو یہ ویسے ہی شرک کی قسم بن جاتی ہے۔ اور یہ تو معلوم ہے کہ اللہ عزوجل شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ (اللہ ہی ہمارا معاون و مددگار ہے)۔ [1]

کیا کوئی گھر منحوس بھی ہوتا ہے؟

سوال: ابن عثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا: ایک شخص ایک گھر میں رہتا ہے اسے بیماریاں گھیر لیتی ہیں۔ اور بہت سے مصائب اُمڈ آتے ہیں۔ جس سے وہ اور اس کے اہل خانہ اپنے گھر کو منحوس تصور کرتے ہیں۔ کیا اس وجہ سے اس گھر کو چھوڑنا جائز ہے؟

جواب: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی گھر' کوئی سواری' یا کوئی بیوی منحوس ہو' یہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے کرتا ہے' کہ ان چیزوں کی ہم نشینی سے کوئی نقصان ہوتا ہے' یا وہاں سے نفع کا حصول وغیرہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں اس گھر کو فروخت کرنا اور کسی دوسرے میں منتقل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ شاید جہاں یہ منتقل ہو اس میں اللہ تعالیٰ برکت کر دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں منقول ہے:

''نحوست تین چیزوں میں ہے:

---

[1] مجموع فتاوی ۱/ ۶۹۔ ۷۰ ابن عثیمین رحمہ اللہ رقم ۳۴

① گھر میں۔ ② عورت۔ ③ اور گھوڑے میں۔[1]

مطلب یہ ہے کہ بعض سواریوں میں نحوست ہے، لیکن سب میں نہیں۔ بعض بیویوں میں، نحوست ہے سب میں نہیں۔ اور بعض گھروں میں نحوست ہے سب میں نہیں ہوتی۔ اور جب کوئی ایسی نحوست والی صورت سامنے آئے تو اسے اللہ عزوجل کی تقدیر سمجھ کر صبر کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے اپنی حکمت کے ساتھ اس کے لیے یہ مقدر کیا ہے، کہ یہ انسان دوسری جگہ منتقل ہو جائے۔[2]

پانی پر دم کرنا کیسا ہے؟

سوال: شیخ رحمہ اللہ سے پانی میں پھونک مار کر دم کرنے کے بارے میں سوال ہوا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ:

جواب: پانی میں پھونک دو طرح ماری جاتی ہے:

① ایک یہ ہے کہ پھونک مارنے والے کے تھوک سے تبرک حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس کے حرام ہونے میں شک نہیں۔ بلکہ یہ ایک قسم کا شرک ہے۔ کیونکہ انسان کا تھوک کوئی باعث برکت و شفاء چیز نہیں۔ اور نہ ہی سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے کسی کے آثار و نشانات میں برکت پائی جاتی ہے۔ صرف رسول اللہ کی ذات کی حد تک یہ جائز ہے، کہ آپ کے آثار و نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اور وفات کے بعد بھی متبرک ہیں۔ بشرطیکہ وہ آثار و نشانات حقیقی ہوں۔ جیسا کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیا تھی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ اس کے ذریعے سے بیماروں کو شفاء حاصل ہوتی تھی۔ جب کوئی مریض آتا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان مبارک بالوں پر پانی ڈالتیں، پھر اسے حرکت دیتیں اور پھر وہ پانی جس میں بالوں کو حرکت دی ہوتی تھی

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب ما یتقی من شوم المراۃ (ح ۵۰۹۳، ۵۰۹۴)
مسلم کتاب السلام: باب الطیرۃ والفال وما یکون فیہ الشوم (ح ۲۲۲۵)

[2] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین رحمہ اللہ ۱/ ۷۰۔ ۷۱ رقم۔ ۳۶

وہ مریض کو دیتیں [1]

لیکن نبی ﷺ کے علاوہ کسی کے بارہ میں یہ عقیدہ جائز نہیں' کہ اس کے لعاب' یا پسینہ' یا لباس کو متبرک تصور کیا جائے۔ بلکہ اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ حرام ہے اور شرک کی قسم ہے۔

تو ثابت ہوا کہ کسی پھونک مارنے والے عامل کے تھوک کو متبرک سمجھ کر دم کروانا حرام ہے اور شرک کی قسم میں سے ہے۔ کیونکہ جو شریعت کے علاوہ کسی چیز' یا شخص کو سبب ثابت کرے تو اس نے شرک کیا۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے خود کو اللہ تعالیٰ کی مانند اس کے ساتھ سبب بنانے والا ثابت کیا ہے۔ اسباب کا ثبوت صرف شریعت فراہم کرتی ہے' لیکن یہ خود بنا رہا ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ جو بھی اس چیز کو سبب قرار دے جسے شریعت نے سبب قرار نہیں دیا اور نہ ہی حدیث اسے سبب قرار دیتی ہے' وہ ایک قسم کا شرک کرتا ہے۔

(۲) پھونک یا دم کی دوسری قسم یہ ہے کہ وہ دم قرآن کریم کی آیات یا کسی سورت سے ہو' مثلاً: سورت فاتحہ پڑھی جائے' جو کہ ایک دم کی سورت ہے' بلکہ یہ سب سے بڑھ کر دم ہے جو کسی مریض پر کیا جاتا ہے۔ یہ سورت فاتحہ پڑھ کر اور پانی پر پھونک مار کر دم کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ کام بعض سلف صالحین نے کیا ہے۔ اور یہ مجرب بھی ہے۔ اور اللہ کے حکم سے نفع بخش بھی ہے۔ نبی ﷺ سوتے وقت:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور
﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾

پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر اپنے چہرہ انور اور جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم اطہر پر پھیرتے۔ [2]

صلوات اللّٰہ سلامه علیه۔ واللہ الموفق۔

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب ما یذکر فی الشیب (ح ۵۸۹۶)

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب النفث فی الرقیة (ح ۵۷۴۸)

کیا جادو کی حقیقت ہے؟

سوال: کیا جادو کی حقیقت ہے اور کیا نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا؟

جواب: جادو ایک حقیقت ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ قرآن پاک سے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کا ذکر کیا ہے' جنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالی تھیں اور لوگوں کی آنکھوں پہ جادو کر کے انہیں خوف میں ڈال دیا تھا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی خیال گزرنے لگا' کہ یہ لاٹھیاں اور رسیاں ان کے جادو کی وجہ سے بھاگ رہی ہیں۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی' کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے دل میں ڈر محسوس کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا پھینکیں۔ جب اسے پھینکا تو وہ اچانک دوڑتا پھنکارتا ہوا سانپ تھا۔ جو ان کے جادو کو رسیوں اور لاٹھیوں سمیت نگل گیا۔

گویا جادو ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں اور اس میں کوئی اشکال بھی نہیں۔ اور سنت سے کئی احادیث ثابت ہیں' جن سے جادو کا ثبوت ملتا ہے اور اس کی تاثیر کا پتہ چلتا ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ نبی علیہ السلام کو جادو ہوا تھا یا نہیں؟ تو اس کا جواب اثبات میں ہے کہ ہوا تھا جیسے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے علاوہ صحابہ سے بھی حدیث میں منقول ہے کہ نبی ﷺ کو جادو ہوا تھا اور آپ کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ گویا ایک کام کر رہے ہیں جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دو سورتیں۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ نازل کیں۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صحت یاب فرمایا۔[1]

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب السحر (ح ۵۷۶۶)
مسلم۔ کتاب السلام: باب السحر (ح ۲۱۸۹)
(مجموع فتاوی ۱/ ۷۱۔۷۲ رقم ۳۷۔ ابن عثیمین رحمہ اللہ۔

جادو دور کرنے کا دم

سؤال: جادو زدہ سے جادو دور کرنے کے لیے دم وغیرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جادو زدہ سے جادو دور کرنے کی دو قسمیں ہیں:

1. قرآن کریم اور شرعی دعاؤں اور دواؤں کے ذریعہ سے علاج کیا جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں' کیونکہ اس میں مصلحت ہے۔ کوئی خرابی نہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو یہ اہم نیک مقصد بنتا ہے۔

2. علاج کے جادو کی دوسری قسم یہ ہے کہ کسی حرام چیز کے ذریعہ سے جادو کا علاج کروانا۔ مثلاً: جادو کا توڑ جادو کے ذریعہ سے کرنا۔ تو اس میں اہل علم مختلف ہیں۔ بعض علمائے کرام بوجہ مجبوری اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اور بعض علمائے کرام اس سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ سے جادو کا دم کروانے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔[1] (اس کی سند جید ہے)۔''

اس حدیث کے مطابق جادو کا علاج بذریعہ جادو کے حرام ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا جادو کا بہترین اور جائز علاج یہ ہے کہ آدمی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب بذریعہ دعاء پناہ ڈھونڈے اور تضرع و زاری کرتے ہوئے اس جادو کے ضرر سے بچنے کے لیے اس کی بارگاہ میں دستک دے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○ ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۸۶)

''میرے بندے جب میرے متعلق سوال کریں تو انہیں کہو بے شک میں قریب ہوں' جب دعاء کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ○ ﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۲)

---

[1] مسند احمد (۳/ ۲۹۴) ابو داؤد۔ کتاب الطب: باب فی النشرۃ ح ۳۸۶۸)

''کون ہے جو بے بس کی پکار کو سنتا ہے اور اس کے دکھ کو دور کرتا ہے۔ اور تم کو زمین کے جانشین بناتا ہے۔''

کیا ایسے اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے!!؟ تھوڑے ہو جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ واللہ الموفق۔[1]

میاں بیوی میں جادو کے ذریعہ سے محبت پیدا کرنیکا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا میاں بیوی کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے جادو کرانا جائز ہے؟

جواب: یہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ لوگ اسے عطف (مائل کرنا) کہتے ہیں۔ اور جو بذریعہ جادو میاں بیوی میں تفریق ڈالی جاتی ہے اسے صرف (دور ہٹانا) کہتے ہیں۔ اور یہ بھی قطعًا حرام ہے بلکہ کبھی کفر وشرک بن جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾......

''یہ دونوں فرشتے نہیں سکھاتے تھے (جادو) کسی ایک کو بھی یہاں تک کہ کہتے بے شک ہم فتنہ (آزمائش میں گرفتار) ہیں۔ پس (جادو سیکھ کر) تو کفر نہ کر۔ تو یہ سیکھتے تھے ان سے جو میاں بیوی کے درمیان تفریق ڈالے۔ اور نہیں وہ نقصان پہنچانے والے کسی کو بھی، مگر اللہ کے حکم سے۔ اور سیکھتے جو نقصان دے انہیں، اور نہ نفع دے۔ اور البتہ تحقیق جان لیا انہوں نے کہ جس نے بھی خریدا جادو، نہیں ہے واسطے اس کے آخرت میں (یعنی جنت میں) کوئی حصہ۔''

کیا جادو کے ذریعہ سے جن حاضر ہوتے ہیں؟

سوال: ہمارے یہاں کچھ لوگ ہیں جن میں طلسم کی صورت میں جادو کے عمل سے جن حاضر ہوتے ہیں، جو باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کے لیے دفن شدہ خزانے نکالتے ہیں، وہ کافی عرصہ سے ایسا کر رہے ہیں، اس عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ عمل جائز نہیں۔ یہ طلسم (جادو کے نقوش) جن سے جن حاضر ہوتے ہیں، اور ان

---

[1] مجموع فتاوی ۱/ ۷۱۔۷۲ رقم ۳۷ ابن عثیمین رحمہ اللہ۔

کے ذریعہ سے یہ جو ان سے خدمت لیتے ہیں' اکثر شرک سے خالی نہیں ہوتے اور شرک ایک خطرناک معاملہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔'' (مائدہ: ۵/ ۷۲)

اور جو شخص ان لوگوں کے ہاں جاتا ہے' یا کسی کو ان کے پاس جانے کے لیے ترغیب دلاتا ہے' یا ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے' وہ بھی گناہ گار ہے کہ وہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور جو مال و دولت جن لا کر دیتے ہیں وہ جائز نہیں وہ چوری کا مال ہوتا ہے یا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے محض چکر ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے لوگوں سے قطع تعلق کرنا چاہئے اور ان کے پاس جانے سے رک جانا چاہئے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کرنا چاہئے بلکہ ان کے پاس جانے سے انہیں روکیں۔

عموماً یہ نجومی اور شعبدہ باز لوگوں پر کوئی بدعقیدگی پر مبنی نفسیاتی چکر چلاتے ہیں' جس کے ذریعے سے لوگوں سے ناحق مال بٹورتے ہیں اور اٹکل پچو لگاتے ہیں۔ اگر تقدیراً و اتفاقاً کوئی چیز مطابق و موافق ہو جائے' یا سچ ثابت ہو تو اسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور دہائی دیتے ہیں۔ دیکھا ہم نے جو کہا تھا وہی ہوا۔ اور اگر تقدیر یاوری نہ کرے اور بات سچ ثابت نہ ہو تو جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ وہ ہم نے خود ہی نہیں ہونے دیا کیونکہ یہ تمہارے لیے فائدہ مند نہ تھا۔

میں اس چیز میں مبتلا ہونے والوں کو خصوصی نصیحت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اللہ کریم سے ڈرتے ہوئے لوگوں پر جھوٹ اور شرک سوار کرنے سے بچو اور لوگوں کا مال باطل طریقہ سے نہ لو۔ یہ دنیا کی مدت تھوڑی ہے اور روزِ قیامت کا حساب بہت سخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس دھوکہ دہی کے عمل سے توبہ کرلو اور اعمال درست کرلو۔ اور مال حلال اور پاکیزہ کرلو۔ واللہ الموفق۔[1]

---

[1] مجموع فتاوی ۱/ ۱۵۴۔ ۱۵۵ رقم ۱۱۱ ابن عثیمین رحمہ اللہ

کیا نظر کا دم توکل علی اللہ کے خلاف ہے؟

سوال: جب انسان کو نظر لگ جاتی ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟ اور اس سے حفاظتی تدابیر اختیار کرنا توکل کے خلاف تو نہیں؟

جواب: ہمارا مشاہدہ ہے کہ شریعت کے نقطہ نظر اور حسی طور پر (جو نظر آتا ہے) نظر کا لگنا ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ﴾ (قلم : ۶۸/ ۵۱)

''قریب ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہیں وہ آپ کی جانب تیز (کھا جانے والی) نگاہوں سے دیکھیں گے۔''

اس کی تفسیر میں سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے' یعنی تجھے نظر لگائیں گے اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ نظر ''حق'' ہے۔ اگر تقدیر پر غالب آنے والی کوئی چیز ہوتی تو وہ نظر تھی۔ اور جب تم سے غسل کا کہا جائے تو نظر زدہ کے لیے غسل کر دیا کرو۔[1]

اس کی تائید میں نسائی اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ' سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس سے اس حال میں گزرے کہ وہ غسل کر رہے تھے۔ سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے آج تک اتنا خوبصورت وجود نہیں دیکھا' یہ تو پردہ نشین عورت کی مانند ہے۔'' بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ سیدنا سہل وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اور آپ ﷺ سے کہا گیا کہ ''سہل کا کچھ کیجیے وہ تو سر ہی نہیں اٹھاتے۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا تم کسی کو مورد الزام ٹھہراتے ہو؟'' یعنی جانتے ہو کہ اسے کس کی نظر لگی ہے؟ کہنے لگے: ''عامر بن ربیعہ ہیں۔'' نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو نظر سے قتل کیوں کرتا ہے؟ جب اپنے بھائی سے کوئی چیز دیکھو جو پسند آئے تو اس کے لیے دعائے برکت کرو۔

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب والمرض والرقی (ح ۲۱۸۸)

پھر آپ نے پانی منگوایا' سیدنا عامر کو حکم دیا کہ وہ وضوء کریں' اپنا چہرہ دھوئیں اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھوئیں اور گھٹنے دھوئیں اور تہبند کے اندر سے دھوئیں۔ اور پھر حکم دیا کہ یہ پانی سیدنا سہل پر ڈالا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے پچھلی جانب سے اس پر برتن انڈیل دیا جائے۔[1]

اور بھی واقعات اس کی تائید کرتے ہیں کہ نظر حق ہے' اس کا انکار ممکن نہیں۔ نظر لگنے کی صورت میں شرعی علاج اختیار کیے جا سکتے ہیں' جو درج ذیل ہیں:

❀ نظر لگ جانے سے کوئی مسنون دم کیا جائے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ ''نہیں دم مگر نظر سے یا ڈسے جانے سے۔''[2]

❀ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کو دم کیا کرتے تھے' فرماتے:

((بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنِ حَاسِدٍ۔ اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ))[3]

''اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں' ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف دے' نفس کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی نظر سے۔ اللہ تجھے شفاء دے! اللہ کے نام کے ساتھ میں تجھے دم کرتا ہوں۔

❀ اور نظر لگنے سے بچاؤ کی تدبیر اختیار کرنا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور نہ ہی یہ توکل کے منافی ہے۔ بلکہ یہ عین توکل ہے۔ کیونکہ توکل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پر

---

[1] مسند احمد ۳/ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ موطا امام املک (۲/ ۹۳۸'۹۳۹) کتاب العین: باب الوضوء من العین۔ ابن ماجه کتاب الطب: باب العین (ح۳۵۰۹)

[2] بخاری۔ کتاب الطب: باب من اکتوی او کوی غیره (ح ۵۷۰۵) موقوفاً علی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

و ابوداؤد۔ کتاب الطب: باب فی تعلیق التمائم (ح ۳۸۸۴)

ترمذی۔ کتاب الطب: باب ماجاء فی رخصة فی ذلك (ح ۲۰۵۷) مرفوعا۔

[3] مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب والمرض والرقی (ح ۲۱۸۶)

اعتماد کرنا اور ساتھ ساتھ اسباب بھی اختیار کرنا جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اجازت دی ہے۔ نبی ﷺ سیدنا حسین اور حسن رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی پناہ کا مندرجہ ذیل دم کیا کرتے تھے۔

((اُعِيذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))

''میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ساتھ' ہر شیطان اور زہریلی چیز اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے پناہ میں دیتا ہوں۔''

اور فرماتے تھے کہ اس طرح ابراہیم علیہ السلام اسحاق اور اسماعیل علیہما السلام کو اللہ کی پناہ کا دم کیا کرتے تھے۔[1]

کیا جنات انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں؟

سوال: کیا جن انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں؟ اور ان سے بچاؤ کی کیا تدابیر ہیں؟

جواب: یہ ایک حقیقت ہے کہ جن انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسانوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بلکہ بعض اوقات جن کی وجہ سے نوبت قتل تک پہنچ جاتی ہے۔ اور بعض اوقات جن پتھر پھینک کر اور بعض اوقات کسی دوسری طرح سے خوف زدہ کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں احادیث' تاریخ سے ثابت ہیں۔ اور تجربات بھی اس پر گواہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ ایک غزوہ میں نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ کو گھر جانے کی اجازت دی۔ (یہ غزوۂ خندق کی بات ہے)۔ اس نوجوان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ جب وہ اپنے گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اہلیہ دروازے پر کھڑی ہے۔ اسے یہ بات بہت ہی ناگوار گزری۔ بیوی نے یہ بھانپ کر کہا: ''پہلے گھر میں داخل ہوں' بعد

[1] بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء: باب ۱۰ (ح ۳۳۷۱)

(مجموع فتاوی ابن عثیمین رحمہ اللہ ۱/ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ رقم ۱۱۲)

میں یہاں کھڑے ہونے کی وجہ بتاتی ہوں۔'' وہ نوجوان جب گھر میں داخل ہوا تو اچانک ایک بستر پر سانپ لیٹا ہوا تھا۔ اس نوجوان کے پاس نیزہ تھا۔ اس نے اسے اس سانپ میں پیوست کر دیا اور وہ تڑپا اور مر گیا۔ اور اسی وقت جب وہ سانپ مرا نوجوان کی موت بھی واقع ہو گئی۔ بتایا نہیں جا سکتا کہ وہ سانپ پہلے مرا تھا' یا کہ وہ نوجوان۔

جب یہ واقعہ نبی ﷺ تک پہنچا تو آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے مارنے سے منع کر دیا تھا۔[1] صرف دم بریدہ یا پیشانی کے قریب دو نشان والا مستثنیٰ ہیں یعنی انہیں گھروں میں قتل کیا جا سکتا ہے۔[2]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جن کبھی کبھار انسانوں پر ظلم و زیادتی بھی کرتے ہیں اور انہیں اذیت میں مبتلا کرتے ہیں۔ جیسا کہ تجربہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ اس بارے میں متواتر اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں اور عام مشہور ہے' کہ انسان کبھی بے آباد جگہ میں ہوتا ہے اور اس پر پتھر پھینکے جا رہے ہیں' جب کہ پھینکنے والا نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس ویرانے میں کوئی انسان ہوتا ہے۔ اور کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اور کبھی درختوں کے پتوں کی مانند سرسراہٹ سنائی دیتی ہے۔ جس سے انسان وحشت زدہ ہو جاتا ہے اور خوف زدہ ہو کر بیمار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کبھی جن انسانی جسم میں داخل ہوتا ہے' خواہ عاشق ہو کر یا فقط تکلیف دینے کے لیے' یا کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ اسی طرف ارشاد ربانی اشارہ کرتا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۝ ﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۷۵)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی مانند جسے شیطان نے چھونے سے خبطی (دیوانہ) کر دیا ہو۔''

کبھی جن انسان کے اندر سے باتیں کرتا ہے' وہ بھی اسی قسم میں سے ہے۔ اور جو

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب قتل الحیات وغیرها (ح ۲۲۳۶)

[2] بخاری۔ کتاب بدء الخلق: باب قول الله وبث فیها من كل دابة (ح ۳۲۹۷)

اس پر آیات قرآنی پڑھ کر تلاوت کرتا ہے تو اسے مخاطب کر کے باتیں کرتا ہے' اس سے بھی جنات کا ثبوت ملتا ہے۔ اور بعض اوقات عامل ان سے عہد بھی لیتا ہے کہ وہ دوبارہ اس مریض میں نہ لوٹے۔ وغیرہ۔ یہ بہت مشہور واقعات ہیں اور زبان زد عام ہیں۔

جنوں کی شرارتوں سے بچاؤ کا طریقہ یہ ہے کہ انسان وہ اوراد واذکار پڑھتا رہے جو سنت میں وارد ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ محفوظ رہے گا۔

مثلاً: آیت الکرسی اور یہ وہ چیز ہے کہ جب انسان اسے رات کو پڑھے گا' تو اس پر اللہ کی جانب سے محافظ مقرر ہو جاتا ہے۔ اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہ پھٹک سکے گا۔[1] (اللہ نگہبان ہے)۔[2]

سوال: کیا جنوں کی حقیقت ہے؟ اور کیا وہ اثر انداز بھی ہوتے ہیں؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟

جواب: جنوں کی زندگی کی اصل حقیقت کے متعلق تو اللہ پروردگار ہی کو علم ہے' لیکن ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ جن حقیقی جسم رکھتے ہیں' اور وہ آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ کھاتے' پیتے ہیں۔ شادی بیاہ بھی کرتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی ہے۔ جیسا کہ شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۝ ﴾ (الکہف: ۱۸/ ۵۰)

''کیا تم شیطان اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو' حالانکہ وہ تمہارے لیے دشمن ہیں؟''

اور جن عبادات کرنے کے پابند ہیں۔ نبی ﷺ ان کی جانب بھی پیغمبر بن کر آئے تھے۔ اور جن آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ اور انہوں نے قرآن کریم سنا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] بخاری۔ کتاب فضائل القرآن: باب فضل سورۃ البقرۃ (ح ۵۰۱۰)

[2] مجموع فتاوی ابن عثیمین رحمہ اللہ ۱/ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ رقم ۱۱۴۔

﴿ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ○ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ○ ﴾ (الجن: ۷۲/ ۱ تا ۲)

''کہہ دیجئے وحی کی گئی میری طرف کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا تھا اور پکار اٹھے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو ہدایت کی جانب راہنمائی کرتا ہے' ہم اس کے ساتھ ایمان لائے اور ہرگز ہم شریک نہ ٹھہرائیں گے' اپنے رب کے ساتھ' کسی کو بھی۔

اور جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ○ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ ﴾ (الاحقاف: ۴۶/ ۲۹، ۳۰)

''اور جب پھیرا ہم نے آپ کی طرف جنوں کا گروہ' جو قرآن سنتے تھے۔ پس جب وہ حاضر ہوئے تو (دوسرے جنوں سے) کہنے لگے: خاموش رہو'' جب تلاوت پوری ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے ڈرانے والے بن کر۔ انہوں نے کہا: ''اے ہماری قوم! بے شک ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے' جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اتاری گئی ہے۔ تصدیق کرنے والی ہے واسطے اس کے جو اس سے پہلے ہے۔ (یعنی سابقہ کتابوں اور نبیوں کی تصدیق کرنے والی ہے) راہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور سیدھی راہ کی طرف۔''

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ان جنوں سے' جو آپ کے پاس وفد بن کر آئے تھے اور انہوں نے توشہ کا مطالبہ کیا تھا' ان سے فرمایا: ''تمہارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہوگا' اسے تم گوشت سے بھرپور پاؤ گے' یہ تمہارا توشہ

ہے۔''[1]

اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے جب انسان کھانا کھاتے وقت کھانے پر بِسْمِ اللّٰہ نہ پڑھے' تو شیاطین اور کافر جن انسان کے کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں۔[2] یہی وجہ ہے کہ کھانے پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا واجب ہے۔ یہی حکم پینے کا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے اس کے متعلق حکم دے رکھا ہے۔[3]

معلوم ہوا' جن ایک حقیقت ہیں جن کا واقعی وجود ہے۔ اور ان کا انکار کرنا قرآن کریم کی تکذیب ہے اور اللہ عزوجل کے ساتھ کفر ہے۔ انہیں بھی حکم دیا جاتا ہے کہ یہ نیک کام کریں اور انہیں بھی برائی سے روکا جاتا ہے۔ اور ان میں سے کافر دوزخ میں جائیں گے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ۝﴾ (الاعراف : ۷/ ۳۸)

''داخل ہو جاؤ ان جماعتوں میں' جو گزر چکی ہیں تم سے پہلے' جنوں اور انسانوں سے' دوزخ میں۔ جب داخل ہو گی ایک جماعت لعنت کرے گی اپنے جیسی پہلی (کافر) جماعت کو۔''

اور مؤمن جن جنت میں داخل ہوں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝﴾ (الرحمن : ۵۵/ ۴۶ تا ۴۸)

''اور جو ڈر گیا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ اے جنو! اور انسانو! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے؟ دو

---

[1] مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب الجہر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ لی الجن (ح ۴۵۰)

[2] مسلم۔ کتاب الاشربۃ: باب آداب الطعام والشراب (ح ۲۰۱۸)

[3] بخاری۔ کتاب الاطعمۃ: باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین (ح ۵۳۷۶)

مسلم۔ کتاب الاشربۃ: باب آداب الطعام والشراب (ح ۲۰۲۲)

باغ ٹہنیوں والے ہیں۔تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے؟"
مذکورہ آیتوں میں خطاب جنوں اور انسانوں دونوں سے ہے۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴾

(الانعام : ۶/ ۱۳۰)

"اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے' جو تم پر میری آیات بیان کرتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اپنی جانوں پر گواہی دیتے ہیں' کہ آئے تھے مگر ہمیں دنیا کی زندگانی نے دھوکہ دیا۔ اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ بے شک ہم کافر تھے۔"

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں اور واضح دلائل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن بھی مکلّف ہیں۔ اگر وہ مؤمن ہوں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اگر ایمان نہ لائے تو دوزخ میں داخل ہوں گے۔

باقی رہی ان کے انسان پر اثر انداز ہونے والی بات' تو یہ بھی ایک حقیقت ہے' کہ یہ انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ یا تو جسم انسانی میں داخل ہو جاتے ہیں' جیسے اسے آسیب زدہ کر دیتے ہیں یا دورے کی صورت میں تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ یا پھر انسان پر' اسے خوف دلا کر اور وحشت میں ڈال کر' اثر ڈالتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ شریعت کے بتائے ہوئے اذکار جاری رکھیں۔ مثلاً: آیت الکرسی۔ کیونکہ جو شخص رات آیت الکرسی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر نگہبان فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔[1]

---

[1] بخاری۔ کتاب فضائل القرآن: باب فضل سورۃ البقرۃ: (ح ۵۰۱۰)

(مجموع فتاوی ابن عثیمین رحمہ اللہ ۱/ ۱۵۷۔ ۱۵۹۔ رقم ۱۱۵)

کیا ہر طرح کا جادو سیکھنا حرام و گناہ ہے؟

سوال : سحر (جادو) کی تعریف کیا ہے؟ اسے سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب : علمائے کرام کہتے ہیں کہ سحر (جادو) کا لغوی معنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا سبب لطیف (باریک) اور پوشیدہ ہوٗ اسے سحر (جادو) کہتے ہیں۔ یعنی اس طرح اس کی تاثیر اس قدر پوشیدہ ہو کہ لوگ اس سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ یہ مفہوم مدنظر رکھیں تو یہ تعریف علم نجوم اور کہانت کو بھی شامل ہے۔ بلکہ اس طرح تو بیان و فصاحت کی تاثیر پر بھی سحر (جادو) کا لفظ استعمال ہوتا ہے' جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا))

''بعض بیان جادو کا اثر رکھتے ہیں۔'' [1]

کوئی بھی چیز جو پوشیدہ اثر رکھتی ہوٗ وہ سحر (جادو) میں سے ہے۔

سحر (جادو) کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ تعویذ اور دم' یا گرہوں پر پڑھنا جو دلوں' عقلوں' اور بدنوں پر اثر کرے' عقل چھین لے' محبت پیدا کرے' بغض پیدا کرے' میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالے اور بدن کو بیماری زدہ کردے اور سوچ و بچار کی قوت سلب کرے۔ سحر (جادو) کہلاتا ہے۔

سحر (جادو) سیکھنا حرام ہے۔ بلکہ کفر ہے۔ جب اس کا ذریعہ شیطان ہوں تو پھر تو بالاولٰی کفر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب ان من البیان سحرا (ح ۵۷۶۷)

﴿وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۰۲)

''انہوں نے اس کی پیروی کی جو شیطان پڑھتے تھے سلیمانؑ کی بادشاہی میں۔ اور نہیں کفر کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا تھا' کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو اتارا گیا اوپر دو فرشتوں کے بابل شہر میں ہاروت و ماروت پر۔ اور نہیں وہ سکھاتے تھے کسی ایک کو' یہاں تک کہ وہ کہتے: ''بے شک ہم فتنہ (آزمائش میں گرفتار) ہیں' تو کفر نہ کر' پھر بھی یہ ان دونوں سے سیکھتے تھے۔ جو جدائی ڈالیں اس کے ذریعے سے شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان۔ اور نہیں وہ نقصان پہنچانے والے اس (جادو) کے ساتھ کسی کو' مگر اللہ کے حکم کے ساتھ۔ اور سیکھتے تھے وہ چیز جو نقصان دے انہیں اور نہ نفع دے۔ اور البتہ تحقیق جان لیا انہوں نے کہ جس نے اس جادو کو خریدا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

جادو شیطانوں کی شرکت سے سیکھا جاتا ہے' اور قرآن پاک اسے کفر قرار دے رہا ہے۔ اور اسے مخلوق پر استعمال کرنا بھی کفر ہے اور ظلم و زیادتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جادوگر کو قتل کرنے کا حکم ہے' خواہ مرتد ہونے کی وجہ سے ہو' یا حد لگانے کی بنا پر ہو۔ اگر جادو اس انداز پر ہے کہ جادو زدہ کو کفر کی جانب لے جائے' تو اس جادوگر کو مرتد ہونے اور کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اگر اس کا جادو درجہ کفر تک نہیں پہنچاتا' تو پھر بھی جادوگر کو قتل کیا جائے گا' کیونکہ اس کی حد ہی یہ ہے۔ اس کے شر اور تکلیف سے نجات ہی مسلمانوں کو ایسے ملے گی۔[1]

کیا جادو ایک حقیقت ہے؟

سوال: کیا جادو کی کوئی حقیقت ہے؟

[1] مجموع فتاوی ابن عثیمین رحمہ اللہ ۱/ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ رقم ۱۱۶۔

جواب: جادو ایک حقیقت ہے' اس میں کوئی شک نہیں' اور حقیقتاً یہ اثرات بھی رکھتا ہے۔ لیکن یہ چیزوں کو پلٹ دیتا ہے اور ساکن کو متحرک کر دیتا ہے۔ یا متحرک کو ساکن کر دیتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ وہم و خیال ہوتا ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اس میں حقیقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کے جادوگروں کا قصہ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿سَحَرُوٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ﴾ (اعراف: ۷/ ۱۱۶)

''انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا۔ اور انہیں خوفزدہ کر دیا۔''

سوال یہ ہے کہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کس طرح ہوا ہے؟ تو گزارش یہ ہے کہ جب لوگ جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کی طرف دیکھتے تو ان کی آنکھوں پر جادو کی وجہ سے انہیں یوں محسوس ہوتا تھا' گویا کہ اژدھے چل رہے ہیں۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ (طه: ۲۰/ ۶۶)

''موسیٰ (علیہ السلام) کو ان کے جادو سے ایسا معلوم ہوا (ذہن میں ایسا خیال پیدا ہوا کہ) ان کی رسیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔''

جادو کے چیزوں کو بدل دینے اور ٹھہری ہوئی چیز کو حرکت دینے' اور متحرک کو ساکن ظاہر کرنے میں حقیقی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن جادو ہونا یا جادو زدہ پر اثر ڈالنا یہ ہوسکتا ہے کہ ٹھہری چیز متحرک نظر آئے اور متحرک ساکن نظر آئے۔ اس کا اس طرح اثر ظاہر ہوتا ہے اور یہی اس کی حقیقت ہے۔ اور نتیجتاً جادو سحر زدہ کے بدن اور حواس پر نفسیاتی اثر ڈالتا ہے۔ اور بعض اوقات اسے وہم میں مبتلا کر کے ہلاک بھی کر دیتا ہے۔[1]

سوال: جادو کی اقسام بتائیں نیز فرمائیں کہ کیا جادوگر کافر ہے؟

جواب: جادو دو قسموں پر ہے۔

---

[1] مجموع فتاوی۔ ۱/ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ رقم ۱۲۱۔ ابن عثیمین رحمہ اللہ۔

① گرہیں باندھ کر اور دم کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ یعنی پھونکیں مارتے ہیں۔ اور طلسم (نقش) کے ذریعہ سے جادوگر شیطان سے اشتراک عمل کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ جادو زدہ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۝﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۰۲)

''انہوں نے پیروی کی اس کی جو شیطان سلیمان (علیہ السلام) کی بادشاہی میں پڑھتے تھے اور نہیں کفر کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا' لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''

② دوسری قسم میں بعض دوائیں اور جڑی بوٹیاں ہیں جن کے ذریعہ سے جادو کیا جاتا ہے۔ جو جادو زدہ کے بدن پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کی عقل' ارادہ اور میلان کو جلدی متاثر کرتی ہیں۔ یہ لوگ اس کا نام عطف رکھتے ہیں۔ انسان کو اس طرح کر دیتے ہیں' کہ وہ اپنی بیوی پر' یا کسی دوسری عورت پر پروانہ وار گرتا ہے۔ اور اس پر یہاں تک اثر ہو جاتا ہے' کہ جیسے وہ نکیل ڈالا ہوا حیوان ہے اور جادوگر اسے جہاں چاہے ہانک کر لے جائے۔

''صرف'' ''عطف'' کے برعکس ہے۔ یعنی اس جادو سے نفرت بڑھ جاتی ہے۔ جادو کی قسم جادو زدہ کے بدن میں اس طرح آہستہ آہستہ اثر بڑھاتی رہتی ہے' حتی کہ موت واقع ہو جاتی ہے۔ اور اس کے تصور میں ہوتا ہے کہ چیزیں اسے حقیقت کے برعکس نظر آتی ہیں۔

جادوگر کے کفر میں اہل علم مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کافر ہے۔ بعض کہتے ہیں کافر نہیں۔ لیکن جو ہم نے تقسیم کی ہے اس سے اس مسئلہ کا حکم واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی جس کا جادو شیطانوں کے ذریعہ سے ہو' وہ کافر ہے۔ اور جس کا دواؤں اور جڑی بوٹیوں سے ہے وہ کافر نہیں' لیکن وہ فاسق اور نافرمان ہے۔[1]

---

[1] مجموع فتاوی ابن عثیمین رحمہ اللہ۔ ۱/ ۱۶۵' ۱۶۶۔ رقم ۱۳۲۔

کیا نجومی (ٹیوہ (اٹکل) لگانیوالے) کے پاس جانا جائز ہے؟

سوال: کیا نجومی (ٹیوہ لگانے والے) کے پاس جانا جائز ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نجومی (ٹیوہ لگانے والے) کے پاس جانے کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں۔

① اس سے پوچھے اور پھر اس کی تصدیق کرے' اور اس کی بات کو معتبر جانے' یہ حرام اور کفر ہے۔ کیونکہ علم غیب کے بارے میں اس کی بات کی تصدیق کرنا قرآن پاک کی تکذیب کرنا ہے۔

② اس سے اس لیے سوال کرنا کہ آیا وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اور اس کی بات کو قبول کرنے کا ارادہ یا امید نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے ابن صیاد سے پوچھا تھا کہ میں نے تیرے لیے کیا چھپایا ہے؟ تو اس نے کہا ''دُخ'' (سورت دُخان کا پورا نام نہ بتا سکا تھا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: دفعہ ہو جا' تُو اپنی اوقات سے آگے نہ بڑھ سکا۔[1] نبی ﷺ نے اس سے ایک چیز کا پوچھا جسے آپ نے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا۔ یہ فقط بطور امتحان تھا برائے تصدیق نہ تھا اور نہ ہی اس کی بات کو معتبر جانا تھا۔

③ اس سے اس لیے سوال کرے تا کہ اس کی بے بسی اور کذب بیانی ظاہر کی جائے اور اس طرح کا سوال کرنا تو مطلوب ہے بلکہ کبھی تو ایسا پوچھنا فرض ہو جاتا ہے (تا کہ لوگ حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اپنے ایمان بچا سکیں)[1]

کہانت اور کاہنوں کے پاس آنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: کہانت کا کیا حکم ہے اور ان کاہنوں کے پاس آنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کَہَانَت فعالت کا وزن ہے۔ یہ (تَکَھُّن) سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے' اندازہ لگانا اور ایسے ذرائع سے کوئی بات معلوم کرنے کی کوشش کرنا جن کی

---

[1] بخاری۔ کتاب الجهاد: باب كيف يعرض الاسلام على الصبی؟ (ح ۳۰۵۵)
مسلم۔ کتاب الفتن: باب ذكر ابن صياد (ح ۲۹۳۰)

بنیاد ہی غلط ہے۔

جاہلیت میں یہ فن تھا جو ان لوگوں نے اختیار کر رکھا تھا' جن کے ساتھ شیطانوں کے رابطے تھے' اور جو آسمانوں سے باتیں چرا کر ان کاہنوں کو سناتے تھے۔ اور یہ کاہن آسمان سے چوری شدہ کوئی بات معلوم کر کے اس کے ساتھ اپنے مطلب کے بے شمار جھوٹ کی آمیزش بھی کرتے۔ پھر یہ کاہن لوگوں کے سامنے وہ ملی جلی اور سچی جھوٹی باتیں بیان کرتے۔ جب کوئی بات ان کی بات سے مل جاتی یا موافق ہوتی تو لوگ دھوکہ میں آ جاتے اور انہیں اپنی آماجگاہ بنا لیتے۔ اور ان سے فیصلہ جات کرواتے اور مستقبل کے نتائج پوچھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کاہن اسے کہتے ہیں جو آنے والے حالات کی خبر دیتے ہیں جو ابھی واقع نہیں ہوئے ہوتے۔[1]

کاہنوں کے پاس آنے والے لوگ مندرجہ ذیل تین قسموں کے ہوتے ہیں۔

① پہلی قسم یہ ہے کہ کاہن کے پاس وہ لوگ آتے ہیں جو بغیر تصدیق کئے اس سے سوال کرتے اور اسے تسلیم کرتے ہیں۔ یہ حرام ہے' اس کی سزا یہ ہے کہ چالیس دن اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> جو نجومی کے پاس آیا اس سے سوال پوچھا' اس کی چالیس دن نماز قبول نہیں ہوتی۔ (یا راتوں کا لفظ ہے)۔

② دوسری قسم کاہن کے پاس آنے والوں کی یہ ہے کہ کوئی اس سے پوچھے اور اس کی خبر کی تصدیق بھی کرے' یہ اللہ عزوجل کے ساتھ کفر ہے۔ کیونکہ کاہن نے علم غیب کا دعویٰ کیا ہے اور انسان جب علم غیب کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کرنا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تکذیب کرنا ہے۔

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ ﴾

(النمل : ۲۷/ ۶۵)

---

[1] مجموع فتاوی عثیمین رحمہ اللہ ۲/ ۱۳۵۔ ۱۳۶ رقم ۲۳۵۔

''کہہ دیجئے نہیں جانتا غیب آسمانوں اور زمین کا مگر اللہ تعالیٰ۔''

صحیح حدیث میں آتا ہے۔ ''جو کاہن کے پاس آیا اور جو وہ کہتا ہے اس کی تصدیق کی تحقیق اس نے کفر کیا اس کا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔'' (یعنی قرآن و حدیث)[1]

۳. تیسری قسم یہ ہے کہ آدمی کاہن کے پاس آئے اور اس سے اس لیے سوال کرے کہ اس کی اصل حالت لوگوں سے بیان کر سکے' کہ یہ کہانت ہے اور بناوٹ ہے اور ضلالت ہے۔ اس صورت میں اس کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ ابن صیاد کے پاس گئے' اس سے نبی ﷺ نے اپنے دل میں جو کوئی چیز چھپا رکھی اس کے بارے پوچھا کہ بتاؤ میرے دل میں کیا چھپا ہے؟ اس نے کہا دخ (کہنا چاہتا تھا سورت دخان) مگر مکمل نہ کہہ سکا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دفعہ ہو جا۔ تو اپنی اوقات سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔''

گویا جو کاہن کے پاس آتا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل تین حالات میں سے کسی ایک سے خالی نہیں۔

۱. کاہن کے پاس آئے مگر تصدیق نہ کرے اور نہ اس کی بات ہی مانے' اور نہ ہی یہ مقصد لے کر جائے کہ اس کی حالت معلوم کرے تو اس طرح جانا حرام ہے۔ اس طرح جانے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

۲. اس سے سوال کرے اور اس کاہن کی تصدیق کرے۔ یہ اللہ عزوجل کی وحی کے ساتھ کفر ہے۔ اس صورت میں انسان کا فرض بنتا ہے کہ اس سے توبہ کرے اور اللہ عزوجل کی جانب رجوع کرے' ایسا نہ کرے گا تو یہ کفر پر مرے گا۔

۳. کاہن کے پاس آئے اس سے بطور امتحان سوال کرے اور یہ مقصد ہو کہ اس کے حالات لوگوں سے بیان کر سکے تاکہ ان کو گمراہی سے بچایا جا سکے' تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان (ح ۲۲۳۰)

جو شخص نجومی بن جائے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال : نجومی کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب : لفظ نجومی (نجم) بمعنی ستارہ سے حاصل ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ فلکی حالات کے ذریعہ سے زمینی حادثات پر دلیل پکڑنا۔ یعنی نجومی زمین میں رونما ہونے والے واقعات کا ستاروں سے ربط ملانے یا بذریعہ ستاروں کی حرکات' طلوع و غروب' ان کے ملنے' الگ ہونے وغیرہ سے آنے والے حادثات کی اطلاع دینے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نجومی کا پیشہ بھی جادو اور کہانت ہی کی ایک قسم ہے۔ یہ پیشہ حرام ہے۔ اور یہ علم ایک وہمی علم ہے۔ اس لیے کہ فلکی حادثات کا زمینی حادثات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

اھل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ سورج اور چاند کو کسی عظیم آدمی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے' نبی ﷺ کے عہد مبارک میں اتفاقاً اسی دن سورج گرہن لگا جس دن آپ ؐ کے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔ لوگوں نے کہا: "یہ سورج سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے گرہن زدہ ہوا ہے۔ تو نبی ﷺ نے نماز کسوف پڑھنے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں یہ بھی فرمایا:

((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ))

"سورج یا چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ ان کو کسی کی موت اور زندگی کی بناء پر گرہن نہیں لگتا۔"[1]

نبی ﷺ نے زمینی حادثات کا تعلق فلکی حالات کے ساتھ ہونے کی نفی فرمائی۔ اس اعتبار سے جس طرح فن نجوم جادو اور کہانت کی قسم سے ہے' اسی طرح یہ وہم پرستی' نفسیاتی اثرات (جن کی قطعاً کوئی حقیقت اور اصل نہیں) کا بھی باعث ہے۔ اس سے انسان وہم

---

[1] بخاري۔ كتاب الكسوف: باب الصلاة في الكسوف (ح ۱۰۴۳)
مسلم۔ كتاب الكسوف: باب صلاة الكسوف (ح ۹۰۱)

میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بدشگونیوں اور حیرانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ جن کی انتہاء نہیں۔[1]

ہم یہاں علم نجوم کی ایک اور نوع بیان کرتے جائیں' کہ انسان ستاروں کے طلوع سے' اوقات اور موسموں کا پتہ کرتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً: ہم کہیں جب فلاں ستارہ فلاں جگہ داخل ہوگا تو موسم برسات آئے گا' یا پھل پختہ ہوں گے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں۔[2]

علم نجوم اور کہانت میں تعلق اور ان میں سے زیادہ خطرناک؟

سوال : علم نجوم اور کہانت میں کیا تعلق ہے اور ان میں سے زیادہ خطرناک کون ہے؟

جواب : علم نجوم اور کہانت کے درمیان یہ تعلق ہے کہ ان میں سے ہر ایک وہم پرستی اور جھوٹ کی بنیاد پر چلتے ہیں اور حرام طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے میں' غم اور پریشانی میں مبتلا کرنے وغیرہ میں' دونوں برابر ہیں۔

باقی ان کی خطرناکی ان کے لوگوں کے درمیان پھیلنے کی نسبت سے ہے۔ بعض علاقوں میں تو علم نجوم کا بالکل نام ونشان تک نہیں' اور نہ ہی لوگ وہاں اس کا کوئی اہتمام کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور جن علاقوں میں نجوم یا کہانت کا رواج ہے وہاں یہ ایک دوسرے سے بڑھ کر خطرناک اور نقصان دہ ہیں۔ لیکن واقعات کے حساب سے دیکھا جائے تو کہانت علم نجوم کی بہ نسبت زیادہ خطرناک ہے۔[3]

جنات سے خدمت اور کام لینا جائز ہے؟

سوال : یہ بتائیں کہ جن جو انسان کی خدمت کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی کی گیارھویں جلد میں اس بارہ میں

[1] مجموع فتاوی عثیمین رحمہ اللہ ۲/ ۱۳۶، ۱۳۷۔ رقم ۲۳۶۔

[2] مجموع فتاوی عثیمین رحمہ اللہ ۲/ ۱۳۸، ۱۳۹۔ رقم ۲۳۷۔

[3] مجموع فتاوی عثیمین رحمہ اللہ ۲/ ۱۳۹۔ رقم ۲۳۸۔

مفصل ذکر کیا ہے جس کا لب لباب یہ ہے' کہ انسان کے جن سے خدمت لینے کے تین حالات ہیں۔

① انسان' جن سے جو خدمت لیتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو مثلاً شریعت پہنچانے میں اس کا نائب ہو (یعنی انسان کا دوست جن مؤمن ہو) اور اس سے علم حاصل کرے' پھر اس جن سے اس کے ہم نسل جنوں میں شریعت کی تبلیغ کے لیے خدمات حاصل کرے۔ یا جو معاملات شرعاً مطلوب ہیں' ان پر تعاون لے جیسا کہ جب جن نبی ﷺ کے پاس آئے تھے تو آپ ﷺ نے ان پر قرآن پاک کی تلاوت کی اور پھر وہ اپنی قوم کی طرف پلٹے' تو وہ انہیں اللہ سے ڈراتے تھے۔[1]

جنوں میں نیک بھی ہیں' عبادت گزار بھی ہیں' زاہد شب زندہ دار بھی ہیں' علماء بھی ہیں کیونکہ منذر (ڈرانے والا) بنتا ہی تب ہے جب آگاہ کرنے والا خود بھی آگاہ ہو اور عبادت گزار بھی ہو۔

② جن سے جائز معاملات میں خدمت لی جائے۔ یہ جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ ذریعہ جائز ہو حرام نہ ہو۔ اگر ذریعہ حرام ہوگا تو پھر خدمت بھی حرام ہے' مثلاً: جن کہے میں تیری خدمت کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے' یا اللہ کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا ٹھہرائے' یا یوں کہ جن کے نام کا جانور ذبح کرے' یا اس سے رکوع کرنے یا سجدہ کرنے کا مطالبہ کرے۔

③ جنوں سے ایسے امور میں خدمت لینا جو حرام ہیں۔ مثلاً: لوگوں کے مال لوٹنا اور انہیں خوف زدہ کرنا۔ یہ حرام ہے۔ کیونکہ اس میں ظلم و زیادتی ہے۔ اور اگر ذریعہ خدمت حرام ہو یا شرک ہو تو یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔[2]

---

[1] مسلم کتاب الصلاۃ: باب الجهر بالقراءة فی الصبح (ح ٤٥٠)

[2] مجموع فتاوی عثیمین رحمہ اللہ ٢/ ٢٣٩، ٢٤٠۔ رقم ٣١٨۔

جنوں سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: جنوں سے سوال کرنا اور ان کی بات کی تصدیق کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جنوں سے سوال کرنا اور ان کے قول کی تصدیق کرنا' اس بارے میں شیخ الاسلام

ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاوی میں فرماتے ہیں: ''جو جنوں سے سوال کرتا ہے' یا اس سے سوال کرتا ہے' جو آگے جنوں سے سوال کرتا ہے' اس انداز پر کہ ان کی تصدیق کرتا ہے کہ جو بھی وہ کہتے ہیں اس کی تعظیم کرتا ہے' تو یہ حرام ہے۔

اور اگر ان کی حالت کی خبر گیری کے لیے یا اس کے اندرونِ خانہ کی آزمائش کے لیے کرتا ہے تاکہ سچائی اور جھوٹ میں تمیز کر سکے' تو یہ جائز ہے۔ اس کی دلیل وہ واقعہ ہے جو سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اطلاع میں تاخیر ہوئی۔ معلوم نہ تھا وہ کہاں ہیں۔ وہاں ایک عورت تھی جس کا ایک جن ساتھی تھا۔ اس سے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اس نے کہا پوچھا: ''جب میں انہیں چھوڑ کر آیا تھا تو وہ صدقہ کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔'' [1]

کیا جنات غیب دان ہیں؟

سوال: کیا جن غیب کی خبریں جانتے ہیں؟

جواب: جن غیب دان نہیں۔ اور زمین اور آسمان کا غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھیے:

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ ﴾ (سبا: ۳۴/ ۱۴)

''جب ہم نے اس پر (سلیمان علیہ السلام پر) موت طاری کر دی تو (کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا) ان کی موت کا پتہ دیمک نے دیا' جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاٹھی کو

---

[1] مجموع فتاوی عثیمین رحمہ اللہ ۲/ ۲۳۹۔ رقم ۳۱۹۔

کھا لیا تھا' جب وہ گر پڑے تو جنوں کے سامنے واضح ہوا کہ اگر وہ (جن) غیب جانتے ہوتے تو نہ ٹھہرتے رسوا کرنے والے عذاب میں۔"

اور جو جن یا انسان غیب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح جو علم غیب کا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق کرتا ہے' وہ بھی کافر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾ (النمل : ۲۷/ ۱۶)

"کہہ دیجئے نہیں غیب جانتا آسمانوں اور زمینوں کا مگر اللہ تعالیٰ۔"

معلوم ہوا کہ آسمانوں اور زمینوں کا غیب صرف اللہ وحدہٗ لا شریک ہی جانتا ہے۔ اور یہ جو لوگ خود دعویٰ کرتے ہیں' کہ وہ غیب جانتے ہیں اور مستقبل کی خبر رکھتے ہیں' تو وہ جھوٹے ہیں اور باقی رہے ان کے ٹیوے وغیرہ تو یہ سب کچھ کہانت کا حصہ ہے۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو کاہن کے پاس آئے گا اس سے سوال کرے گا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی۔"[1]

اگر کاہن کی تصدیق کرے گا تو کافر ہوگا۔ کیونکہ جب کاہن کی یہ تصدیق کرے گا کہ یہ غیب دان ہے تو اس نے جھوٹ بولا۔ (اور کفر کیا)۔ ارشاد ربانی ہے:

"کہہ دیجئے نہیں جانتا غیب آسمان اور زمین کا مگر اللہ تعالیٰ۔" (النمل : ۲۷/ ۶۵)

خاص طور پر سات مرتبہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال : ① بعض معالج دم میں ایسے امور اختیار کرتے ہیں کہ ہمیں شریعت کے ساتھ ان کی موافقت و میل معلوم نہیں ہو سکا۔ مثلاً: ایسے برتن مہنگی قیمت میں فروخت کرنا جن میں سات مرتبہ کچھ پڑھ کر دم کیا گیا ہوتا ہے۔ جبکہ ایک مرتبہ دم پڑھا ہوا برتن سات مرتبہ والے سے کم قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب اسلام: باب تحریم الکھانۃ ...... حدیث ۲۲۳۰۔

② بعض معالج مریضوں سے کہتے ہیں کہ رات کے وقت اپنے غسل خانوں کو تالا لگاؤ۔

③ بعض معالج یہ کہتے ہیں کہ مریض کو میرے پاس لاؤ کیونکہ مریض اپنے آپ پر خود دم کرے تو یہ درست نہیں بلکہ دوسرے سے دم کروائے' اس لیے اسے میرے پاس لاؤ۔ ہمیں اس بارے میں بتا دیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

جواب :ان تمام اقوال و افعال کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح وہ برتن جن میں سات مرتبہ پڑھا جاتا ہے' یا تین مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ یا کم' یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

بعض سلف صالحین سے یہ عمل مشہور آرہا ہے کہ وہ قرآن کریم کی آیات مبارکات زعفران سے برتنوں میں لکھتے تھے۔ مثلاً: سورۃ فاتحہ' آیۃ الکرسی وغیرہ' پھر مریض کو پلاتے تھے۔ مگر سات مرتبہ دم کرنا اس کی اصل سلف صالحین سے مجھے معلوم نہیں۔

لیکن اس دور میں نفسیاتی بیماریوں کے عام ہونے کی وجہ سے یہ عامل لوگ بھی ایسے انوکھے کام کرنا شروع ہو گئے ہیں کہ جن کی کوئی اصل نہیں۔ ہماری ان عاملوں کی خدمت میں نصیحت ہے کہ جو چیز سلف صالحین رحمہم اللہ سے ثابت ہے اس سے تجاوز نہ کریں۔ کیونکہ وہ درست طریقہ کے زیادہ قریب تھے اور وہ درست رائے والے تھے۔[1]

سوال : کیا اعصابی مریض مکلف نہیں رہتا؟

جواب : ایک شخص اعصابی بیماری میں مبتلا ہے اور یہ کوئی دائمی بیماری ہے اور یہ اس بیماری کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا شکار ہے' مثلاً: والدین کو ڈانٹتا ہے' رشتہ داریاں توڑتا ہے' بے قرار رہتا ہے' شرمندہ ہوتا ہے' خوف کا شکار ہے' کیا اس صورت میں اس سے شرعی تکالیف رفع ہوسکتی ہیں کہ وہ مکلّف نہ رہا ہو؟ کیا وہ ان اعمال میں جو کرتا ہے جوابدہ ہے؟ یا آپ اسے کیا نصیحت کر سکتے ہیں؟ جزا کم اللہ

---

[1] مجلة الدعوة عدد ۱۴۵۵۔ جمعرات ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۵۔

خیرا۔

جواب: جب تک اس مریض کی عقل باقی ہے، شریعت کے احکام اس پر سے نہیں اٹھیں گے۔ اور اگر عقل جاتی رہی ہے اور اسے اپنی عقل پر قابو نہیں تو اس وقت یہ معذور ہے۔ اور میری طرف سے اسے یہ نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعاء کرے اور اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرے، اور استغفار کرے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کثرت سے پڑھنے کو معمول بنائے۔ خصوصا جب کہ وہ غصے کی حالت میں ہو۔ تو ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے یہ کیفیت دور کر دے۔

باب : ۱۰

جن کا انسان میں داخل ہونا

تمام تعریفات اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات گرامی کے لیے ہیں اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر' آپ کی آل اور صحابہ کرام پر اور جو بھی آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے راہنمائی حاصل کرتا ہے۔

ایک مقامی رسالہ میں جو کہ ۱۴۰۷ھ میں شائع ہوا تھا' ایک خبر بڑی تفصیل کے ساتھ شائع ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاض میں ایک مسلمان عورت کو جن چمٹ گیا تھا' اور وہ جن دوران علاج الحمدللہ میرے ہاتھوں مسلمان ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ اپنے اسلام کا اعلان شیخ عبداللہ بن مشرف العمری کے پاس بھی کر چکا ہے' جو کہ ریاض میں مقیم ہیں۔ اس نے یہ اعلان اس وقت کیا تھا جب عبداللہ مذکور نے اس جن زدہ عورت پر دم کیا اور جن سے گفتگو کی۔ اس کے سامنے اللہ کا ذکر کیا' اسے وعظ ونصیحت کی' اسے بتایا کہ ظلم حرام ہے اور ایک کبیرہ گناہ ہے اور آخر اسے اسلام کی دعوت پیش کی۔ کیونکہ جن بتا چکا تھا کہ میں بدھ مت کا پیروکار (کافر) ہوں۔ اور شیخ نے اسے کفر کو ترک کر کے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس جن نے دعوت کا اثر قبول کیا اور شیخ عبداللہ کے پاس اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

پھر شیخ عبداللہ نے اس عورت کے رشتہ داروں کو توجہ دلائی کہ وہ عورت کو میرے (یعنی ابن باز) کے پاس لے جائیں تاکہ میں بھی جن کے اسلام کا اعلان سن سکوں۔ چنانچہ وہ عورت کو میرے پاس لائے۔ میں نے اس جن سے اس عورت میں داخل ہونے کی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے عورت کی زبانی بولتے ہوئے اسباب بتائے۔ اس کا

انداز گفتگو خالص مردانہ تھا' زنانہ نہ تھا۔ وہ عورت میرے قریب کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کا بھائی اور بہن اور عبداللہ مشرف اور بعض مشائخ بھی وہاں موجود تھے اور جن کی بات چیت سن رہے تھے۔

اس نے صریح طور پر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا اور بتایا کہ میں ہندوستانی ہوں' اور بدھ مت مذہب کے ساتھ وابستہ ہوں۔ جب اس نے یہ بتا دیا تو میں نے اسے نصیحت کی اور اللہ سے خوف وتقویٰ کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اس عورت سے نکل جائے اور اس پر ظلم سے باز آ جائے۔ اس نے حسب سابق میری بات قبول کر لی اور کہا کہ میں اسلام کے تابع ہو چکا ہوں۔ میں نے اسے وصیت کی کہ وہ اپنی قوم کو بھی دعوت اسلام دے۔ شاید کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت سے ہمکنار کیا ہے۔ وہ بھی تیری طرح ہدایت یافتہ ہو جائیں' اس نے اس کا وعدہ کیا اور عورت سے نکل گیا۔ اس نے جو آخری بات کی وہ یہ تھی ''السلام علیکم۔'' پھر عورت اپنے معمول کے مطابق اپنے عزیز و اقارب سے نسوانی آواز و انداز میں گفتگو کرنے لگی اور اسے اپنی صحت و سلامتی کا احساس ہوا۔

پھر ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ بعد وہ عورت واپس آئی اس کے ساتھ اس کے دو بھائی' بہنیں اور ماموں بھی تھے۔ اس نے بتایا: میں اب بالکل خیریت و عافیت سے ہوں اور الحمدللہ اس کے بعد وہ جن نہیں لوٹا۔ میں نے اس خاتون سے دریافت کیا کہ ''جب وہ آپ میں داخل تھا تو آپ کیسا محسوس کرتی تھیں؟''

اس نے کہا: مجھے بہت گمراہ کن قسم کے خلاف شرع خیالات آتے رہتے تھے' اور میں خود کو بدھ مت مذہب کی جانب مائل پاتی تھی۔ اور مجھے ان کتابوں سے لگاؤ تھا جو بدھ مت مذہب کے بارے میں تالیف ہوئی تھیں۔ پھر جب سے اللہ تعالیٰ نے اس جن سے سلامتی دی ہے تو یہ گمراہ کن افکار سب ختم ہو چکے ہیں اور میں اپنی پہلی اسلامی حالت پہ آ چکی ہوں' جو ان منحرف افکار سے کوسوں دور ہے۔

یہ تو تھا اس عورت کے روحانی علاج اور کافر جن کے قبول اسلام کا سچا واقعہ جس کا میں خود گواہ ہوں۔ لیکن دوسری طرف مجھے اطلاع ملی ہے کہ فضیلۃ الشیخ طنطاوی اس معاملہ کے واقع ہونے کے سرے سے مخالف ہیں کہ جن انسان میں داخل ہوتا ہے۔ اور ہمارے ساتھ پیش آنے والے مذکورہ واقعہ کو وہ دجل فریب قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے' وہ مردانہ آواز والی گفتگو عورت کے ساتھ ٹیپ کر کے رکھی گئی ہو۔ اور وہ خود نہیں بول رہی تھی۔

فضیلۃ الشیخ طنطاوی کی طرف سے مذکورہ اشکال پیش کیے جانے پر میں نے تحقیق احوال کی غرض سے ہماری اس گفتگو کے موقع کی میں نے کیسٹ منگوا کر بغور سنی جس میں اس کی گفتگو ریکارڈ کی گئی تھی اور اس سے مجھے بھی یہ معلوم ہوا کہ جو طنطاوی نے ذکر کیا ہے وہ محض وہم اور بدگمانی ہے کیونکہ میں نے اس موقع پر اس جن سے چند سوالات بھی کیے تھے۔ جن کا اس نے موقع پر ایک سی آواز میں جواب دیا تھا۔ اور ایک دانش مند یہ تصور کیسے کرسکتا ہے کہ ٹیپ سوال بھی سمجھے اور جواب بھی دے؟ لہٰذا اس سے یہ بات واضح ہوگئی' کہ فضیلۃ الشیخ کی طرف سے عورت کے برقعے میں مردانہ آواز میں چلائی جانے والی کیسٹ کا اندیشہ درست نہیں تھا۔ مگر اس کے علاوہ فضیلۃ الشیخ نے اس واقعہ پر اعتراضات کے ضمن میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک جن کا انسان کے ہاتھوں مسلمان ہونا' اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف ہے' جس کا سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ذکر آتا ہے۔

﴿ وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنۢبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِيٓ ۝ ﴾ (ص : ۳۸/ ۳۵)

''(اے اللہ)! مجھے عطاء کر ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔''

مذکورہ آیت سے یہ استدلال کرنا غلط ہے (اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور باطل افکار سے اصلاح فرمائے)۔ اس لیے کہ اگر کوئی جن سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی انسان کے ہاتھوں مسلمان ہو جائے' تو یہ کام سلیمان علیہ السلام کی دعاء کے خلاف نہیں' کیونکہ بے شمار جن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مسلمان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت احقاف اور سورت جن

میں واضح کیا ہے۔

دوسری طرف بخاری مسلم میں ثابت ہے سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر حملہ کردیا' تاکہ میری نماز کاٹ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر مجھے قابو پانے کی توفیق دی' تاہم میں نے اسے دھکیل دیا۔ پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ اسے ایک ستون سے باندھ دوں' اور صبح تم اسے دیکھتے۔ پھر مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعاء یاد آگئی:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ○ ﴾ (ص: ۳۸/ ۳۵)

''اے میرے رب!...... مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطاء کر جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔''

تو اسے اللہ تعالیٰ نے ناکام لوٹا دیا۔

یہ تو بخاری کے الفاظ ہیں۔[1] جب کہ مسلم میں ہے:

''ایک عفریت جن کل میرے اوپر حملہ آور ہوا تاکہ میری نماز خراب کردے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس پر قابو دیا۔ پھر بھی میں نے اسے دھکیل دیا۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اسے مسجد کے ستونوں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں' صبح تم سب اسے دیکھتے' پھر مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعاء یاد آگئی:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ○ ﴾ (ص: ۳۸/ ۳۵)

''اے میرے رب!...... مجھے معاف کردے اور مجھے ایسی بادشاہی عطاء کر جو میرے بعد کسی اور کے قابل نہ ہو۔''

---

[1] بخاری۔ کتاب الصلاۃ: باب الاسیر اوالغریم یربط فی المسجد (ح ۴۶۱)

تو اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام لوٹا دیا۔[1]

نسائی میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے' آپ کے پاس شیطان آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر گرا لیا اور اس کا گلا دبا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ میں محسوس کی۔ اگر سلیمان علیہ السلام کی دعاء نہ ہوتی تو صبح تک اسے باندھ دیا جاتا۔ حتیٰ کہ لوگ اسے دیکھتے۔[2]

امام احمد اور امام ابوداؤد سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو روایت بیان کرتے ہیں' اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے ہاتھوں سے پکڑ لیا اور میں اس کا گلا دباتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی انگلیوں کے درمیان پائی جو انگوٹھے اور ساتھ والی انگلیوں میں لگی تھی۔[3]

امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے (تعلیقاً صحت کے جزم کے ساتھ) روایت لائے ہیں' کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے صدقہ فطرانہ کی جمع شدہ کھجوروں کی نگرانی پر مقرر کیا۔ تو ایک آنے والا آیا اور اناج سے لپ بھر بھر کر کپڑے میں ڈالنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا۔'' اس نے کہا: ''میں محتاج ہوں اور صاحب عیال ہوں اور شدید فاقہ مستی کا شکار ہوں۔'' کہتے ہیں یہ سن کر میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ میں صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو سخت فاقہ مستی کی شکایت کی تھی' اور صاحب عیال ہونے کی بھی۔ اس لیے میں نے ترس کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسلم۔ کتاب المساجد: باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ: (ح ۵۴۱)

[2] فتح الباری (۱/ ۵۵۴)' نسائی فی الکبری (۶/ ۴۴۲۔ ۴۴۳' ح ۱۱۴۳۹)

[3] مسند احمد (۳/ ۸۲)

((اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ))

''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا' وہ دوبارہ آئے گا۔''

میں نے یقین کر لیا تھا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس لیے میں نے اس کے لیے گھات لگائے رکھی۔ وہ واقعتاً دوبارہ آیا اور اناج سے لپ بھرنے شروع کر دیئے۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے پھر کہا: ''میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔'' اس نے کہا: ''مجھے چھوڑ دیں میں ایک ضرورت مند ہوں' اور میرے اہل و عیال ہیں اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔'' مجھے ترس آ گیا' میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو مجھے مخاطب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہؓ! تیرے قیدی کا کیا بنا ہے؟'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اس نے سخت حاجت مند ہونے کی شکایت کی تھی' میں نے اسے آزاد کر دیا۔'' آپ نے فرمایا: ''خبردار! اس نے جھوٹ بولا ہے' وہ پھر سہ بارہ آئے گا۔''

میں نے تیسری مرتبہ پھر اس کا انتظار کیا۔ وہ پھر آیا اور اناج سے لپ بھر بھر کر چرانا شروع کر دیا۔ میں نے اسے پھر پکڑ لیا اور کہا: ''یہ تو اب تین مرتبہ ہو چکا ہے' اب میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ تُو ہر بار نہ آنے کا کہتا ہے پھر آ جاتا ہے؟''

اس نے کہا: اب کے مجھے چھوڑ دے' میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن کے ذریعہ سے تجھ کو اللہ تعالیٰ نفع دے گا'' میں نے کہا: ''وہ کیا ہیں؟'' اس نے کہا: ''جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر۔ تو اس کے نتیجے میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا جو کہ صبح تک تیرے قریب شیطان کو نہ پھٹکنے دے گا۔'' میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ''اے ابو ہریرہؓ! تیرے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے وہ کلمات بتائے ہیں جو بقول اس کے

میرے لیے بہت نفع بخش ہیں۔ اور وعدہ کے مطابق میں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' میں نے کہا: ''اس نے مجھے بتایا کہ جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے تو آیۃ الکرسی اول تا آخر پڑھا کر' تو تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبان مقرر ہو جائے گا اور شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔ اس طرح تو صبح تک محفوظ رہے گا۔''

راوی کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے لوگ بھلائی کے بہت ہی حریص تھے۔ اس لیے سیدنا ابوہریرہ نے یہ معلوم کر کے اسے چھوڑ دیا۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، قُلْتُ لَا، قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ))[1]

''ہاں! اس نے بات تجھ سے سچی کہی ہے' مگر وہ خود جھوٹا ہے۔'' ''اے ابوہریرہؓ! تجھے معلوم ہے تین راتوں سے تو کس سے مخاطب تھا؟'' میں نے کہا: ''نہیں''! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

اسی طرح بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے جسے نبی ﷺ سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ))[2]

''شیطان آدم کے بیٹے میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح اس کی رگوں میں خون دوڑتا ہے۔''

سیدنا عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! شیطان میرے اور میری نماز اور میری قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''ہاں وہ ایک شیطان ہے جسے خنزب کہتے ہیں اور جب آپ اسے محسوس کریں

---

1. بخاري۔ كتاب الوكالة: باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئا (ح ۲۳۱۱)
2. بخاري۔ كتاب الاعتكاف: باب هل يدرأ المعتكف عن نفسه (ح ۲۰۳۹)
مسلم۔ كتاب السلام: باب بيان انه يستحب لمن روى خاليا بامرأة (ح ۲۱۷۵)

تو اعوذ باللہ تین مرتبہ پڑھو اور بائیں جانب پھونک مار دو۔'' سیدنا عثمان کہتے ہیں: ''میں نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ پریشانی دور کر دی۔''[1]

اسی طرح صحیح احادیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ شیطانوں میں سے ایک ساتھی (قرین) ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ کے ساتھ بھی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور وہ آپ کے تابع ہو چکا ہے' آپ کو صرف بھلائی ہی کا حکم دیتا ہے۔[2]

کتاب اللہ عزوجل اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت اس پر دلالت کرتے ہیں' کہ یہ ممکن ہے کہ جن انسان میں داخل ہو جائے اور اسے دورہ زدہ کر دے۔ اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی ذوق علم میں شہرت بھی رکھے اور بغیر علم و راہنمائی کے اس کا انکار بھی کرے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا' کہ کوئی بھی صاحب علم اس کا انکار کرے۔ بلکہ یہ وہی کرسکتا ہے جو بدعتیوں اور اہل سنت والجماعت کے مخالفوں کی تقلید کرتا ہے۔ اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔**

اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں جو اس بارے میں اہل علم کے قول میسر ہو سکے ہیں انہیں پیش کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

جن زدگی سے متعلق مفسرین کی آراء

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۝ ﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۷۵)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں' (قیامت کے دن وہ) نہیں کھڑے ہوں گے' مگر ایسے کہ جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔''

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب التعوذ من الشیطان و الوسوسة فی الصلاۃ (ح ۲۲۰۳)

[2] مسلم۔ کتاب صفات المنافقین: باب تحریش الشیطان (ح ۲۸۱۴' ۲۸۱۵)

❀ اس کے بارے میں ابو جعفر جریر رحمہ اللہ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے:

((يُخَبِّلُهُ الشَّيْطَانُ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ الَّذِي يَخْنِقُهُ فَيَصْرَعُهُ مِنَ الْجُنُونِ))

''یہ وہ شخص ہے جسے دنیا میں شیطان نے گلا گھونٹ کر پچھاڑ دیا ہو' یعنی دیوانہ کر دیا ہو۔''

❀ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''چھونے سے مراد جنون ہے' عربی محاورہ ہے مُسَّ بالرجل (آدمی کو چھوا گیا ہے) اور اس سے مراد ہوتا ہے کہ اسے جنون ہوا۔''

❀ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی اپنی قبروں سے روز قیامت کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس انداز سے کہ جو حالت دورہ زدہ کی ہوتی ہے' جسے شیطان نے خبطی بنا دیا ہو۔ یہ مثال اس لیے ہے کہ وہ بہت ہی بری حالت میں لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہوتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سود خور روز قیامت دیوانہ ہو کر اٹھے گا' اور گلا گھونٹا ہو گا۔[1]

❀ سیدنا عوف بن مالک' سعید بن جبیر' سدی' ربیع بن انس' قتادہ' مقاتل بن حیان' رحمہم اللہ بھی یہ نقل کرتے ہیں۔ (انتہی) [2]

قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص جن کی وجہ سے دورہ پڑنے کا انکار کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ ایک طبعی فعل ہے اور شیطان انسان میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی چمٹ سکتا ہے۔ اس آیت میں اس کی اس بات کی خرابی نمایاں ہے۔ (انتہی)

---

1. تفسیر ابن جریر (۶/ ۹) ابن ابی حاتم (۳/ ۱۱۳۰، ۱۱۳۱)
2. ابن ابی حاتم (۳/ ۱۱۳۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نشاندہی

مفسرین نے اس مفہوم پر بہت وسیع گفتگو کی ہے جو چاہتا ہو مطالعہ کرسکتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب (**ایضاح الدلالة فی عموم الرسالة**) میں جو کہ مجموع فتاوی ص: (۱۹/۹-۶۵ کے ضمن میں موجود ہے) میں فرماتے ہیں' ان کے الفاظ کی ترجمانی درج ذیل ہے:

معتزلہ (یہ ایک فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا منکر ہے) کے ایک گروہ' جبائی' ابوبکر رازی وغیرہ نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ جن دورہ زدہ کے بدن میں داخل ہوسکتا ہے۔ تاہم انہوں نے جنوں کے وجود کا انکار نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ جن انسان میں اور انسان جن میں نمودار ہوتا ہے۔ لیکن اس بارے میں ان کی رائے غلط ہے۔

اشعری نے مقالات اہل السنۃ والجماعۃ میں ذکر کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ جن' مصروع (دورہ زدہ) کے بدن میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر مذکورہ آیت (اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا......) پڑھی۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں: (ص: ج۲۴/ ۲۷۶' ۲۷۷ فتاوی)

کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کا وجود ثابت ہے' اسی طرح ائمہ سلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن انسانی جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِىْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ))

''شیطان آدم کے بیٹے کے بدن میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح کہ خون رواں دواں ہے۔''[1]

عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں:

---

[1] بخاری۔ کتاب الاعتکاف: باب هل یدرأ المعتکف عن نفسه (ح ۲۰۳۹)
مسلم۔ کتاب السلام: باب بیان انه یستحب لمن روی خالیا بامرأة (ح ۲۱۷۵)

میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن دورہ زدہ کے بدن میں داخل نہیں ہوتا۔ کیا یہ درست ہے؟ انہوں نے فرمایا:

''اے بیٹے! وہ غلط کہتے ہیں۔ جن مریض کی زبان پر بات کرتا ہے اور یہ ایک مشہور بات ہے۔ یہ آدمی کو پچھاڑ لیتا ہے اور ایسی زبان میں بات کرتا ہے جس کا مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ اسی طرح جن زدہ مریض کے بدن پر زبردست ضرب لگائی جاتی ہیں' اگر وہ ضرب اونٹ کو لگائی جائے تو وہ بھی بہت زیادہ متاثر ہو جائے۔ اور مریض اس کے باوجود ضرب محسوس نہیں کرتا اور نہ اس بات کو سمجھتا ہے جو اس سے کی جاتی ہے۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ جن زدہ کسی دوسرے کو کھینچ لیتا ہے اور وہ چٹائی بھی کھینچ لیتا ہے' جس پر وہ بیٹھا ہوتا ہے اور آلات تبدیل کر دیتا ہے۔ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتا ہے' وغیرہ معاملات سرانجام دیتا ہے۔ جو اس کا مشاہدہ کرے گا یہ بات اسے قطعی یقین تک پہنچائے گی کہ انسانی زبان پر بولنے والا اور اس جسم کو حرکت دینے والا کوئی اور ہے جو کہ انسان نہیں۔ ائمہ مسلمین میں سے کوئی ایک بھی نہیں' جو جن کے مریض میں داخل ہونے کا انکار کرے۔ اور جو اس کا انکار کرتا ہے کہ اور دعویٰ کرتا ہے شریعت اسے تسلیم نہیں کرتی' تو اس نے شریعت پر جھوٹ باندھا ہے۔ کیونکہ انسان کے جسم میں جن کے داخل ہونے کو شرعی دلائل ثابت کرتے ہیں۔ (انتہیٰ)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صرع (دورۂ جن زدگی) دو قسم کا ہے۔

① زمینی جنات و شیاطین کی وجہ سے دورہ

② اور ردی خلطوں (چار عناصر' تری' خشکی' ٹھنڈک' گرمی) کی وجہ سے۔

اور اس دوسرے دورے کے اسباب اور علاج کے بارے میں طبیبوں اور حکماء نے بہت کچھ کہا ہے۔ تاہم جو شریر جنات والا دورہ ہے' عقلاء اور ائمہ اس کا

اعتراف کرتے ہیں اور اس کا انکار نہیں کرتے جیسے کہ بقراط نے اس پر کھل کر اظہار خیال کیا ہے اور دورہ کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ میں جو علاج بتا رہا ہوں' یہ اس دورہ کے لیے مفید ہے' جو خلطوں اور مادہ کی وجہ سے ہو۔ اور وہ دورہ جو شریر جنات کی وجہ سے ہو' یہ علاج اس کے لیے کارگر نہیں۔

اور جو حکماء جاہل اور نکمے اور نچلے طبقہ کے ہیں اور جو بے دینی کے رجحان کا عقیدہ رکھتے ہیں' یہ شریر جنات کے دورہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور وہ یہ اقرار کرنے کے لیے تیار نہیں کہ شریر جنات مریض کے بدن میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کے پاس سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ میڈیکل سائنس میں ان شریر جنات کے دفاع کا کوئی طریقہ نہیں۔ وجود اور حسیات اس پر گواہ ہیں۔

اور رہا ان کا اس کے انکار کے لیے یہ حوالہ دینا کہ دورہ کے مریض پر بعض خلطیں غالب آ جاتی ہیں تو یہ بعض اقسام میں تو درست ہے مگر یہ سب میں کہنا ٹھیک نہیں۔ اور جو ان شریر جنات کے بارے میں عقل و معرفت رکھتا ہے اور تاثیرات سے آگاہ ہے' وہ ان کی جہالت پر ہنستا ہے اور ان کی عقلوں کی پستی کا ماتم کرتا ہے۔

اس شریر جنات کے دورہ کا علاج دو طریقوں سے ہے۔

علاج کی پہلی قسم دورہ زدہ کی جانب سے ہے۔ اس میں زیادہ تر قوت نفسیاتی کارفرما ہوتی ہے۔ اور ان جنات کو پیدا کرنے والے اور بنانے والے رب کریم پر اعتماد کرنا اور صحیح طریقے سے اس کی پناہ حاصل کرنا جس پر دل و زبان ایک دوسرے کے ہمنوا ہوں۔ گویا یہ ایک قسم کی باہم جنگ آرائی ہے۔ اور جنگجو اپنے اسلحہ کے ذریعہ سے اپنے دشمن سے دو طریقوں سے ہی نپٹ سکتا ہے۔

① کہ ہتھیار درست اور معیاری ہوں۔

② بازو قوی ہو۔

ان دونوں میں سے اگر ایک چیز بھی مفقود ہوگی تو فائدہ نہ ہوگا۔ اور جب یہ دونوں چیزیں ہی نہ پائی جائیں تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کامیابی حاصل ہو۔

یعنی جب کسی کا دل توحید' توکل' تقویٰ' اور توجہ الی اللہ سے خالی ہوگا تو اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔

علاج کی دوسری قسم معالج کی جانب سے ہے کہ اس میں بھی دونوں مذکورہ چیزیں ہوں' مگر بھرپور انداز سے۔ حتیٰ کہ بعض معالج با اثر ہوتے ہیں کہ جونہی وہ کہیں کہ جن نکل جاؤ' یا بِسْمِ اللّٰهِ کہے' یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے تو جن فوراً نکلنے پر مجبور ہو جاتا ہے' جیسے کہ نبی ﷺ جن سے یہی کہا کرتے تھے:

((اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

''اے اللہ کے دشمن نکل جا' میں اللہ کا رسول ہوں۔''[1]

ہم نے اپنے شیخ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کو دیکھا ہے کہ وہ مریض کی جانب اس شخص کو بھیجتے تھے جو جن کو مخاطب ہوکر کہتا:

''شیخ نے تجھے حکم دیا ہے' کہ نکل جا' اس میں رہنا تیرے لیے جائز نہیں۔''

یہ کہتے ہی دورہ زدہ افاقہ میں آجاتا تھا۔ اور بعض اوقات شیخ خود کہتے تھے۔ اور کبھی وہ جن سرکش ہوتا تو اسے شیخ مار کر نکالتے تو دورہ زدہ ہوش میں آجاتا اور کوئی درد محسوس نہ کرتا تھا۔ یہ ہم نے اور ہمارے علاوہ بہت سے لوگوں نے بارہا دیکھا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ دورہ کی یہ قسم اور اس کے علاج کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو علم میں کم نصیب ہیں اور عقل و معرفت نہیں رکھتے۔

زیادہ تر شریر جنات کا تسلط اور غلبہ ان لوگوں پر ہوتا ہے جن میں دین کی کمی

---

[1] مسند احمد (۴/ ۱۷۱' ۱۷۲)

ہوتی ہے' دل ویران ہوتے ہیں' اور زبانیں تلاوت ذکر سے خشک ہوتی ہیں۔
نبی ﷺ نے جو شرعی حفاظتی اقدامات اور مسنون وظائف بتائے ہیں' ان سے دوری اختیار کرتے ہیں۔
جن جب آدمی کو غیر مسلح پاتا ہے تو یہ اس میں اثر انداز ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تو جن کا شکار ہونے والا شخص ایمانیات سے بالکل عاری ہوتا ہے۔ (ابن قیم رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی)

ہم نے جو شرعی دلائل نقل کیے اور اہل علم اور اہل سنت والجماعت کے اجماع کا ذکر کیا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ جن انسان کے اندر داخل ہو ان سب دلائل کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ جس نے اس کا انکار کیا ہے اس کی بات کا بودہ پن ظاہر ہوتا ہے۔ اور فضیلۃ الشیخ طنطاوی نے جو انکار کیا ہے ان کی غلطی بھی واضح ہوتی ہے۔ تاہم شیخ طنطاوی نے وعدہ تو کیا ہوا ہے دوران گفتگو جب اس پر میری صحیح راہنمائی ہوگی تو میں اپنے اس مؤقف سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ امید ہے کہ جب ہماری معروضات ان کی نظر سے گزریں گی تو وہ راہ صواب کی جانب لوٹ آئیں گے۔ ہم اپنے لیے اور شیخ کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی توفیق مانگتے ہیں۔

علاوہ ازیں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ رسالہ ندوہ (تاریخ اشاعت ۷-۱۴۰-۱۰-۱۴ص ۸) میں ڈاکٹر محمد عرفان کا اس حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جنّ کا لفظ ڈاکٹری لغت میں ہی نہیں ہے۔ اور جن کا انسان میں داخل ہونا' اس کی زبانی باتیں کرنا' یہ ایک ایسا موضوع علم ہے جو سو فیصد غلط ہے۔ اور بالکل باطل نظریہ ہے۔

تو یہ ڈاکٹر عرفان صاحب کی غلط فہمی شرعی اصولوں سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اہل علم اور اہل سنت والجماعت سے جو ثابت ہے اس سے ناواقفیت کی وجہ سے ایسے کہا ہے' حالانکہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جن انسان میں داخل ہو جاتا ہے۔

(انتہی)

برادران اسلام!...... علامہ طنطاوی یا ڈاکٹر عرفان اور ان کے علاوہ بہت سے حکماء پر ایک چیز کا مخفی رہنا یہ کوئی حجت نہیں ہے کہ وہ چیز وجود ہی نہیں رکھتی۔ بلکہ یہ دلیل ہے کہ اس کا سراغ نہ لگانا خود ان کی اپنی بہت بڑی جہالت ہے کہ انہوں نے معلومات کیوں حاصل نہ کیں؟ جب کہ ان کے علاوہ دیگر بے شمار قدیم اور جدید علمائے کرام جو صداقت و امانت اور جو دینی امور میں بصیرت تامّہ رکھتے ہیں انہیں اس کا اچھی طرح علم ہے۔ بلکہ اس مسئلہ پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تمام اہل علم سے بیان کیا ہے۔ اور ابوالحسن اشعری سے بھی نقل کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی اہل سنت والجماعت سے بیان کرتے ہیں۔ اور ابوالحسن اشعری سے علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ شبلی متوفی ۷۹۹ھ حنفی نے بھی نقل کیا ہے' کہ جن انسان میں داخل ہو جاتا ہے۔ (انتہی) (آکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان: باب ۵۱)

یہ بات ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے کہ حکماء کے بڑے بڑے پیشرو اور عقلاء اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ جن انسان میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے۔ اس کا انکار جاہل' کم حیثیت والے حکماء اور نچلے طبقہ کے لوگ ہی کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہئے ہم نے جو ذکر کیا ہے کہ جنّ انسان میں داخل ہو جاتے ہیں' یہی حق ہے۔ آپ بعض حکماء کی جہالت کے بہلاوے میں نہ آئیں اور نہ ہی جو بغیر علم و بصیرت اس موضوع پر لب کشائی کرتے ہیں ان کی نادانی کا شکار ہوں۔ اور ہم آگاہ کرتے ہیں کہ جاہل حکماء اور بعض بدعتی معتزلہ کی تقلید کے اندھیروں میں نہ پھنس جایئے گا۔ واللہ المستعان۔

انتباہ

رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث اور اہل علم کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوتا ہے' کہ

جن سے مخاطب ہونا' اسے وعظ و نصیحت کرنا' اسلام کی دعوت دینا اور جن کا دعوت قبول کرنا ثابت ہے' یہ سب سورت ص: ۳۸/ ۳۵ میں سلیمان علیہ السلام کی دعاء:

﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِيٓ ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝ ﴾ (ص : ۳۸/ ۳۵)

اس (سلیمان نے) کہا: ''اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطاء کر جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ بے شک تو عطاء کرنے والا ہے۔''

جنوں کو نیکی کا حکم کرنا' برائی سے منع کرنا اور ان کو اس وقت مارنا جب کہ شریر جن کسی انسان میں سے نکلنے سے انکار کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ مذکورہ آیت و دعاء کے خلاف نہیں۔ بلکہ یہ سب ضروری ہے کہ جنوں میں سے جو انسان پر حملہ آور ہو اس سے انسان کا دفاع کیا جائے' مظلوم کی مدد کی جائے' نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔ جیسا کہ انسان کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

صحیح حدیث میں پہلے آ چکا ہے' کہ نبی ﷺ نے شیطان کو دھکا دیا تھا اور اس کا گلا گھونٹا تھا' یہاں تک کہ اس کا لعاب آپ ﷺ کے دست مبارک پر بہنے لگا' اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

''اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی مذکورہ دعاء نہ ہوتی تو اسے باندھ دیا جاتا اور لوگ اسے دیکھتے۔''[1]

مسلم کی روایت ہے' سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا انگارا لے کر آیا تھا کہ میرے چہرہ پر پھینک دے' تو میں نے کہا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ۔ (میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) یہ تین مرتبہ کہا۔ اور پھر میں نے تین مرتبہ کہا۔ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ (میں تجھے اللہ کی مکمل لعنت کرتا ہوں) پھر بھی پیچھے نہ ہٹا۔ تو پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعاء یاد آئی' تو میں نے چھوڑ دیا۔ وگرنہ اسے میں باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس سے

[1] مسند احمد (۳/ ۸۲)

کھیل کود کرتے۔[1]

اس بارے میں اور بھی بہت سی احادیث آتی ہیں' جن میں سے بعض گزر چکی ہیں۔ اور اہل علم کے اقوال بھی بیان ہو چکے ہیں۔ امید ہے جو ہم نے ذکر کر دیا ہے وہ کافی ہے اور طالب حق کو کفایت کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی صفات عالیہ کے ذریعہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین کا فہم اور اس پر ثابت قدمی کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور یہ کہ ہم تمام پر احسان کرے اور اقوال و اعمال میں حقیقت تک پہنچنے کا احسان فرمائے۔ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بغیر علم بات کرنے سے محفوظ فرمائے۔ اور جو چیز ہمارے احاطہ علم میں نہیں بلا دلیل اس کے انکار کرنے سے بچائے۔ وہ اس پر قدرت رکھتا ہے اور وہ ہمارا والی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ بِاِحْسَانٍ۔

---

[1] مسلم۔ کتاب المساجد: باب جواز لعن الشیطن فی اثناء الصلوۃ۔ (ح ۵۴۲)

جادو اور کہانت کے ذریعے علاج کی خطرناکی

موجودہ دور میں بہت سارے شعبدہ بازوں کو دیکھتے ہیں' جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ طب کے بھی ماہر ہیں اور بذریعہ جادو اور کہانت کے بھی علاج کرتے ہیں۔ وہ کئی علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور انہوں نے بے شمار سادہ لوح انسانوں کو اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے' جن میں سے زیادہ تر بے علم ہیں۔

دجالوں کے اس فتنہ کے پیش نظر میں نے ضروری سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خیرخواہی کرتے ہوئے ان مکار اور فریبی شعبدہ بازوں کے پردہ کو چاک کروں اور واضح کر دوں کہ یہ کام مسلمانوں اور اسلام کے لیے ایک عظیم خطرہ ہے۔ کیونکہ اس کام میں سب سے پہلے غیر اللہ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ پھر اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مدد کا طلبگار ہو کر کہتا ہوں کہ یہ تو متفق علیہ بات ہے کہ علاج کروانا جائز ہے۔ اب مسلمان کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے مرض کے متعلقہ ماہر ڈاکٹر یا جراح' یا اعصاب کے ماہر کے پاس جائے تاکہ وہ اس کے مرض کی تشخیص کرے اور شرعاً جائز دواؤں کے ذریعہ سے جو اسے معلوم ہیں اس کا علاج کرے۔ کیونکہ یہ معروف اسباب اختیار کرنے میں سے ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر توکل کے خلاف نہیں۔ کیوں کہ علاج کرنا اور کروانا صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً))

''تحقیق اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کے ساتھ ہی دواء

بھی اتاری ہے۔"

یہ الگ بات ہے کہ کسی کو اس علاج کا علم ہو سکا ہے اور کسی کو نہیں ہو سکا۔ لیکن یہ ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے' اس میں اپنے بندوں کی شفاء نہیں رکھی۔ اسی لیے کسی مریض کے لیے قطعاً درست نہیں ہے' کہ وہ ان کاہنوں کی طرف جائے جو غیب دانی کے دعویدار ہیں۔ اور اگر اس لیے جائے کہ وہ میری بیماری اپنے علم غیب کے زور سے جان لے گا تو یہ صریحاً کفر اور شرک ہے۔ اور یہ بھی درست نہیں ہے کہ جو وہ خبریں دیں یہ ان کی تصدیق کرے۔ کیونکہ وہ اٹکل پچو لگاتے ہیں۔ یا پھر وہ جنوں کو حاضر کرتے ہیں' تاکہ ان کی مدد کے ذریعہ سے اپنے ارادوں کی تکمیل کریں اور یہ معاملہ کفر و ضلالت کا معاملہ ہے کیوں کہ وہ غیبی امور کے مدعی ہیں اور یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جو نجومی کے پاس آیا' اس سے کچھ پوچھا' تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ))[2]

"جو نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کا انکار کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔"

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو بدشگونی پکڑے' یا اس کے لیے یہ کام کیا جائے۔ یا کہانت کا کام کرے' یا اس کے لیے کہانت کا کام کیا جائے۔ یا جادو کرے یا جادو کا کام اس کے لیے کیا جائے۔ اور یا جو کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق بھی کرے۔ تو اس نے محمد ﷺ پر

---

[1] مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الکهانة واتیان الکهان (ح ۲۲۳۰)

[2] مستدرک حاکم (۱/ ۸) مسند احمد (۲/ ۴۲۹)

اتاری گئی چیز کا انکار کر دیا ہے۔[1]

ان احادیث مبارکہ میں ان نجومیوں اور ٹیوہ وغیرہ لگانے والوں کے پاس آنے سے ممانعت وارد ہوئی ہے اور ان سے قسمتوں کے حال دریافت کرنے اور ان کی تصدیق کرنے پر سخت وعید بیان ہوئی ہے۔ اب یہ صاحب اقتدار طبقہ اور انتظامیہ کا فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کو کاہنوں اور نجومیوں کے پاس آنے سے روکیں۔ اور بازاروں میں جو اس طرح کے کاروبار کو سرعام چلا رہے ہیں' انہیں سختی سے منع کریں اور ان کے پاس قسمتوں کا حال پوچھنے کے لیے آنے والوں کو روکیں۔

تنبیہ

ان شعبدہ بازوں اور نجومیوں کی ان بعض باتوں کے دھوکہ میں نہ آنا چاہئے جو کہ سچ ثابت ہوتی ہیں' اور نہ ہی بعض پڑھے لکھے (یعنی دنیاوی ڈگریوں کے حامل پینٹ شرٹ پہنے اور ٹائی لگائے ہوئے) لوگوں کے ان کے پاس آنے سے فریب خوردہ ہونا چاہے' کیوں کہ یہ شرعاً مضبوط علم کے مالک نہیں ہوتے' بلکہ ان کاہنوں کے پاس آنے میں جو نقصانات ہیں ان سے بے خبر ہوتے ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ان ٹیوہ لگانے والوں کے پاس آنے' ان سے حال پوچھنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا ہے۔ اور ایسا کرنے سے بہت سی برائیاں اور بدانجامیاں جنم لیتی ہیں۔ کیونکہ نجومی اور کاہن پرلے درجہ کے جھوٹے اور بدکار ہوتے ہیں۔

نیز احادیث میں کاہن اور جادوگر کے کافر ہونے کے مضبوط دلائل پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم غیب کے مدعی ہیں جو کہ کفر ہے۔ نیز یہ اپنا عمل جنوں کی خدمات حاصل کئے بغیر جاری نہیں رکھ سکتے اور جو غیر اللہ کی مدد مانگتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور ان کے دعوائے غیب کی تصدیق کرنے والا اور اس کا

[1] طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۶۲) والبزار کمافی مجمع الزوائد (ح۵/ ۱۱۷) وصححه الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح الجامع (۵۴۳۵)

عقیدہ رکھنے والا بھی ان جیسا ہی ہے۔ حتی کہ جو بھی یہ جادوئی علوم سیکھے گا' یا جو بھی یہ کام کرتا ہے اس سے رسول اللہ ﷺ نے اعلان بیزاری فرما دیا ہے۔

لٰہذا جو یہ نجومی وغیرہ طلسموں (منتروں) کو پڑھ کر علاج کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور پارہ وغیرہ ڈالتے ہیں اور ان خرافات کے ذریعہ سے جو یہ عمل کرتے ہیں مسلمانوں کے لیے درست نہیں کہ اسے قبول کریں۔ کیونکہ یہ کہانت کا کام ہے' اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اور جو اسے تسلیم کرے گا تو یہ بھی ان کے باطل اور کفر پر معاون ہوگا۔

''شادی ہوگی یا نہیں'' نجومیوں سے مت پوچھا جائے

نیز یہ بھی کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے' کہ وہ ان کاہنوں اور نجومیوں سے پوچھتا پھرے' کہ اس کی شادی ہوگی یا نہیں؟ میاں بیوی اور ان کے خاندان کے درمیان محبت و وفاء ہوگی یا نہیں؟ یا کہ عداوت ہوگی یا جدائی ہوگی؟ کیونکہ یہ غیب کی باتیں ہیں' انہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

جادو بھی ان حرام کردہ چیزوں میں سے ہے جو کفر ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں دو فرشتوں کے بارے میں بیان فرمایا ہے:

> ''اور وہ نہیں سکھاتے تھے کسی ایک کو بھی' یہاں تک کہ کہہ دیتے' بے شک ہم فتنہ میں ہیں' تو کفر نہ کر' تو یہ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے' جو میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالے۔ اور نہیں تھے وہ نقصان پہنچانے والے کسی کو' مگر اللہ کے حکم سے۔ اور سیکھتے تھے ان سے جو نقصان دے انہیں اور نہ نفع دے۔ البتہ تحقیق جان لیا انہوں نے کہ جس نے جادو کو خریدا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔
>
> اور برا ہے جو بیچا انہوں نے اپنی جانوں کو کاش کہ وہ جانتے''! (البقرۃ: ۲/ ۱۰۲)

یہ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ جادو کرنا کفر ہے۔ اور یہ کہ جادوگر میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔ اور اس میں یہ بھی دلالت ہے کہ جادو بذات خود موثر نہیں کہ نفع و نقصان کر سکے بلکہ اس کا اثر انداز ہونا اللہ کے حکم سے ہی ہوتا ہے' جو کہ اللہ

کے کُنْ کہنے اور اس کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اصل میں خیر و شر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ہی پیدا کیے ہیں۔ لہٰذا ہر خیر و شر کے معاملہ میں اللہ ہی سے دعاء کرنی چاہیے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے منع وحرام کردہ ذرائع کو اختیار کر کے اس کی ناراضی مول نہیں لینی چاہیے۔ اور پھر بھی آخر ہونا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے چاہنا ہے۔

آیت کا مندرجہ ذیل حصہ بھی جادو کے نقصان پر دلالت کرتا ہے۔

''برا ہے (وہ جادو) جس کے عوض بیچا انہوں نے اپنی جانوں کو کاش کہ یہ جانتے۔'' (بقرۃ: ۲/ ۱۰۲)

یعنی جو جادو سیکھتے ہیں یہ وہ ایسی چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاتی ہے' نفع بخش نہیں۔ اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں لہٰذا یہ بدنصیب ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی وعید ہے جو ان لوگوں کے دنیاوی و اخروی خسارہ پر دلالت کرتی ہی اور بتاتی ہے کہ انہوں نے اپنی قیمتی جانیں حقیر پونجی کے عوض فروخت کر دی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بہت ہی مذمت بیان کی ہے:

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت وسلامتی مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں جادوگروں' کاہنوں اور تمام شعبدہ بازوں کی شرارتوں سے بچائے اور تمام مسلمانوں کو بھی ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور مسلمانوں کو ان سے بچنے کی توفیق دے۔ اور اپنے اوپر اللہ کا حکم نافذ کرنے کی توفیق دے' تا کہ بندگان الٰہی ان کے ضرر اور خبیث اعمال سے آرام پا سکیں۔ بے شک وہ اللہ بڑا ہی جواد و کریم ہے۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جادو سے بچاؤ کا شرعی طریقہ اپنے بندوں کو بتایا ہے' جو کہ جادو لگنے سے قبل بھی اس کے شر سے بچاتا ہے اور جادو کے واقع ہونے کے بعد بھی اس کا علاج ہے۔ اگر ہم اسے اپنائیں تو اس کی رحمت و احسان سے اور اس کی نعمت سے جادو سے رہائی پائیں گے۔ درج ذیل میں ہم جادو جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ کا شرعی طریقہ بتاتے ہیں جو اس کے آنے سے پہلے اور بعد میں یکساں مفید ہے۔

جادو سے شرعی اور مسنون دفاع

جس چیز کے ذریعہ سے جادو کے خطرہ سے (اس کے واقع ہونے کے بعد یا اس کے واقع ہونے سے پہلے) بچاؤ اختیار کیا جائے' وہ یہ ہے۔

① شرعی اذکار' دفاع اور تعوذات (پناہوں) سے اپنا تحفظ کیا جائے۔ مثلاً آیت الکرسی ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا۔ اور سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار کرنا۔ اور خصوصاً سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنا۔

اور یاد رہے کہ آیۃ الکرسی قرآن پاک کی سب سے بڑی عظمت والی آیت ہے۔

② قل هو الله احد اور (الخ) قل اعوذ برب الفلق (الخ) قل اعوذ برب الناس (الخ) ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا اور یہی تینوں سورتیں فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کے بعد تین تین مرتبہ روزانہ پڑھنا۔

③ سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات کے شروع میں پڑھنا۔ یعنی مغرب ہوتے ہی (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک)۔

❀ نبی ﷺ کا فرمان صحیح سند سے آپ سے ثابت ہے کہ جس نے رات کو آیت الکرسی پڑھی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔[1] (یہ حدیث پہلے بمع تخریج گزر چکی ہے)

❀ اور نبی ﷺ سے صحیح سند سے یہ بھی ثابت ہے کہ جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں تو یہ اسے کفایت کریں گی۔ یعنی ہر برائی سے بچائیں گی۔[2]

---

[1] بخاری۔ کتاب الوکالة: باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل (ح ۲۳۱۱)

[2] بخاری۔ کتاب فضائل القرآن: باب فضل سورة البقرة (ح ۵۰۰۹)
مسلم۔ کتاب صلاة المسافرین: باب فضل الفاتحة و خواتیم سورة البقرة (ح ۸۰۷)

④ زیادہ تر تعوذ (پناہ) والے کلمات کہے مثلاً

((اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔''

یہ دعاء رات ہو یا دن' عمارت ہو یا صحراء' فضا ہو یا سمندر۔ ہر مقام پر اترتے ہوئے پڑھیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص منزل پر اترتے ہوئے ان کلمات کو پڑھے گا تو کوچ کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہ دے گی۔''[1]

⑤ صبح و شام تین تین مرتبہ درج ذیل کلمات پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ))[2]

''شروع اللہ کے نام کے ساتھ' جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں دیتی' نہ آسمان میں اور نہ زمین میں۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے ثابت حدیث کے مطابق صبح کے وقت یہ وظیفہ کرنے والا شام تک۔ اور شام کو کرنے والا صبح تک ہر قسم کے حادثے اور اچانک مصیبت و نقصان سے محفوظ و مامون رہے گا۔

مذکورہ بالا اذکار و وظائف و آیات جادو وغیرہ کی شرارت سے بچاؤ کا بہترین سبب ہیں۔ جو صدق و ایمان اور اللہ پر بھروسہ و اعتماد کرتے ہوئے ان پر عمل کرے گا' تو اس کا سینہ کھل جائے گا اور یہ جادو کے دفاع اور ازالہ کے لیے بہترین ہتھیار ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے اور اس سے تکلیف کے رفع کرنے اور سختی دور

---

[1] مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: باب فی التعوذ من سوء القضاء (ح ۲۷۰۸)

[2] ابوداؤد کتاب الادب: باب ما یقول اذا اصبح (ح ۵۰۸۸)

ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی (ح ۳۳۸۸)

ابن ماجہ۔ کتاب الدعاء: باب مایدعو بہ الرجل اذا اصبح واذا امسی (ح ۳۸۶۹)

کرنے کے لیے دست سوال بھی پھیلائے۔

❀ اور نظر بد وغیرہ امراض کے بارے میں جو دعائیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں اور جن کے ذریعہ سے نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دم کیا کرتے تھے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا))[1]

''اے میرے اللہ! لوگوں کے رب! یہ بیماری دور کر دے! اور شفاء دے دے! تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ نہیں شفاء مگر تیری شفاء ہے۔ ایسی شفاء دے جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے''!

نیز وہ دم جو جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو کیا تھا اور وہ مندرجہ ذیل ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ))[2]

''اللہ کے نام کے ساتھ' میں تجھے ہر اس چیز سے دم کرتا ہوں' جو تجھے تکلیف دیتی ہے۔ اور ہر جان کی برائی سے۔ اور ہر حاسد کی نظر بد سے۔ اللہ تجھے شفاء دے۔''

یہ تین مرتبہ پڑھنا ہے۔

جادو کا شافی علاج

جادو کے واقع ہونے کے بعد مندرجہ ذیل مجرب طریقے سے علاج ہو سکتا ہے:

(۱) دوران علاج اس وقت آدمی اپنی بیوی سے جماع سے پرہیز کرے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الطب: باب رقیة النبی ﷺ (ح ۵۷۴۲، ۵۷۴۳)
مسلم۔ کتاب السلام: باب استحباب رقیة المریض (ح ۲۱۹۱)

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب الطب و المرض والرقی (ح ۲۱۸۶)

② سبز بیری کے درخت کے سات پتے لیں اور اسے پتھر وغیرہ سے کوٹ لیں اور ایک برتن میں رکھیں۔ ان پر اتنی مقدار میں پانی ڈالیں جو نہانے کے لیے کافی ہو۔ اور اس میں آیت الکرسی پڑھیں۔

نیز قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ (الخ) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (الخ) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (الخ) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (الخ) پڑھیں۔

اور سورۂ اعراف میں جو جادو کے متعلق مندرجہ ذیل آیتیں ہیں وہ بھی پڑھیں:

﴿ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ○ ﴾ (اعراف: ۷/ ۱۱۷ تا ۱۱۹)

اور سورۂ یونس کی مندرجہ ذیل آیات بھی پڑھیں:

﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ ﴾

(یونس: ۱۰/ ۷۹ تا ۸۲)

اور سورۂ طٰہٰ کی آیات درج ذیل بھی پانی پر پڑھیں:

﴿ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ○ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ○ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ○ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ○ ﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۶۵ تا ۶۹)

❀ مذکورہ اذکار پڑھ کر کچھ پانی پی لے اور باقی کے ساتھ غسل کر لے۔ ان شاء اللہ جادو کی بیماری جڑ سے جاتی رہے گی۔ اگر دو یا تین یا زیادہ بار بھی ضرورت پڑے

تو بیماری کے اثرات ختم ہونے تک اسے جاری رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

❀ جادو کا ایک بہت ہی مفید علاج یہ بھی ہے کہ جسے جادو ہوا ہے اسے جادو کی جگہ پر لے جائیں۔ خواہ میدان ہو' یا پہاڑ ہو' جب اس جادو کو پہچان لیا جائے اور اس جگہ سے نکال لیا جائے گا اور تلف کر دیا جائے گا تو جادو کا اثر بے کار ہو جائے گا لیکن یاد رہے کہ اس سارے عمل کے دوران معوذتین کی تلاوت جاری رکھی جائے۔

یہ تو تھیں جادو سے پرہیز یا اس کے علاج کے متعلقہ چند چیزیں' جن کی وضاحت کا موقعہ میسر آیا ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

اور باقی رہا وہ طریقہ جو جادوگروں کے عمل سے جادو کا توڑ کیا جاتا ہے کہ جانور ذبح کر کے جنوں کو راضی کیا جاتا ہے' یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے۔ بلکہ بہت بڑا شرک ہے۔ اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اسی عمل یا اسی طرح کاہنوں' نجومیوں اور شعبدہ بازوں سے پوچھ کر جادو کا علاج کروانا بھی جائز نہیں۔ اور جو یہ کہیں اسے استعمال بھی نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں ایمان نہیں اور یہ جھوٹے اور بدکردار ہیں۔ یہ علم غیب کا دعوٰی کرتے ہیں اور لوگوں کو الجھا دیتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آنے' ان سے سوال کرنے' اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کر دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے اس کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔

میں اللہ ذوالجلال کی بارگاہ بلند پایہ میں عاجزانہ دست سوال پھیلاتا ہوں' کہ وہ مسلمانوں کو ہر پریشانی سے عافیت میں رکھے۔ اور ان کے دین کی حفاظت فرمائے۔ اور انہیں دین کا فہم سلیم عنایت فرمائے۔ اور ہر خلاف شرع عمل سے عافیت میں رکھے۔ آمین۔ یَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ۔

اختتامیہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ))

”تمام تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس کی نعمت کے ذریعہ سے نیکیاں مکمل ہوتی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور کرم سے اس کتاب کی تکمیل سے فراغت میسر فرمائی ہے۔ ہم نے اس کو جمع کرنے میں بہت ہی محنت و کاوش سے کام لیا ہے اس مقصد کے پیش نظر کہ نسل آدم خصوصاً اہل اسلام شیطان اور اس کے انسانی معاونین جادوگروں اور نجومیوں وغیرہ نیز شریر جنات سے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بچ کر فتنوں سے محفوظ و مامون رہ سکیں۔ نیز اس امید پر یہ جانکسل محنت پر قوت و حوصلہ پاتے رہے کہ رب تعالیٰ اسے اچھے انداز سے قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ آخر میں اب ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کی خدمت میں خلاصۂ کتاب پیش کریں۔

اس موضوع کا انتخاب: اس موضوع پر لوگوں کو واقفیت کی بہت ضرورت تھی اور ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو اس موضوع پر نظریاتی حیثیت رکھتی ہو۔ اور اس موضوع پر قدیم اور جدید علم کے لیے جامع ہو جس کی اس جگہ اور زمانہ میں لوگوں کو بہت ہی زیادہ ضرورت لاحق ہے۔

اہم نکات: وہ چند اہم نکات جن کا اہتمام کرنا ہر مسلمان کے لائق ہے۔ اور اس کے حالات زندگی کے لیے بہت ہی زیادہ لازم ہیں۔ مثلاً غیب کے ساتھ ایمان رکھنا' قضاء و قدر پر ایمان لانا اور مصائب وغیرہ پر صبر کرنا۔

جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں: جنوں کی پیدائش انسانوں سے پہلے معرض وجود میں آئی تھی۔ اور وہ بھی اسلام کے احکام پر عمل کے پابند ہیں اور شریعت محمدی ﷺ میں داخل ہیں۔ جو ان میں سے ایمان لائے گا اور تصدیق کرے گا اور نیک عمل کرے گا اور اس کی موت اسی حالت میں آئے' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے انکار کیا اور کفر کیا اور راہِ راست سے الگ ہوا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور دوزخ بہت برا ٹھکانا ہے۔

جنات ایک غیبی مخلوق ہیں: جنات ایک نہ نظر آنے والی غیبی مخلوق ہیں' ان کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے کیونکہ کتاب و سنت اور اجماع سے ان کا وجود ثابت ہے۔ جو ان کے وجود کا منکر ہوگا وہ اس چیز کا منکر ہے' جو قرآن میں آتی ہے اور جو سنت سے ثابت ہے۔ اور جو اس کی غلط تاویل کا شکار ہوا اس نے اپنے ایمان کو خطرات کے سپرد کر دیا۔

جنات کی آماجگاہیں: جن زیادہ تر خلاؤں' صحراؤں' جنگلوں اور غیر آباد جگہوں میں رہتے ہیں۔ انسان کے لیے مناسب ہے کہ وہ ایسے مواقع پر دعاؤں اور مسنون وظائف کے ذریعہ سے خصوصاً حفاظت حاصل کرے۔ تاکہ ان کی اذیت سے محفوظ رہے۔

جنات سے بچاؤ کی تدبیر: کچھ ایسے طریقے ہیں جن کے ذریعہ سے جنوں کی شرارتوں اور اذیتوں سے بچاؤ ہوتا ہے۔ جو ان طریقوں کی نگہداشت رکھے گا اور اپنائے گا' اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ جنات سے محفوظ رہے گا۔ اور جس نے ان کو اپنانے میں کوتاہی کی وہ شیاطین کی شرارتوں اور حملوں کا شکار ہو سکتا ہے۔

انسان کو جن چمٹ سکتا ہے: جن انسان کو چمٹ جاتا ہے اور اسے پچھاڑ دیتا ہے۔ یہ شریعت کی رو سے ثابت اور عقلی لحاظ سے تجربہ شدہ معاملہ ہے۔ جنات کے مخصوص وجود ہیں جو جن چمٹنے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً تشنج' غشی' اور چیخنا' چلانا اور وجود کی دردیں' یہ جنوں کے وجود کی ظاہری علامات ہیں۔

جن چمٹنے کے اسباب: جن چمٹنے کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔ کبھی اللہ عزوجل کی جانب سے آزمائش ہوتی ہے۔ اور کبھی خود دورہ زدہ کی غلطیاں اس کا سبب بنتی ہیں۔ تاہم

وہ تکلیف اللہ ہی کی طرف سے کہی جائے گی۔ کبھی جن زدہ پر جن عاشق ہو جاتا ہے۔ یعنی کسی خاتون کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے' یا مادہ جن کسی آدمی پر عاشق ہو جاتی ہے۔ یا یہ چمٹنا جن کی طرف سے جہالت اور سرکشی کی بناء پر ہوتا ہے اور کبھی جن کی برہمی کی وجہ سے ہوتا ہے' یا کبھی انسان سے جن کو اذیت پہنچتی ہے۔ اور جن زدگی کی اکثر یہی وجہ بنتی ہے۔[1]

کتاب و سنت کے مطابق علاج کرانا جائز ہے: کتاب و سنت نے بہت ساری قسموں کے امراض کے علاج کی طرف راہنمائی کی ہے۔ نیز فرما دیا کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا علاج نہ اتارا گیا ہو۔ لیکن کسی طریقۂ علاج کو لوگ معلوم کر لیتے ہیں اور کسی سے لاعلم رہتے ہیں۔

ہر آدمی دم کرنے کا اہل نہیں ہوتا: کچھ ایسے اوصاف و شرائط ہیں جو دم کرنے والے' دم اور جسے دم کیا جا رہا ہے میں موجود ہونے چاہئیں۔ جب یہ اوصاف و شرائط موجود ہوں گے تو اللہ کے حکم سے علاج نفع بخش ہوگا۔

طبی ادویات: بہت سی طبی ادویات ایسی ہیں جو صرع (دورہ زدگی) کے علاج وغیرہ میں مفید ہیں۔ یہ دوائیں مجرب ہیں اور ان کا فائدہ مند ہونا اللہ کے حکم سے ثابت ہے۔

نماز اور صبر: نماز اور صبر اور اعمال شریعت جو کتاب و سنت میں منقول ہیں' مریضوں کے علاج میں' خواہ ان کا مرض کیسا ہی ہو ان کے نفع بخش اثرات رکھتے ہیں۔ ہم نے بارہا خود آزمایا ہے۔

دوسری طرف جادوئی دم اور تعویذات سب' بدعت والے یا شرکیہ اعمال پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جادوگر دراصل ان تعویذات' دموں کے ذریعہ سے شیطان کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور کام کے بدلے میں جو وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے خواہ حلال ہو یا حرام' یہ اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

---

[1] یہ سماحتہ الشیخ ابن باز رحمتہ اللہ کی تعلیقات ہیں۔

جادو کا کتاب و سنت سے ثبوت: جادو کتاب و سنت اور اجماع کے ذریعہ سے ثابت ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جادو سیکھنا حرام ہے: جادو سیکھنا حلال نہیں خواہ کوئی بھی حالت ہو' اور جس شخص کے متعلق ثابت ہو جائے کہ یہ جادوگر ہے تو اس کی حد یہ ہے کہ تلوار سے اس کی گردن اڑا دی جائے۔

جادو سے بچاؤ کے طریقے: جادو کے واقع ہونے سے پہلے اور بعد میں محفوظ رہنے کے بہت زیادہ طریقے ہیں۔ جو شخص انہیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے' اختیار کرے گا تو اسے اللہ عزوجل شفاء دے گا۔

نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے: نظر ایک حقیقت ہے' اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر تھی' اور نظر کا لگنا قرآن و سنت کی نص (واضح حکم) سے ثابت ہے۔

حسد ایک خطرناک بیماری: حسد قوموں کی ایک خطرناک بیماری ہے' جو کہ لوگوں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس سے قوموں کے درمیان مخالف پارٹیوں اور گروہوں کی صورت میں تفریق ہو جاتی ہے اور اس کے برے اثرات خاندانوں اور گھروں پر غالب آ جاتے ہیں۔ اور یہ حسد صرف شرارت پسند طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے جنہیں خیر پسند نہیں اور شر سے پیار ہوتا ہے۔

نظر سے تحفظ: نظر سے بچاؤ کے بہت سے وسائل ہیں جو مسنون دموں' اور طبعی وسائل پر مشتمل ہیں۔ نظر زدہ پر انہیں استعمال کیا جائے تو وہ اللہ کے حکم سے تندرست ہو جاتا ہے۔ ہم نے انہیں بارہا آزمایا ہے اور ان سے فائدہ حاصل ہوا ہے۔ حقیقت میں فضل و احسان تو اللہ ہی کرنے والا ہے۔

طبعاً شریف آدمی کی بھی نظر لگ سکتی ہے: کبھی نظر ایسے آدمی کی بھی لگ جاتی ہے جس کی عام طور پر نظر نہیں لگتی' لیکن یہ تب ہے جب وہ کسی کے متعلقہ معاملہ پر نگاہ اٹھائے یا اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھے یا اس کی تمنا کرے' یا کسی سے وہ چیز سرزد ہوئی ہو جو عادتاً وہ نہ کرتا تھا' یعنی کوئی عجیب کام ہو۔ یہ مشاہدہ ہے جو تجربہ میں آ چکا ہے۔

حقیقی واقعات سے استدلال : ہم نے ایک مکمل بحث بغیر کمی بیشی کے ان واقعات پر تحریر کی ہے جو ہمارے ذاتی تجربات میں آئے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پیش نظر یہی تھا کہ ہم جنات و جادو کے متعلق پیش آمدہ سچے واقعات و حوادث ہی ضبط تحریر میں لائیں گے۔ اس لیے کہ حقیقی واقعات ہی وہ سچی دلیل ہیں جن سے ہم کوئی استدلال کرتے ہیں۔ نیز بہت سے احباب ان واقعات کو جانتے ہیں اور ان کے گواہ کیونکہ جب ہم نے ان کا ذکر ان کے سامنے کیا' یا کسی نے انہیں سنا' یا جن کے قریبی رشتہ داروں کے ہاں وہ واقعات ہوئے تھے' تو انہوں نے ان کا اقرار کیا ہے۔

آخری گزارش : اے میرے مسلمان بھائیو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تابع فرمان سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے افعال سے ثابت شدہ ذریعۂ علاج آپ کے سامنے ہے' جو کہ مجرّب اور مفید ہے۔ اور جسے اس سے نفع نہ ہو اسے خود کو ٹٹولنا چاہئے کہ اس سے خود کوئی کوتاہی نہ رہ گئی ہو۔

اب ہم آخر میں گزارش کر سکتے ہیں' کہ اے مسلمان بھائیو! آپ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کی پناہ میں ہی رہو گے' اسی پر توکل کرو گے' اور کیا آپ مذکورہ بالا کتاب و سنت سے ثابت شدہ طریقہ ہائے علاج کا علم ہو جانے کے بعد ہم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ان دجالوں' شعبدہ بازوں' جادوگروں اور نجومیوں کے ہاں کبھی نہ جائیں گے؟ جو تمہارے دلوں کو حسرت و ندامت سے بھر دیتے ہیں اور تمہارے ایمان و یقین کے ساتھ ساتھ دولت کا آخری روپیہ تک لوٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ سے دور کرتے ہیں اور حرام کاموں کے ارتکاب کی ترغیب دلاتے ہیں!!

یہ ہماری آرزو اور تمنا ہے۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے دنیا و آخرت کی عافیت و معافات کی دعاء کرتے ہیں۔ آمین!

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

جناتی اور شیطانی چالوں کا توڑ

زیر نظر کتاب جادو ٹونے حسد، نظر بد اور کالے
پیلے جادوگر عاملوں کے ہاتھوں ستائے گئے قابل ترس لوگوں کے
لیے ایک شافی علاج کا درجہ رکھتی ہے اور ان کی مشکلات کے حل کے لیے تحریر کی
گئی ہے یعنی جادو اور کہانت کے توڑ کے لیے۔ مروجہ کتب و متداولہ کتب جو ہمارے
درمیان گردش کر رہی ہیں ان کی نسبت اس کتاب کی بعض مندرجہ ذیل امتیازی خوبیاں ہیں:

● اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ سعودی عرب کے مفتی اعظم اور عالم اسلام کی عظیم شخصیت سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کی خواہش اور ایماء پر لکھی گئی ہے جس کی وجہ سے اسے استناد کا بلند درجہ حاصل ہے۔ ● دوسرا امتیاز اس کتاب کا یہ ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کی تعلیمات اور اسلاف کے عملی تجربات سے سرمو انحراف نہیں کیا گیا ہے۔ اس خوبی نے اس کے درجہ استناد میں مزید کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ ● تیسری خوبی حوالوں کی تخریج و تحقیق ہے۔ کوئی بات بلا حوالہ نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے تو اس کے ضعف کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے۔ علمی امانت و دیانت کا یہ اظہار بہت کم دیکھنے میں آتا ہے ● چوتھا امتیاز یہ ہے کہ جادو کے توڑ کے لیے جتنی شرعی تدبیریں، دعائیں اور طریقے ہیں، وہ سب مع حوالہ اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ غیر شرعی طریقوں کی وضاحت کر کے ان سے اجتناب کی تلقین بھی کی گئی ہے۔

ان اعتبارات سے یہ کتاب اپنے موضوع کی جامع ترین اور مستند ترین کتاب بن گئی ہے، جو ان کے لیے بھی مفید ہے جو کسی نہ کسی انداز سے مبتلائے سحر یا آسیبی اثرات کا شکار ہیں، کہ وہ اس میں بتلائی ہوئی تدبیروں اور دعاؤں کے ذریعے سے۔ ان شاء اللہ۔ شفاء یاب ہو جائیں گے اور ان کے لیے بھی مفید ہے جو ان ابتلاؤں سے محفوظ ہیں کہ وہ بھی حفظ ماتقدم کے طور پر احتیاطی تدابیر، وظیفوں اور دعاؤں کا التزام رکھیں گے تو اللہ کی حفاظت میں رہیں گے اور اہل شر و فساد کی شرارتوں اور حملوں سے مامون رہیں گے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ہر گھرانے کی ضرورت اور ہر فرد کے لیے ہتھیار کی حیثیت کی حامل ہے جس سے وہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا بچاؤ کر سکتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف
مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان

دار الابلاغ
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ